اسطے آخرت دُنیا سے بہتر ہے اور تمہارا پروردگار قیامت کے روز تم کو اس قدر عطا کرے گا کہ تم
اضی ہو جاؤ گے۔ خدا نے آنحضرتؐ کو بہشت میں ہزار قصر ایسے بخشے ہیں جنکی زمین مشک کی ہے۔
ر ہر قصر میں عورتیں اور خدمتگار اس قدر ہیں جو قصر کے شایان ہے۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَاٰوٰى
وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى (سورۂ ضحٰے آیات ۸، پ۳۰)۔ واضح ہو کہ
س آیت کی تفسیر میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے۔ وجہ اوّل یہ کہ کیا خدا نے تم کو یتیم
یر باپ ماں کے نہیں پایا۔ تو تم کو عبدالمطلب اور ابوطالب کے ذریعہ پناہ دی اور تمہاری تربیت و
فاظت پر ان کو موکل کیا اور تم کو گم شدہ پایا یعنی تم اپنے دادا سے مکہ کے دروں میں گم ہوگئے تھے
اپنی دایہ حلیمہؓ سے گم ہوگئے تھے تو عبدالمطلب کی تمہاری طرف رہنمائی کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔
ر بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ ایک سفر میں ابوطالبؑ کے ہمراہ تھے رات کو شیطان نے آکر حضرتؐ کے
قہ کی مہار پکڑ لی اور راستہ سے الگ کر دیا۔ پھر جبریلؑ آئے اور شیطان کو بھگا دیا اور ناقہ کو قافلہ
ملحق کر دیا۔ اور اے رسولؐ تم کو عائل یعنی مفلس و تہی دست پایا تو خدا نے خدیجہؑ کے مال سے اور کافروں کی
غنیمتوں سے غنی کر دیا۔ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا
خداوند عالم نے کس سبب سے آنحضرتؐ کو یتیم کر دیا اور آپؐ کے ماں باپ کو آپؐ کی کم سنی میں دُنیا
ے اٹھا لیا؟ فرمایا اس لیئے کہ آنحضرتؐ پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہ رہے۔ اور دُوسری حدیث معتبر میں
رت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس لیئے یتیم کر دیا تھا کہ سوائے خدا کے آنحضرتؐ پر کسی کی
اعت واجب ولازم نہ ہو۔ وجہ دوم امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور امام رضا علیہم السلام
ول ہے کہ "تم یتیم تھے" کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے زمانہ کے یکتا کمالات میں مثل درِ یتیم کے ہو۔
نے تمہاری طرف لوگوں کی رہنمائی کی اور تم کو مرجع خلائق بنایا اور تم لوگوں میں گمنام تھے۔ لوگ تم کو
ہ پہچانتے تھے اور تمہاری قدر و منزلت نہیں سمجھتے تھے۔ تو اہلِ دنیا کو ہدایت کی تاکہ تم کو پہچانیں اور
لق کو تمہاری طرف محتاج کیا تو ان کو تمہارے علم سے غنی کر دیا۔ وجہ سوم حضرت امام رضا
ہ السلام سے منقول ہے کہ "تم کو تنہا پایا تو لوگوں کے لیئے تم کو پناہ کا مرکز بنا دیا اور تمہاری قوم
و گمراہ سمجھتی تھی تو ان کو تمہاری شناخت کی ہدایت فرمائی اور پریشان اور مفلس دیکھا یا یہ کہ قوم تم کو
مال و دولت کے محتاج سمجھتی تھی تو تم کو بے نیاز کر دیا۔ تمہاری دُعا کو مقبولیت کا درجہ دے کر کہ اگر پتھر کو
بنا دینے کی دعا کرو گے تو مقبول ہو گی۔ اور جس جگہ غذا میسر نہ ہو گی تمہارے اعجاز سے کھانا آ جائے گا۔
جگہ پانی نہ ہو گا تمہارے واسطے پانی پیدا کر دے گا اور فرشتوں کو تمہارا ہر حال میں معین و مددگار بنایا۔

ساتواں باب

آپؐ کی صورت و سیرتِ کثیر الفضائل اور جسمِ اقدس کے بعض اوصاف و معجزات کا بیان

حدیث معتبر میں جناب امام حسن اور امام حسین علیہم السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آپؐ کی عظمت ظاہر ہوتی تھی اور سینۂ اقدس سے ہیبت نمایاں تھی اور چہرۂ اقدس سے نور درخشاں تھا جس طرح چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔ کمر سے اُوپر کچھ بلندی تھی جس سے بہت بلند معلوم ہوتے تھے سر مبارک بڑا تھا۔ سر کے بال نہ بہت گھنگھریالے تھے نہ بالکل سیدھے کھڑے۔ اکثر اوقات کان کی لَو سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ جب کبھی زیادہ لمبے ہو جاتے تو بیچ میں سے مانگ نکال لیا کرتے تھے اور سر کے دونوں طرف بالوں کو ڈال لیا کرتے تھے۔ آپؐ کا چہرۂ اقدس سفید و نورانی تھا۔ پیشانی کشادہ، ابرو باریک کمان کی طرح کھنچے ہوئے اور باہم ملے ہوئے نہ تھے۔ بعض روایت میں ہے کہ ملے ہوئے تھے۔ ایک رگ پیشانی کے درمیان تھی جو غصہ کے وقت پھول جاتی اور اُبھر آتی تھی۔ اور آنحضرتؐ کی ناک کشیدہ اور باریک تھی درمیان سے اُٹھی ہوئی جس سے ایک نور چمکتا تھا۔ ریش مبارک گھنی ہوئی جس کے بال برابر ادھر اُدھر نکلے ہوئے نہ تھے۔ دہن اقدس بالکل چھوٹا نہ تھا۔ دانت بہت سفید براق نازک اور کشادہ تھے۔ نہایت نرم بال سینہ سے ناف تک اُگے ہوئے تھے۔ اور آپؐ کی گردن صفائی درخشندگی اور استقامت میں چاندی کی گردن کی طرح تھی جو بنائی جاتی ہے اور صیقل کی جاتی ہے۔ آپؐ کے جسم کے تمام اعضا نہایت مناسب اور قوی تھے اور سینہ اور پیٹ ایک دوسرے کے برابر تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان کشادگی تھی اور جسم کی تمام جوڑ کی ہڈیوں کے سرے مضبوط اور ٹھوس تھے یہ شجاعت و قوت کی نشانی ہے اور عرب میں قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ بدن مبارک سفید و نورانی تھا۔ سینہ کے درمیان ناف تک بالوں کا ایک باریک سیاہ چمکدار خط تھا مثل چاندی کے جس پر صیقل کیا گیا ہو۔ ان کے صفائی کی زیادتی کے سبب ایک سیاہ خط معلوم ہوتا تھا۔ آپؐ کے پستان سینہ اور شکم ہر طرف بالوں سے خالی تھے۔ آپؐ کے ہاتھوں اور شانوں پر بال تھے۔ کلائیاں چوڑی اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔ ہاتھ پیر مضبوط تھے۔ یہ صفتیں مردوں کے لیئے پسندیدہ اور بہادری اور طاقت کی علامتیں ہیں۔ انگلیاں لمبی، بانہ اور پنڈلیاں صاف و کشیدہ تھیں۔ پیروں کے تلوے برابر نہ تھے بلکہ درمیان میں
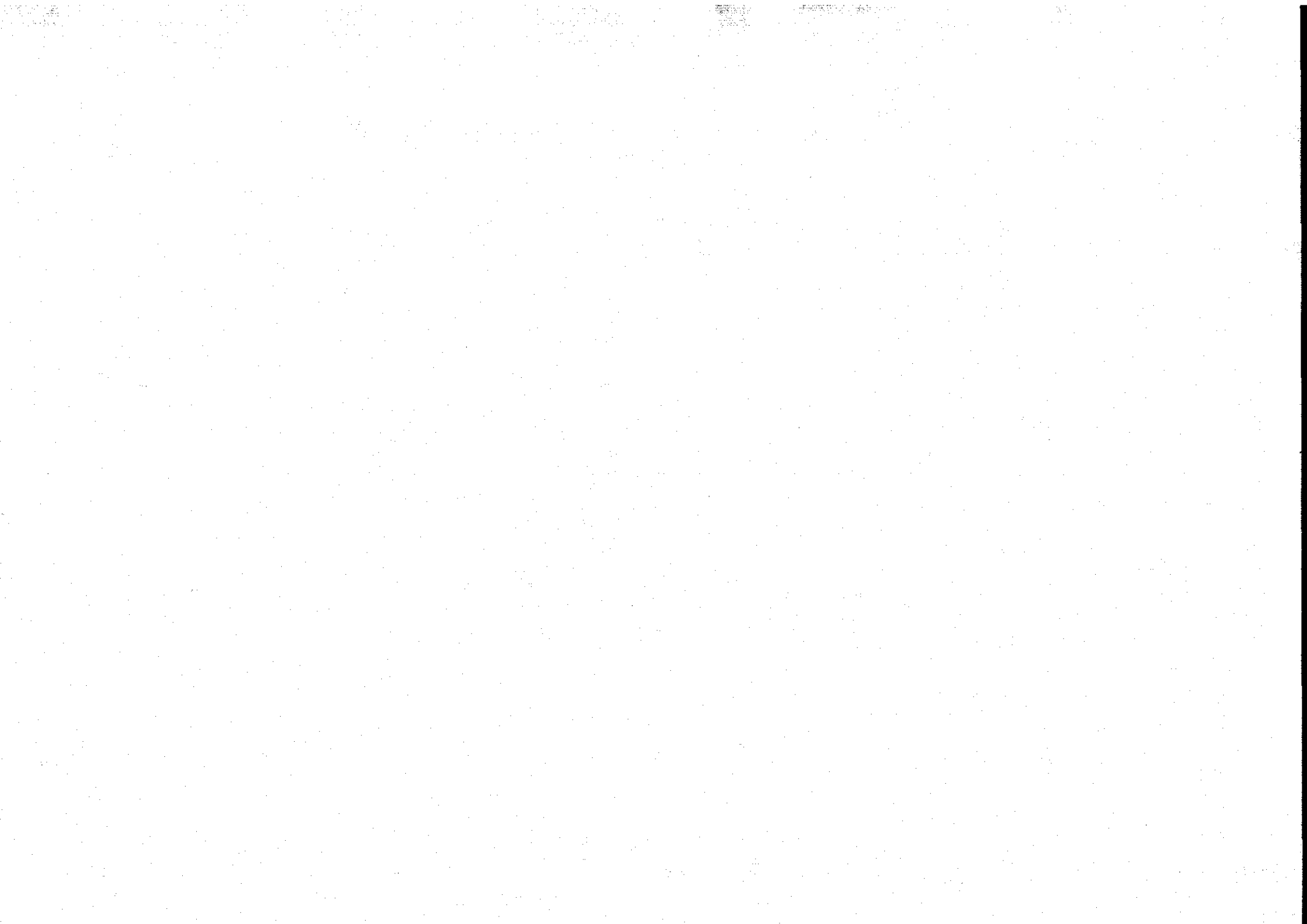
ستہ چلنے میں مغروروں کی طرح پَیروں کو زمین پر کھینچتے نہ تھے بلکہ اُٹھا کر چلتے تھے۔ سر جھکا کر چلتے
ے کہ بلندی سے اُترتے ہیں۔ جباروں کے مانند گردن ٹیڑھی نہ کرتے۔ قدم دُور دُور رکھتے مگر متانت
ر کے ساتھ رکھتے۔ کسی سے گفتگو کرتے تو صاحبانِ دولت کے مانند گوشۂ چشم سے نہ دیکھتے بلکہ
ے جسم کے ساتھ اُس کی طرف مُڑ جاتے۔ بیشتر نگاہیں نیچی رکھتے اور بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف
دیکھتے۔ نظر کرنے میں پُوری آنکھیں کھول کر نہ دیکھتے بلکہ گوشۂ چشم سے دیکھتے۔ جس کو دیکھتے
ادہ دیکھتے
لام میں سبقت فرماتے۔ ہر وقت غور و فکر میں رہتے کبھی غور و خوض اور کسی شغل سے خالی نہ رہتے۔
ضرورت کلام نہ کرتے۔ باتیں کرنے میں پورا دہن نہ کھولتے لیکن گفتگو واضح اور صاف ہوتی تھی۔
لمات جامع ہوتے جن میں الفاظ کم اور معانی بہت اور حق ظاہر کرنے والے ہوتے، کلام
ں زیادتی نہ ہوتی، اظہارِ مقصد میں کمی نہ ہوتی۔ نہایت نرم مزاج تھے۔ سختی و درشتی آپؐ کے
لق کریم میں مطلق نہ تھی۔ کسی کو حقیر نہ سمجھتے۔ تھوڑی نعمت کو بہت جانتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ
رتے لیکن دنیائے فانی کی کھانے پینے کی چیزوں کی تعریف بھی نہ فرماتے۔ کبھی غصہ نہ کرتے لیکن ایسے
ق کے بارے میں جو ضائع کیا جاتا ہو خدا کی خوشنودی کے لیئے غضبناک ہوتے اس طرح کہ کوئی آپؐ کو
پہچان نہ سکتا، اور آپؐ کے غضب کے مقابلہ پر ٹھہرنے کی تاب نہ رکھتا تھا یہانتک کہ حصولِ حق کے لیئے
نتقام لے کر حق کو جاری فرمالیتے۔ کسی جانب اشارہ کرتے تو چشم و ابرو سے نہیں بلکہ ہاتھ سے اشارہ
کرتے۔ تعجب کے موقع پر ہاتھ اُٹھاتے اور حرکت دیتے۔ کبھی داہنے کو بائیں ہاتھ پر مارتے۔ جب خدا
کے لیئے غصہ فرماتے تو بہت اظہار کرتے۔ جب خوش ہوتے آنکھیں جھکا لیتے اور خوشی کا اظہار بہت نہ
کرتے تھے۔ حضرتؐ کا ہنسنا تبسم تھا اور ہنسنے کی آواز شکل سے ظاہر ہوتی۔ کبھی کبھی ہنسنے میں
دندانہائے نورانی شبنم کے قطروں کے مانند چمکنے لگتے۔ گھر کی مشغولیت میں اوقات تین حصوں میں
تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ عبادتِ خالق کے لیئے، ایک حصہ ازواج کے لیئے اور ایک حصہ اپنی ذات کیلیئے
جو وقت جس کام کے لیئے ہوتا اس میں کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوتے۔ اور وقت کا جو حصہ اپنے
واسطے مخصوص فرمایا تھا وُہ دوسرے لوگوں میں صرف کیا کرتے تھے اس میں سے کچھ اپنے لیئے باقی نہ
رکھتے۔ پہلے مخصوص لوگوں سے ملتے اس کے بعد باقی وقت عوام میں گزارتے۔ ہر شخص کی عزت دین
میں اُس کے علم اور اُس کی فضیلت کے مطابق کرتے اور اُن کی ضرورت کے موافق ان کی طرف متوجہ رہتے
اور جو کچھ اُن کے فائدہ اور اُمت کی اصلاح کے لیئے ضروری ہوتا بیان فرماتے اور بار بار فرماتے کہ موجودہ لوگ جو مجھ سے سُن
رہے ہیں اُن لوگوں تک پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ ان کی حاجتیں مجھ سے بیان کرو جو خود مجھ تک اپنی
حاجتیں نہیں پہنچا سکتے۔ بے شبہ جو شخص کسی کی حاجت کسی بادشاہ تک پہنچاتا ہے جو خود نہیں پہنچا سکتا خداوند عالم روزِ قیامت
اُس کو ثابت قدم رکھے گا۔ ایسی ہی مفید باتوں کے سوا حضرتؐ کی مجلس میں کوئی دوسری بات کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا۔ حضرتؐ
کسی کی لغزش اور گفتگو میں غلطی پر مؤاخذہ نہیں فرماتے تھے۔ آپ کے صحابہ آپ کی مجلس میں علم کے طالب ہو کر آتے اور
رخصت ہوتے تو علم کی حلاوت و شیرینی لیکر جاتے اور دوسروں کی ہدایت و رہنمائی کرتے تھے۔ یہ حالات آنحضرتؐ کے گھر جانے کے تھے جب

حضرتؐ گھر سے باہر نکلتے تو بے فائدہ گفتگو نہیں کرتے لوگوں کی دلجوئی فرماتے اُن سے نفرت نہیں کرتے تھے
ہر قوم کے بزرگ کی عزت کرتے اور اس کو اُس کی قوم پر والی بنا دیتے۔ لوگوں کے شر سے پرہیز
کیا کرتے لیکن اُن سے علیحدگی اختیار نہ فرماتے، اور اُن کے ساتھ خوش خُوئی و خوش مزاجی میں کمی نہ کرتے۔
اپنے اصحاب سے ملتے رہتے اور اُن کے حالات معلوم کرتے رہتے۔ اُن کی جو اچھی باتیں لوگوں میں مشہور
ہوتیں ان کی تعریف کرتے اور زیادہ ترغیب دیتے اور اُن کی بدائیوں کو ان کی نگاہوں میں بُرا ثابت کرکے
اُن کو ترک کرانے کی کوشش فرماتے۔ آپؐ کے تمام کام اعتدال کے ساتھ ہوتے افراط و تفریط سے
کام نہ لیتے۔ لوگوں کے حالات سے غافل نہ ہوتے تاکہ وُہ خود بھی غافل نہ ہوں اور باطل کی طرف
رجوع نہ ہو جائیں۔ اور حق کے اظہار میں کوتاہی نہ کرتے اور اس سے دست بردار نہیں ہوتے تھے
نیک لوگوں کو اپنے پاس جگہ دیتے تھے۔ آپؐ کے نزدیک زیادہ صاحبِ فضل و شرف وُہ تھا جس کی
خیر خواہی مسلمانوں کے حق میں زیادہ ہوتی، اور سب سے زیادہ بزرگ وُہ تھا جو لوگوں کے ساتھ زیادہ
نیکی و احسان کیا کرتا۔ حضرتؐ کی مجلس کے آداب یہ تھے کہ مجلس میں نہیں بیٹھتے اور وہاں سے نہیں اُٹھتے
مگر ذکرِ خدا کے ساتھ۔ اور مجلس میں اپنے واسطے کوئی مخصوص جگہ قرار نہ دیتے اور لوگوں کو بھی اس سے
منع فرماتے۔ جب کسی جلسہ میں تشریف لے جاتے سب کے پیچھے جو جگہ خالی ہوتی وہیں بیٹھ جاتے تھے،
اور لوگوں کو بھی اسی کی ترغیب دیتے۔ اپنے اہلِ مجلس میں سے ہر ایک کے ساتھ اس طرح احترام و عزت
کے ساتھ التفات فرماتے کہ ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ دُنیا میں مجھ سے زیادہ حضرتؐ کے نزدیک بلند مرتبہ کوئی
نہیں۔ جس کے ساتھ بیٹھتے جبتک وُہ خود نہ اُٹھتا حضرتؐ بھی نہ اُٹھتے تھے۔ اگر کوئی شخص کوئی حاجت
پیش کرتا تو حتے الامکان روا کر دیتے تھے۔ ورنہ اس سے شیریں کلامی اور وعدہ کے ساتھ راضی کر لیتے
آپؐ کا خُلقِ عمیم تمام دُنیا پر چھایا ہوا تھا۔ تمام لوگ آپؐ کے نزدیک حق میں برابر تھے۔ آپؐ کی مجلس اقدس
بردباری، حیا، سچائی اور امانت سے مملو ہوتی اُس میں شور و غُل نہیں ہوتا تھا۔ کسی کی بُرائیاں نہیں بیان
کی جاتی تھیں۔ اگر کسی سے کوئی غلطی یا خطا سرزد ہوتی تو اس کا ذکر نہیں کیا جاتا تھا۔ سب کے سب آپس میں
ایک دُوسرے کے ساتھ عدل و انصاف اور نیکی و احسان کا برتاؤ کرتے۔ اور ہر ایک دُوسرے کو تقویٰ و
پرہیزگاری کی وصیت کرتا اور آپس میں تواضع اور عاجزی کا برتاؤ کرتے۔ بُوڑھوں کی عزت کرتے چھوٹوں
پر رحم کرتے اور صاحبِ حاجت کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے، غریبوں کی رعایت کرتے۔
آنحضرتؐ کی عادت اہلِ مجلس کے ساتھ یہ تھی کہ ہمیشہ کشادہ رو اور نرم خو رہتے کسی کو آپؐ کی ہمنشینی
سے زحمت و تکلیف نہ ہوتی۔ آپؐ تند مزاج اور سخت کلام نہ تھے۔ کبھی فحش بات زبان سے نہ نکالتے۔
لوگوں کے عیوب نہ بیان کرتے نہ بہت تعریف کرتے۔ اگر کوئی بات خلافِ مزاج ہو جاتی تو نظر انداز فرماتے
کوئی شخص آپؐ سے نااُمید نہیں ہوتا تھا۔ کسی کی اُمید آپؐ سے منقطع نہیں ہوتی تھی۔ کسی سے لڑتے نہ تھے
بہت باتیں نہ کرتے۔ جس چیز سے کوئی فائدہ نہ ہوتا اس کی طرف التفات نہ کرتے۔ کسی کی مذمت نہ کرتے
کسی کی سرزنش نہ فرماتے۔ لوگوں کے عیوب اور غلطیوں کی جستجو نہ کرتے۔ کسی امر میں کلام نہ کرتے سوائے

ں کے جس میں ثواب کی اُمید ہوتی۔ جب حضرتؐ گفتگو کرتے تو اہل مجلس سر جھکا کر اس طرح خاموش و ساکت ہو جاتے گویا کہ اُن کے سروں پر طیور بیٹھے ہیں۔ حضرتؐ کے سامنے لوگ شور و غل اور آپس میں تکرار نہ کر سکتے۔ اگر ایک شخص بات کرتا تو دوسرے لوگ خاموش ہو کر غور سے سُنتے۔ اس کی باتوں کے خلاف کلام نہ کرتے۔ حضرتؐ لوگوں کے ساتھ اُن کے ہنسنے اور تعجب میں ان کی موافقت فرماتے۔ غریبوں اور دیہاتیوں کے خلافِ ادب برتاؤ پر صبر کرتے یہاں تک صحابہ ان کو اپنے ساتھ حضرتؐ کی مجلس میں لاتے اور وہ سوال کرتے اور مستفید ہوتے۔ آنحضرتؐ خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی حاجتمند کو دیکھو تو میرے پاس لاؤ۔ حضرتؐ کو خوشامدانہ مدح و ثنا پسند نہ تھی سوائے اس کے جس پر حضرتؐ نے کچھ احسان فرمایا ہوتا۔ آپؐ کسی کی بات قطع نہ کرتے سوائے اس کے کہ وُہ گفتگو باطل ہوتی تو حضرت منع فرماتے یا خود وہاں سے اُٹھ کر چلے جاتے۔ آنحضرتؐ جب سکوت فرماتے تو چار وجہوں کے سبب۔ علمؑ جو جاہلوں کے مقابلہ میں ہوتا جبکہ وُہ نامناسب اور بیہودہ بات کرتے، یا اس کے ضرر سے محفوظ رہنے کے لئے سکوت فرماتے، یا ہر شخص کی قدر و منزلت کے لحاظ سے ہوتا، یا غور و فکر کے سبب سے ہوتا۔ ہر شخص کی قدر و منزلت کا لحاظ یہ کہ تمام اہل مجلس پر یکساں التفات فرماتے اور ہر ایک کی باتیں توجہ سے سُنتے۔ اور غور و فکر دُنیائے فانی اور دار بقا کے بارے میں ہُوا کرتا۔ حضرتؐ کی ذات حلم و صبر کا مجموعہ تھی۔ کوئی بات آپؐ کو غضبناک نہیں کرتی تھی اور کوئی چیز آپؐ کو بے چین نہیں کرتی تھی۔ چار باتیں آپؐ کی احتیاط و پرہیز کی تھیں۔ نیکیوں کا کرنا تاکہ لوگ آپؐ کی پیروی کریں، برائیوں کا ترک تاکہ لوگ ترک کر دیں۔ جس امر میں اُمت کا فائدہ ہو اُس میں زیادہ کوشش۔ ایسے امر کا عمل میں لانا جس میں اُمت کے لئے دُنیا و آخرت کی بہتری ہو۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسُولؐ خدا کے چہرۂ انور کا رنگ سفید سُرخی مائل تھا، آنکھیں سیاہ اور کشادہ، ابرو باریک اور ملے ہوئے، انگلیاں متفرق اور مضبوط سُرخی مائل جن سے نور ساطع تھا، حضرتؐ کے کاندھوں کی ہڈیاں قوی، ناک کشیدہ اس حد تک کہ جب پانی نوش فرماتے تو پانی کے قریب پہنچ جاتی، کوئی حسن و سیرت میں آنحضرتؐ کے برابر نہ تھا اور نہ ہو سکتا ہے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے نچلے ہونٹ پر ایک خال تھا اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ کو غصہ آتا تو آپؐ کی پیشانی انور سے مثل موتیوں کے پسینہ ٹپکنے لگتا۔

عبداللہ بن سلیمان سے روایت ہے وُہ کہتے ہیں کہ جناب عیسٰےؑ کی انجیل میں مَیں نے پڑھا ہے کہ خدا نے ان کو وحی کی کہ اے عیسٰےؑ اے فرزند طاہرۂ بتول اہلِ سوریا کو بتا دو کہ میں خداوند دائم ہوں جس کو زوال نہیں۔ پیغمبر اُمّی کی تصدیق کرو جو صاحب شتر و مدرعہ و عمامہ و عصا ہے۔ جس کی آنکھیں کشادہ، پیشانی چوڑی، ابرو نمایاں، کشیدہ ناک کشادہ دندان ہوں گے۔ اس کی گردن صراحیٔ نقرہ کے مانند ہوگی جس کے نیچے سے نُور ساطع ہوگا گویا اس پر سونا چڑھا ہُوا ہے۔ باریک بال سینہ سے ناف تک اُگے ہوں گے۔ تمام سینہ اور پیٹ بالوں سے خالی ہوگا۔ وُہ گندمی رنگ ہوگا۔ جب کسی مجمع میں

ہوگا ہر ایک سے بلند نظر آئے گا۔ اس کے چہرے پر پسینہ کے قطرے موتیوں کے مانند ہوں گے جن سے مشک کی خوشبو آتی ہوگی۔ اُس کا مثل نہ پہلے کسی نے دیکھا ہوگا نہ بعد اُس کے دیکھا جائے گا۔ خوشبو بہت پسند کرنے والا اور بہت سی عورتوں سے نکاح کرنے والا ہوگا۔ اس کی نسل کم ہوگی اور اُس کی دُخترؑ با برکت سے بڑھے گی۔ جس کے لیئے بہشت میں ایسا گھر ہوگا جس میں نہ کوئی دُکھ ہوگا نہ درد و غم۔ وُہ اُس لڑکی کی آخر زمانہ میں کفالت کرے گا جس طرح زکریاؑ نے تمہاری ماں کی کفالت کی ہے اُس دُخترؑ سے دو فرزندؑ پیدا ہوں گے جو شہید ہوں گے۔ اُس پیغمبرؐ کا کلام قرآن ہوگا، دین اسلام ہوگا۔ طوبیٰ ہے اُس کے لیئے جو اُس کے زمانہ میں ہو اور اُس کا کلام سُنے۔ عیسٰےؑ نے کہا خداوندا طوبیٰ کیا ہے؟ فرمایا ایک درخت ہے بہشت میں جس کو میں نے اپنے دستِ قدرت سے بویا ہے جس کا سایا تمام بہشتوں میں ہے۔ اُس کی جڑ رضوان ہے، اُس کا پانی چشمۂ تسنیم کا ہے جس کا پانی سردی میں کافور لذت میں زنجبیل ہے۔ جو اُس کا پانی ایک گھونٹ بھی پی لے گا، کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ جناب عیسٰےؑ نے عرض کی اے پالنے والے اس میں سے تھوڑا پانی مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا اے عیسٰےؑ اس کا پانی تمام اہل عالم پر حرام ہے جب تک وُہ پیغمبرؐ اور اس کی اُمت نہ پی لے۔ اے عیسٰےؑ تم کو آسمان پر اُٹھا لُونگا۔ پھر آخر زمانہ میں زمین پر بھیجوں گا تاکہ ان کے ساتھ نماز ادا کرو کیونکہ وُہ امت مرحومہ ہے۔

حدیث معتبر میں حضرت امیرالمؤمنینؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ میں نے کسی کو پیغمبرؐ خدا کے مانند نہیں دیکھا جس کے دونوں شانوں کے درمیان اتنی کشادگی ہو۔

بسند موثق امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتے ہیں۔ اور میں جس طرح سامنے دیکھتا ہوں اُسی طرح سر کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ اور دوسری چند حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب ابوذرؓ آنحضرتؐ کی ملاقات کے لیئے آئے۔ معلوم ہُوا کہ حضرتؐ فلاں باغ میں ہیں۔ وہاں گئے تو دیکھا کہ حضرتؐ سو رہے ہیں تو ایک سُوکھی لکڑی لے کر توڑا تاکہ امتحان کریں کہ آنحضرتؐ سو رہے ہیں یا جاگتے ہیں۔ حضرتؐ نے آنکھیں کھول دیں اور فرمایا ابُوذرؓ میری آزمائش کرتے ہو تم کو نہیں معلوم کیا کہ جس طرح میں تم کو بیداری میں دیکھتا ہوں اُسی طرح نیند میں بھی دیکھتا ہوں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ اور بسند ہائے صحیح بہت سی حدیثوں میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں تم کو پُشت سر سے اُسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں۔ لہٰذا نماز میں اپنی صفیں درست رکھو ورنہ خداوندِ عالم تمہارے دلوں میں باہم مخالفت پیدا کر دے گا۔

دو حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کے واسطے بہشت سے ہریسہ بھیجا جس کے کھانے سے چالیس مردوں کی قوتِ مجامعت آنحضرتؐ میں پیدا ہو گئی۔ دُوسری روایت میں وارد ہے کہ پیغمبرؐ نے دردِ پُشت کی خدا سے شکایت کی تو خدا نے فرمایا کہ ہریسہ کھاؤ۔

حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ خدا کو جو شخص شب تاریک میں دیکھتا آپ کے چہرہ اقدس سے ماہِ تاباں کے مانند نور دکھائی دیتا۔

علمائے خاصہ و عامہ نے آنحضرتؐ کے جسم اقدس کے بہت سے معجزات بیان کیئے ہیں ان میں سے چند معجزات کا ذکر ہم کرتے ہیں:- اوّل یہ کہ ہمیشہ آپؐ کی جبین اقدس سے نور ساطع رہتا اور راتوں میں مثل روشنیٔ ماہ در و دیوار پر چمکتا۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات جناب عائشہ کی سوئی گم ہو گئی تھی جب آنحضرتؐ حجرہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے نور میں وہ سوئی ان کو مل گئی۔ اور روایت ہے کہ رات کی تاریکی میں حضرتؐ کے ساتھ لوگ چلتے تو حضرتؐ اپنے ہاتھ کو اُٹھا دیتے۔ آپؐ کی انگلیوں سے نور چمکتا جس کی روشنی میں لوگ راستہ چلتے تھے۔ دوم جسم کی خوشبو۔ آپ جس راستہ سے گزرتے دو روز کے بعد جو شخص بھی اُدھر سے جاتا آنحضرتؐ کی خوشبو سے سمجھ لیتا تھا کہ حضرتؐ ادھر سے گزرے ہیں۔ لوگ آنحضرتؐ کا پسینہ جمع کرتے تھے جس کی خوشبو کے برابر کوئی خوشبو نہیں پہنچتی تھی۔ اس کو لوگ عطر میں ملا لیا کرتے تھے۔ پانی کا ڈول آپؐ کے پاس لایا جاتا اس میں سے آپؐ ایک گھونٹ پانی لے کر اُسی میں کلی کر دیا کرتے تو وہ پانی مشک سے زیادہ خوشبودار ہو جاتا۔ سوم آفتاب میں آپؐ کا سایا نہ ہوتا۔ چوتھے یہ کہ جس کسی کے ساتھ آپؐ راستہ چلتے بقدر ایک انگل اس سے بلند ہوتے۔ پانچویں ہمیشہ دُھوپ میں آپؐ کے سر پر ابر سایہ فگن رہتا۔ چھٹے یہ کہ جس طرح آپؐ سامنے سے دیکھتے پُشت سر سے بھی اُسیطرح دیکھتے تھے۔ ساتویں یہ کہ کبھی کوئی بدبو آپؐ کے دماغ تک نہیں پہنچتی تھی۔ آٹھویں یہ کہ جس چیز میں آپؐ کا لعاب دہن پڑ جاتا اس میں برکت ہوتی، اور جس بیمار کے درد میں استعمال ہوتا اس کو شفا ہوتی۔ نویں یہ کہ آپؐ ہر زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ دسویں آپؐ کی ریش انور میں سات سفید بال تھے جو مثل آفتاب کے چمکتے تھے۔ گیارھویں نیند کی حالت میں بھی اُسی طرح سُنتے تھے جسطرح بیداری میں سُنتے تھے۔ آپؐ فرشتوں کی باتیں سُنتے تھے لیکن دوسرے لوگ نہیں سُن سکتے تھے۔ اور دلوں میں جو کچھ گزرتا حضرتؐ کو معلوم ہو جاتا تھا۔ بارھویں مُہرِ نبوّت جو آپؐ کے پُشت اقدس پر تھی اُس سے ایسا نور چمکتا تھا جو آفتاب کے نور پر غالب ہوتا۔ تیرھویں یہ کہ پانی آپؐ کی انگلیوں سے جاری ہو جاتا، سنگریزے آپؐ کے ہاتھوں میں تسبیح کیا کرتے تھے۔ چودھویں یہ کہ آپؐ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔ پندرھویں فضلہ جو حضرتؐ کا ہوتا اُس سے مشک کی خوشبو نکلتی اور کوئی اس کو دیکھنے نہیں پاتا تھا۔ زمین خدا کی جانب سے مامور تھی کہ وہ اس کو نگل جاتی۔ سولہویں جس جانور پر آپؐ سوار ہوتے وہ کبھی بُوڑھا نہ ہوتا۔ سترھویں قوت میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اٹھارھویں تمام مخلوقات آپؐ کا احترام کرتی تھی۔ آپ جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے وہ جُھک جاتا اور سلام کرتا۔ بچپن میں آپؐ کی گہوارہ جنبانی ماہ کرتا اور مکھی اور دُوسرے جانور آپؐ کے جسم اقدس پر نہیں بیٹھتے تھے۔ انیسویں اگر آپؐ زمین نرم پر راستہ چلتے تو پیروں کا نشان نہ پڑتا اور زمین سخت پر نشان بن جاتا۔ بیسویں خداوند عالم نے آپؐ کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی تھی کہ باوجود تواضع و انکساری اور

شفقت و رحمت کے کوئی آپؐ کے چہرہ کو نظر بھر کے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ہر کافر اور منافق جب آپ کو دیکھتا تو کانپ جاتا اور دو ماہ کے راستہ کی مسافت سے کافروں کے دلوں پر آپؐ کی ہیبت کا اثر ہو جاتا تھا[1]

حدیث معتبر میں امام رضاؑ سے منقول ہے کہ امام زین العابدینؑ جس وقت قرأت فرماتے تو آپؑ کی خوش الحانی کے سبب راہ چلنے والے مدہوش ہو جاتے۔ اگر حضرتؐ اپنی خوش الحانی لوگوں پر ظاہر کرتے تو کوئی سُننے کی تاب نہ لا سکتا۔ راوی نے عرض کی مولا حضرت سرور کائناتؐ کس طرح لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے اور تلاوت قرآن فرماتے تھے اور لوگ سُنتے تھے؟ فرمایا آنحضرتؐ بس اسی قدر خوش الحانی فرماتے تھے جس قدر لوگوں میں سُننے کی تاب تھی۔

بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ ہوئے۔ جناب زلیخا آپؑ کی ڈیوڑھی پر آئیں اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ جب وہ اندر پہنچیں جناب یوسفؑ نے اُن سے پُوچھا کہ کیوں وہ تمام حرکتیں تم نے کی تھیں؟ انہوں نے کہا آپؑ کے حُسن نے مجھے بیتاب کر دیا تھا۔ حضرت یوسفؑ نے فرمایا اگر تم پیغمبرؐ آخر الزمان کو دیکھتیں جو مجھ سے زیادہ خوبصورت، خوش خُلق اور عطا کرنے والے ہوں گے تو کیا کرتیں؟ زلیخا نے کہا آپؑ نے سچ فرمایا۔ جناب یوسفؑ نے کہا کیونکر تم نے سمجھا کہ میں نے سچ کہا ہے؟ انہوں نے کہا اس لیئے کہ جب آپؑ نے آنحضرتؐ کا نام لیا، اُن کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی۔ اُس وقت خدا نے جناب یوسفؑ کو وحی کی کہ زلیخا سچ کہتی ہے۔ اور اب اس سبب سے اس کو دوست رکھتا ہوں کہ وہ آنحضرتؐ کو دوست رکھتی ہے۔ تو جناب یوسفؑ نے اُن کے ساتھ عقد کیا۔

دُوسری روایت میں منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت رسالتؐ پناہ سے پوچھا کہ آپؐ کی ریش مبارک کے بال کیوں جلد سفید ہو گئے؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ مجھ کو سورۃ ہود، سورۃ واقعہ، سورۃ مرسلات اور عم یتساءلون نے بوڑھا کر دیا جن میں قیامت اور گزشتہ امتوں کے عذاب کا تذکرہ ہے۔

احادیث معتبرہ میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سر کے بال اس قدر نہیں بڑھاتے تھے کہ مانگ نکالنے کی ضرورت ہوتی۔ بہت لمبے ہوتے تو کان کی لو تک پہنچ جاتے۔ حضرتؐ ان کو نہیں کٹواتے تھے مگر حج و عمرہ کے موقع پر۔ اور جب حدیبیہ کے عمرہ سے آنحضرتؐ روک دیئے گئے تو سر کے بال سال بھر تک نہیں ترشوائے۔ اور سبب یہ تھا کہ اُس زمانہ میں سر منڈانا بہت بدنما سمجھا جاتا تھا۔ اور نبی اور امام کوئی ایسا کام نہیں کرتے تھے جو ننگا ہوں میں قبیح معلوم ہو۔ جب اسلام پھیل گیا، سر منڈانے کی قباحت دُور ہو گئی پھر ہمارے آئمہ اطہار علیہم السلام سر منڈایا کرتے تھے۔

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ان میں ہر ایک کا بیان آئندہ ابواب میں مفصّل کیا جائے گا۔ ۱۲

آٹھواں باب

آنحضرتؐ کے اخلاق حمیدہ اور اطوار پسندیدہ اور آپکی سیرت و عادت کا تذکرہ

حدیث حسن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کا لباس پرانا ہو گیا تھا ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر بارہؐ درم ہدیہ کیئے جو اس زمانہ کے سکہ کے پانچ سو کے برابر ہوتے تھے۔ آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ ان درہموں کو لو اور میرے لیئے ایک پیراہن خرید لاؤ۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں بازار گیا اور بارہ درم کا ایک پیراہن خرید لایا۔ حضرتؐ نے دیکھا اور فرمایا کہ اس سے کم قیمت کا لباس مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ یا علیؑ کیا تم سمجھتے ہو کہ دُکاندار اس کو واپس لے لے گا؟ میں نے عرض کی کہ میں نہیں جانتا۔ فرمایا دیکھو ممکن ہے راضی ہو جائے۔ میں دکاندار کے پاس آیا اور کہا رسولؐ اللہ کو یہ لباس پسند نہیں ہے اس سے کم قیمت کا لباس چاہتے ہیں۔ یہ سُنکر اُس نے درم واپس کر دیئے میں نے وہ درم لاکر حضرتؐ کو دے دیئے۔ پھر آنحضرتؐ میرے ہمراہ بازار چلے راستہ میں ایک کنیز کو دیکھا کہ بیٹھی رو رہی ہے۔ حضرتؐ نے اس سے پُوچھا کیوں روتی ہے؟ اس نے کہا یا رسولؐ اللہ میرے مالک نے کچھ چیزیں بازار سے لانے کے لیئے چار درم دیئے تھے جو کہیں گُم ہو گئے۔ اب میری ہمت نہیں ہوتی کہ گھر واپس جاؤں۔ حضرتؐ نے چار درم اس کو عطا فرمائے اور کہا اپنے گھر واپس جا۔ اور خود بازار تشریف لے گئے اور ایک کُرتہ چار درم میں خرید کر زیب جسم کیا اور شکر خدا بجا لائے۔ جب واپسی میں بازار سے نکلے تو ایک عُریاں شخص کو دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ جو شخص مجھے لباس پہنائے خدا اس کو لباس بہشت پہنائے گا۔ حضرتؐ نے اپنا پیراہن اُتار کر اس کو پہنا دیا۔ پھر بازار واپس گئے اور چار درم میں دوسرا پیراہن خرید کیا اور پہنا اور خدا کی حمد بجا لائے۔ واپسی پر اُسی کنیز کو دیکھا کہ درمیان راہ بیٹھی ہوئی ہے۔ حضرتؐ نے اس سے پُوچھا کیوں گھر نہیں واپس گئی؟ اس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ دیر ہو گئی ہے مجھ کو خوف ہے کہ میرا مالک مجھے سزا دے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا آگے چل اور اپنا گھر مجھے بتا۔ غرض وہ کنیز روانہ ہوئی اور اپنے دروازے پر پہنچ کر کھڑی ہو گئی۔ حضرتؐ بھی ٹھہر گئے۔ اور فرمایا اے اہل خانہ تم پر سلام ہو۔ کسی نے جواب نہ دیا پھر دوسری مرتبہ سلام کیا۔ کوئی جواب نہ ملا۔ جب تیسری مرتبہ سلام کیا تو جواب آیا علیك السّلام یا رسولؐ اللہ ورحمة اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرتؐ نے پُوچھا دو مرتبہ میرے سلام کا جواب کیوں نہ دیا؟ انہوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم نے چاہا کہ آپؐ کے سلام کی برکتیں ہم پر اور زیادہ ہو جائیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کنیز کو دیر ہو گئی ہے اس سے مؤاخذہ نہ کرنا۔ اہل خانہ بولے یا رسولؐ اللہ آپؐ کی تشریف آوری کے سبب ہم نے اس کو آزاد کر دیا

آنحضرتؐ نے فرمایا کبھی میں نے ایسے بارہؐ درم نہیں دیکھے جن کی برکتیں ان سے زیادہ ہوں کہ دو برہنہ شخصوں نے لباس پہنے اور ایک کنیز آزاد ہوئی۔

بطریق خاصہ و عامہ منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ پانچ خصلتیں مرتے دم تک نہ چھوڑوں گا۔ زمین پر غلاموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا، ٹٹو پر بغیر زین کے سوار ہونا، بکری کا دودھ اپنے ہاتھوں سے دوہنا، اُون کا موٹا کپڑا پہننا، اور بچّوں کو سلام کرنا۔ یہانتک کہ میرے بعد یہ سُنّت قرار پائے اور لوگ اس پر عمل کریں۔ دوسری حدیث میں بکری دوہنے کی بجائے جوتہ اور نعلین کو اپنے ہاتھ سے درست کرنا وارد ہوا ہے۔ حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے پدر بزرگوار سے روایت کی جاتی ہے کہ رسولؐ اللہ نے کبھی سیر ہو کر نان گندم تناول نہ فرمایا۔ حضرتؑ نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ نان گندم تو کبھی کھائی ہی نہیں اور جَو کی روٹیاں بھی کبھی سیر ہو کر نہیں کھائیں۔

بسند معتبر حضرت موسےٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کے ذمہ چند دینار کسی یہودی کے باقی تھے۔ ایک روز اُس نے آکر تقاضہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے پاس اس وقت نہیں ہیں۔ یہودی بولا کہ جب تک آپ مجھے نہ دیں گے میں نہ جاؤں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا میں تیرے ساتھ بیٹھتا ہوں؛ اور آنحضرتؐ اس کے ساتھ بیٹھے رہے یہاں تک کہ نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا اور دوسرے روز صبح کی نماز بھی وہیں ادا کی۔ آنحضرتؐ کے اصحاب نے یہودی کو ڈرانا اور دھمکانا شروع کیا تو آنحضرتؐ نے اُن سے فرمایا کہ تم لوگوں کو اس سے کیا واسطہ۔ اُن لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ اس نے آپؐ کو گویا قید کر رکھا ہے اور نہیں چھوڑتا ہے کہ آپ کہیں جائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے مجھے اس لیئے مبعوث نہیں کیا ہے کہ ظلم کروں اُس پر جو امان میں ہو۔ غرض دن چڑھا تو یہودی بولا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ یا رسولؐ اللہ میں نے نصف مال راہِ خدا میں دیا اور خدا کی قسم یہ برتاؤ میں نے اس لیئے کیا تھا تاکہ معلوم کروں کہ جو اوصاف پیغمبرؐ آخر الزمان کے توریت میں لکھے ہوئے ہیں آپ میں موجود ہیں یا نہیں۔ کیونکہ میں نے توریت میں پڑھا ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ جنکا مولد مکہ اور مقام ہجرت مدینہ ہوگا وہ سخت مزاج اور تند خو نہ ہوں گے، وہ چلّا کر نہ بولیں گے فحش و بیہودہ گو نہ ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور آپ اُس کے پیغمبرؐ اور فرستادہ ہیں۔ یا رسولؐ اللہ یہ میرا مال حاضر ہے اس کے بارے میں خدا کے حکم کے مطابق جو مناسب سمجھیئے کیجیئے۔ وہ یہودی بہت مالدار تھا۔

اس کے بعد امام موسےٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا بستر ایک چادر تھی اور تکیہ ایک چمڑہ کا تھا جس میں خرمے کی پتیاں بھری ہوئی تھیں۔ ایک رات آپؐ کی چادر دو تہہ کر کے بچھا دی گئی تاکہ آپؐ کو کچھ آرام ملے۔ صبح ہوئی تو فرمایا کہ رات آرام زیادہ ملنے کے سبب نماز کے لیئے اُٹھنے میں ذرا دیر ہو گئی آئندہ چادر کو دو تہہ کر کے نہ بچھانا۔

بسندِ حسن امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک رات حضرتؐ خانۂ ام سلمہ میں قیام فرما تھے

رات گئے ام سلمہؓ کی آنکھ کھلی تو حضرتؐ کو بستر پر نہ پایا۔ اُٹھیں اور تلاش کیا۔ دیکھا کہ آپؐ گھر کے ایک گوشہ میں کھڑے ہیں۔ ہاتھ بلند ہیں اور دُعا فرما رہے ہیں۔ اور رو رو کر کہہ رہے ہیں کہ خداوندا جو اچھی چیزیں تُو نے عطا فرمائی ہیں وُہ مجھ سے ضائع نہ ہونے دے اور دُشمنوں اور حسد کرنے والوں کو مجھ پر شاد نہ کر۔ پالنے والے مجھے اُن بُرائیوں کی طرف نہ پھیرنا جن سے تُو نے نجات دی ہے اور آن واحد کے لیئے بھی مجھے میرے حال پر مت چھوڑنا۔ یہ دیکھ کر جناب ام سلمہؓ روتی ہوئی واپس آئیں۔ جب حضرتؐ نے اُن کے رونے کی آواز سُنی تو سبب پوچھا۔ ام سلمہؓ نے کہا یا رسُولؐ اللہ کیونکر نہ روؤں میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جبکہ آپ اس طرح کہتے اور روتے ہیں۔ حالانکہ آپ کا درجہ اور مرتبہ خدا کے نزدیک کس قدر بلند ہے اور آپ کے گزشتہ اور آئندہ گناہ خدا نے معاف کر دیئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیونکر مطمئن ہو سکتا ہوں حالانکہ خدا نے حضرت یونسؑ کو ایک چشم زدن کے لیئے ان کو اُنہی کے حال پر چھوڑ دیا تھا تو اُن سے صادر ہوُا جو نہ ہونا چاہیئے تھا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک سائل جناب سرورِ عالم کے پاس آیا اور کچھ مانگا حضرتؐ نے فرمایا کوئی ہے جو مجھے قرض دے۔ یہ سُنکر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا چار وسق خرما اس کو دے دو۔ اس نے دے دیا۔ چند روز گزرنے کے بعد وُہ انصاری حاضر خدمت ہوُا اور اپنا قرض دیا ہوُا خرما طلب کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا انشاءاللہ آئندہ دو تو دے دونگا۔ تھوڑے دنوں کے بعد پھر اُس نے تقاضا کیا آپؐ نے وہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوُا تو اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ جب آپؐ سے مانگتا ہوں تو آپؐ کہہ دیتے ہیں کہ خُرمے آجائیں تو دے دوں گا۔ حضرتؐ نے اس کا نا ملائم جواب سُنکر تبسم فرمایا اور کہا کوئی ہے جو مجھے قرض دے تو پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میں دیتا ہوں۔ پوچھا کتنے خرمے تیرے پاس ہیں عرض کی آپؐ کو جس قدر ضرورت ہو حاضر کروں۔ فرمایا آٹھ وسق خرما اس شخص کو دے دو۔ انصاری نے کہا میں نے تو آپؐ کو چار وسق دیئے تھے۔ فرمایا چار وسق اپنی طرف سے میں نے عطا کیئے۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جب حضرت سرورِ کائنات نے دُنیا سے رحلت فرمائی سوائے سواری کے ایک اُونٹ کے درہم و دینار، غلام و کنیز، گوسفند اور اُونٹ کچھ نہیں چھوڑا تھا۔ اور آپؐ کی زرہ مدینہ کے ایک یہودی کے پاس بیس صاع جَو کے عوض رہن تھی جو آپؐ نے اپنے عیال کے نفقہ کے واسطے قرض لیئے تھے۔ پھر حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کے زمانہ میں فقراء مسجد میں سویا کرتے تھے۔ ایک روز حضرتؐ نے اُن کے ساتھ منبر کے قریب ایک پتھر کی دیگ میں افطار فرمایا اور آپؐ کے ساتھ تیس اشخاص نے کھایا اور سیر ہو گئے اور سب اپنے اپنے اہل و عیال کے لیئے بھی لے گئے، اُن سب نے بھی سیر ہو کر کھایا۔

حدیث موثق میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ عالمِ ضعیفی میں جبکہ کچھ گراں جسم ہو گئے تھے مشقت کی زیادتی کے لیئے ایک پیر پر کھڑے ہو کر نافلہ نمازیں پڑھتے تھے یہانتک کہ خدا نے فرمایا طٰہٰ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی (سورۃ طٰہٰ آیہ ۱، ۲ پ ۱۶)۔ اے طیبؐ و طاہرؐ خلق کے ہدایت کرنیوالے

ہم نے قرآن تم پر اس واسطے نازل نہیں کیا ہے کہ تم اپنے تئیں مشقت میں ڈالو۔ اس کے بعد دونوں پیر پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

بسند معتبر امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک فرشتہ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور عرض کی کہ پروردگار عالم آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو آپؐ کے لیئے تمام صحرائے مکہ کو سونے کا بنا دوں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے سر آسمان کی جانب اُٹھایا اور عرض کی پالنے والے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز سیر ہوں تاکہ تیرا شکر و حمد بجا لاؤں، اور ایک روز بھوکا رہوں تاکہ تجھ سے طلب کروں۔ پھر امامؑ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے کبھی اپنی وفات کے وقت تک تین روز مسلسل سیر ہو کر نان گندم نہیں تناول فرمایا۔ اور انگوٹھی داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ اور سیاہ و سفید گوسفند سینگ دار قربانی کیا کرتے تھے اور دوسری حدیث میں منقول ہے کہ اُنہی حضرتؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ کیا آنحضرتؐ لوگوں سے تقیہ کرتے تھے؟ فرمایا اس آیت وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (آیت ۶۷، پ ۶، سورۃ مائدہ) نازل ہونے کے بعد کہ خدا ضامن ہے کہ لوگوں کے شر سے تمہاری حفاظت کرے گا، پھر کبھی تقیہ نہیں کیا اس سے پہلے کبھی کبھی تقیہ کیا کرتے تھے۔

ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ خدا زمین پر بیٹھتے، زمین پر کھانا کھاتے، گوسفند کو اپنے ہاتھ سے باندھتے۔ اور اگر کوئی غلام نانِ جَو کی دعوت کرتا تو اس کی دعوت اپنے گھر پر قبول فرما لیتے۔ دوسری حدیث معتبر میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے تھے کہ کسی نے جناب رسُولِ خدا کا شکر ادا نہ کیا باوجودیکہ آپؐ کا لطف و کرم و احسان قرشی، غیر قرشی، عرب اور عجم ہر ایک پر ہے اور خلق پر کس کا حق نعمت آنحضرتؐ کے حق سے زیادہ ہو سکتا ہے۔ اور ہم آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ بھی اسیطرح ہیں کہ کسی نے ہمارے احسانات کا بھی حق ادا نہ کیا۔ اور نیک مومنین بھی ہر چند عام لوگوں پر احسان کرتے ہیں اور ان کے احسانات کا شکر بھی کوئی نہیں ادا کرتا۔

حدیث معتبر میں امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جبریلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا یا رسُولؐ اللہ خدا آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ باکرہ لڑکیاں درخت میں پھل کے مانند ہیں۔ جب پھل پختہ ہو جاتا ہے تو اس کو درخت سے توڑ لینا چاہیئے ورنہ دُھوپ سے وُہ خراب اور بیکار ہو جاتا ہے، ہوا اس کو متغیر کر دیتی ہے۔ اسیطرح جب باکرہ لڑکیاں بالغ ہو جاتی ہیں تو اُن کا علاج نکاح کر دینا ہے ورنہ اُن کے فتنہ سے مطمئن نہ ہونا چاہیئے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کا یہ پیغام بیان فرمایا۔ لوگوں نے پُوچھا کہ اُن کو کس کے ساتھ تزویج کریں فرمایا اُن کے ساتھ جو ان کے کفو ہوں۔ اور مومنین آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور منبر سے نیچے تشریف نہ لائے یہانتک کہ اپنے چچا زُبیر کی بیٹی کا نکاح مقدادؓ[1] سے کر دیا اور فرمایا لوگو میں نے اپنے چچا

[1] مقدادؓ کے حسب و نسب کا تذکرہ اسی کتاب کے آٹھویں باب میں درج ہے تفصیل وہاں دیکھئے۔ مختصر یہ ہے کہ بعض روایتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسود بن عبد یغوث کے غلام تھے۔ واللہ اعلم (مترجم)

کی لڑکی کا نکاح مقدادؓ سے اس لیئے کر دیا تاکہ امرِ نکاح پست ہو جائے اور تم سمجھو کہ بیٹی دینے میں حسب و نسب کی رعایت نہ کرنا چاہیئے۔

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ چونکہ قضائے حاجت کیلیئے لوگوں کے سامنے کبھی نہیں جاتے تھے۔ ایک روز ایسے مقام پر تھے جہاں کوئی آڑ اور پردہ نہ تھا صرف خرما کے دو درخت تھے۔ اصحاب میں سے ایک شخص آپؐ کے ہمراہ تھا۔ آپؐ نے اُن دونوں درختوں کو اشارہ فرمایا جو ایک دوسرے سے قریب ہو کر آپس میں مل گئے۔ حضرتؐ اُن کے پیچھے چھُپ کر حاجت سے فارغ ہوئے۔ وُہ شخص درختوں کے پیچھے گیا تو وہاں کچھ نہ دیکھا۔

جابر بن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ خدا بعثت سے پہلے مرالظہران میں گوسفند چرایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کالی بھیڑیں پالو کیونکہ وُہ زیادہ اچھی ہوتی ہیں۔ لوگوں نے حضرتؐ سے پوچھا کہ بھیڑیں چرانا بہتر ہے؟ فرمایا کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا جس نے بھیڑیں نہ چرائی ہوں۔ اور عمار یاسرؓ سے منقول ہے کہ میں آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے گوسفند چراتا تھا اور حضرتؐ بھی چرایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ میں نے حضرتؐ سے عرض کی کہ گھنے چراگاہ زیادہ بہتر ہیں۔ اچھا ہوگا کہ ہم وہاں چرائیں حضرتؐ نے فرمایا بہتر ہے۔ جب میں دوسرے روز وہاں پہنچا تو دیکھا کہ آنحضرتؐ پہلے سے وہاں موجود ہیں لیکن اپنی گوسفندوں کو چراگاہ میں داخل ہونے سے روکے ہوئے ہیں۔ حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا اس لیئے مجھے اچھا معلوم نہ ہوا کہ میری گوسفندیں تمہاری گوسفندوں سے پہلے چرنا شروع کر دیں [1]

حدیث معتبر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خداوند عالم نے عقل کو پیدا کیا اُس سے فرمایا کہ قریب آ۔ وُہ آئی تو فرمایا واپس جا وُہ چلی گئی پھر فرمایا کہ میں نے کوئی چیز ایسی نہیں پیدا کی جو مجھے تجھ سے زیادہ محبوب ہو۔ اس سے نو حصّے جناب محمدؐ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیئے اور ایک حصّہ تمام خلق پر تقسیم فرمایا۔

بسند معتبر حضرت امام علی بن موسے الرضا صلوات اللہ علیہما سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مجھے نماز اور جماع کے سبب کچھ ضعف پیدا ہوا تو آسمان سے میرے واسطے طعام نازل ہوا جس سے شجاعت و حرکت و جماع کے لیئے چالیس مردوں کی قوت مجھ میں پیدا ہو گئی۔

حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ خدا کے ساتھ میں بھی خندق کھودنے میں مشغول تھا۔ ناگاہ جناب سیدہؑ ایک ٹکڑا روٹی کا آنحضرتؐ کے لیئے لائیں۔ حضرتؐ نے پوچھا کیا ہے؟ عرض کی ایک

[1] مؤلف فرماتے ہیں چونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت عوام کالانعام کی ہدایت کے لیئے ہوتی ہے اس لیئے خداوند عالم نے پہلے ان کو جانوروں کے چرانے پر مامور فرمایا تاکہ عوام کے ساتھ رہنا سہنا اور ان کی بے ادبی و بدتمیزی اُن ذوات مقدسہ پر گراں نہ گزرے اور ان کی طرف سے اذیتوں پر صبر کرنا دشوار نہ ہو۔ ۱۲

روٹی حسنینؑ کے لیئے میں نے پکائی تھی اُس میں سے ایک ٹکڑا آپؐ کے واسطے بھی لائی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تین روز گزر چکے ہیں کہ تمہارے باپؐ کے پیٹ میں ایک دانہ بھی نہیں پہنچا۔ یہ پہلی غذا ہے جو میں کھا رہا ہوں۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا غلاموں کی طرح بغیر خوان کے کھانا کھاتے اور غلاموں کی طرح دو زانو بیٹھتے اور زمین پر بغیر بستر کے سوتے اور اپنے تئیں بندہ سمجھتے تھے۔ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ ایک بدیہ عورت آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ دیکھا کہ حضرتؐ زمین پر بیٹھے ہوئے کھانا تناول فرما رہے تھے۔ اُس نے تعجب سے کہا یا رسولؐ اللہ آپؐ غلاموں کی طرح کھانا کھاتے ہیں، غلاموں کے مانند بیٹھتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا کے نزدیک مجھ سے بڑھ کر کون بندہ (غلام) ہو سکتا ہے۔ اُس عورت نے کہا آپؐ اپنے کھانے میں سے ایک لقمہ مجھے عطا فرمائیے آپ اُس کو دینے لگے تو کہا اُس میں سے جو آپ کے دہن میں ہے دیجئے۔ حضرتؐ نے وُہ لقمہ اپنے مُنہ سے نکال کر دیدیا اُس نے کھا لیا۔ حضرت صادقؑ فرماتے ہیں کہ اُس لقمہ کی برکت سے مرتے دم تک اُس عورت کو کوئی بیماری، کوئی درد اور تکلیف نہیں ہوئی۔ دوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ وُہ عورت بدزبان اور بے شرم تھی اُس لقمہ کی برکت سے صاحبِ حیا و غیرت ہو گئی۔ بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ ہماری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آنحضرتؐ نے جس روز سے آپ مبعوث برسالت ہوئے اپنی وفات کے روز تک کسی چیز پر تکیہ کر کے کچھ کھایا ہو اور تین دن متواتر نان گندم سیر ہو کر کھائی ہو۔ امامؑ فرماتے ہوں کہ میں یہ نہیں کہتا کہ ان کو میسر نہیں ہوتی تھی بلکہ کبھی ایسا ہوتا کہ ایک شخص کو سَو اُونٹ بخش دیتے تھے۔ اگر وُہ چاہتے تو کھا سکتے تھے۔ جناب جبریلؑ تین مرتبہ حضرتؐ کی خدمت میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائے اور کہا کہ یا رسولؐ اللہ اگر آپ چاہیں تو تمام روئے زمین کی بادشاہی اختیار فرمائیں کہ جو کچھ روئے زمین پر ہے سب کے مالک ہوں بغیر اس کے کہ آپؐ کے ثواب آخرت میں کچھ بھی کمی ہو۔ لیکن آنحضرتؐ نے منظور نہ فرمایا اور تواضع و انکساری اختیار فرمائی۔ اور فرمایا کہ میں بہ نسبت دُنیا کے رفیق اعلےٰ کو بہتر سمجھتا ہوں۔ اور کبھی حضرتؐ نے سائل کے سوال پر نہیں فرمایا کہ معاف کرو۔ بلکہ اگر کچھ موجود ہوتا تو آپؐ عطا فرماتے تھے اور اگر نہ ہوتا تو فرماتے میرے پاس کچھ آجائے تو دُوں گا۔ اور جس چیز کے خدا کی طرف سے ضامن ہوتے بیشک خدا ان کو عطا فرماتا تھا یہاں تک کہ اگر کسی کے لیئے بہشت کی ضمانت لے لیتے تو خدا اُس کے لیئے منظور فرما لیتا۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی لوگ ہر وقت حفاظت کیا کرتے تھے لیکن جب آیت وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (آیت ۶۷، سورۃ مائدہ پ ۶) یعنی "اللہ تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا"۔ نازل ہوا تو حضرتؐ نے اصحاب سے فرمایا کہ اب میری حفاظت کی ضرورت نہیں ہے؛ خدا میری حفاظت فرماتا ہے۔ اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ خدا ہر روز تین سَو ساٹھ مرتبہ جسم کی رگوں کی تعداد کے مطابق اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ کَثِیۡرًا عَلٰی کُلِّ حَالٍ فرمایا کرتے تھے۔ اور کسی مجلس سے نہیں اُٹھتے تھے اگرچہ تھوڑی ہی دیر بیٹھتے مگر پچیس مرتبہ استغفار کرتے۔ اور ہر روز ستر بار اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ اور

ستّر مرتبہ اَتُوبُ اِلَی اللہ فرمایا کرتے۔ اور حدیث موثق میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
کہ حضرت سرورِ کائنات فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے کہ جب قرآن پڑھتا ہوں تو بوڑھا کیوں نہیں
ہو جاتا۔ حدیث حسن میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت عائشہؓ آنحضرتؐ کے پاس
بیٹھی تھیں کہ ایک یہودی نے آکر اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ یعنی "تم پر موت ہو" کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا عَلَیْکُمْ
یعنی تم پر ہو۔ پھر دو یہودی اور آئے اور یوں ہی سلام کیا اور حضرتؐ نے وہی جواب دیا۔
عائشہؓ کو غصہ آگیا اور بولیں تم پر موت اور خدا کی لعنت اور غضب ہو اے بندر اور سُور کی اولاد۔
حضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ اگر گالی اور فحش باتیں مشکّل ہوتیں تو بیشک نہایت بُری شکل میں ہوتیں
مہربانی اور نرمی جس شے پر رکھ دی جائے اس کی زینت ہو جاتی ہے اور جس سے اُٹھائی جائے
اس کو قبیح و بدصورت بنا دیتی ہے۔ عائشہؓ نے کہا یا حضرتؐ آپ نے شائد نہیں سُنا کہ ان لوگوں نے
کیا کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں سُنا۔ لیکن جو کچھ انہوں نے کہا میں نے اُن پر پلٹ دیا۔ اگر کوئی مسلمان
سلام کرے تو تم بھی اَلسّلام علیکم کہا کرو اور کوئی کافر سلام کرے تو جواب میں عَلَیْکَ کہدیا
کرو۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ رسولؐ خدا کبھی زانوؤں کو زمین سے اُٹھا کر دونوں ہاتھوں
کے گھیرے میں لے لیتے۔ کبھی دو زانو بیٹھتے کبھی ایک پیر کو آپس میں ملا کر دوسرے پیر کو اُس پر رکھ
لیتے۔ لیکن چار زانو کبھی نہیں بیٹھتے تھے۔
بسند صحیح حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے کہ ایک اعرابی حضرتؐ کی خدمت میں اکثر ہدیئے لایا کرتا
اور کہا کرتا تھا یا رسولؐ اللہ میرے ہدیہ کی قیمت عنایت فرمایئے۔ حضرتؐ تبسّم فرماتے۔ جب حضرتؐ
کو فکر و غم ہوتا تو کہتے کاش وہ اعرابی آتا اور مجھ کو خوش کرتا۔ حدیث صحیح میں حضرت صادق
سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا اپنے اصحاب کی جانب مساوی طور پر توجہ و التفات فرماتے اور کسی پر
کسی سے زیادہ نظر نہ کرتے۔ کبھی اپنے پیروں کو ان کے درمیان پھیلاتے نہ تھے جب کسی سے مصافحہ کرتے
جب تک وہ خود اپنے ہاتھوں کو نہ کھینچتا حضرتؐ بھی اپنے ہاتھوں کو نہ کھینچتے۔ جب لوگوں کو یہ احساس
ہوا تو جلد اپنے ہاتھوں کو لوگ کھینچ لیا کرتے۔ دوسری حدیث بسندِ صحیح اُنہی حضرتؐ سے منقول ہے
کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جبرئیلؑ مجھ کو ہمیشہ مسواک کرنے کی تاکید کرتے تھے یہانتک کہ مجھ کو خوف ہوا کہ
میرے دانت نہ گھس جائیں اور گر نہ جائیں۔ بسند حسن اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص بنی ہاشم
میں انتقال کرتا تو اُس کی قبر پانی سے تر کی جاتی تھی اور رسولؐ خدا اپنی انگشت مبارک اُس کی قبر پر رکھتے
جس سے نشان بن جاتا تھا۔ اور ایسا غیر بنی ہاشم کے لیئے نہیں کرتے تھے۔ دوسری بہت سی معتبر حدیثوں
میں منقول ہوا ہے کہ پیغمبرؐ خدا تواضع و انکساری کے سبب کبھی داہنی یا بائیں جانب تکیہ کرکے کوئی چیز نہیں
کھاتے تھے کیونکہ بادشاہوں کے مانند نہیں بننا چاہتے تھے۔ ایک روایت میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ
مشغول نماز تھے۔ کچھ سوار آئے اور اصحاب سے آنحضرتؐ کی تعریف کرنے لگے اور کہا کہ اگر
جلدی نہ ہوتی تو آنحضرتؐ کے فارغ ہونے کا ہم انتظار کرتے۔ حضرتؐ سے ہمارا سلام کہہ دینا۔ یہ کہہ کر

وہ لوگ چلے گئے۔ جب آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو اصحاب سے ناراضی کا اظہار کیا۔ فرمایا کہ لوگ تمہارے
پاس آتے ہیں میرا حال پوچھتے ہیں مجھ کو سلام کہلاتے ہیں اور تم ان کو نہ روکتے ہو نہ اُن کو کچھ ناشتہ
کراتے ہو یہ میرے لیئے بہت تکلیف کا باعث ہے کہ ایسے لوگ جن میں جعفر بن ابی طالب ایسے ہوں
اُن کے پاس آکر ایک جماعت بغیر ناشتہ کیئے چلی جائے۔ احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے
منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا ایک چھوٹا عصا رکھتے تھے۔ جب حضرتؐ صحرا میں نماز پڑھتے اس کو
اپنے سامنے نصب کر لیا کرتے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کا رحل ایک ہاتھ بلند تھا جب
حضرتؐ نماز پڑھتے اس کو اپنے سامنے رکھ لیتے جس سے آنحضرتؐ اور گزرنے والوں کے درمیان
آڑ ہو جاتی۔ دوسری حدیث موثق میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک شب رسولؐ خدا عائشہؓ
کے گھر تھے اور عبادت میں بہت محو تھے۔ عائشہؓ نے کہا کہ آپؐ اپنے کو اس قدر مشقت و تکلیف میں
کیوں ڈالتے ہیں آپؐ کے گذشتہ و آیندہ گناہ تو خدا نے بخش دیئے ہیں حضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ
کیا میں شکر کرنے والا بندہ نہ بنوں۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہو کر نماز
پڑھتے تھے۔ آخر خدا نے آیت بھیجی۔ طٰہٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی۔ دوسری حدیث موثق
میں جناب امام جعفرؑ سے منقول ہے کہ رسولؐ اللہ ایک سفر میں ناقہ پر سوار جا رہے تھے۔ ناگاہ نیچے
اُترے اور پانچ سجدے بجا لائے۔ پھر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسولؐ اللہ آج تو
آپؐ نے ایسا عمل کیا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ فرمایا کہ ہاں جبرئیلؑ میرا استقبال کر رہے
تھے انہوں نے پانچ خوشخبریاں دیں اور میں نے ہر ایک کے عوض ایک سجدۂ شکر کیا۔ دوسری حدیث معتبر
میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ اچھے اخلاق پسندیدہ ہوتے ہیں۔ ایک روز جناب رسالتمآبؐ مسجد
میں بیٹھے تھے ناگاہ انصار کی ایک کنیز آئی اور اُس نے حضرتؐ کی چادر کا سرا پکڑ لیا۔ حضرتؐ نے سمجھا کہ
اس کو کوئی کام ہے اُٹھ کھڑے ہوئے مگر اُس نے کچھ نہ کہا۔ حضرتؐ پھر بیٹھ گئے۔ اسیطرح تین مرتبہ ہوا
چوتھی بار جبکہ حضرتؐ اُٹھے تو اس کے ہاتھ میں چادر کا ایک تار آگیا جس کو اس نے توڑ لیا۔ صحابہ نے
اس پر عتاب کیا کہ کیا سبب ہے کہ حضرتؐ کو اس قدر زحمت دے رہی ہے۔ کہ چار مرتبہ تیری وجہ سے
حضرتؐ اُٹھے۔ اس نے کہا ہمارے گھر میں ایک مریض ہے گھر والوں نے مجھ کو اس لیئے بھیجا تھا کہ آنحضرتؐ
کے لباس کا ایک تار لے جاؤں تاکہ اس کو شفا ہو جائے۔ ہر مرتبہ جبکہ میں نے تار لینا چاہا حضرتؐ اُٹھ
کھڑے ہوئے۔ مجھے مانگتے ہوئے شرم معلوم ہوئی۔ آخری مرتبہ میں نے یہ تار حاصل کر لیا۔ حدیث
موثق میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک یہودیہ عورت نے گوسفند کا گوشت زہر ملا کر پکایا اور حضرتؐ
کے لیئے لائی۔ وہ گوسفند گویا ہوا کہ یا رسولؐ اللہ مجھ کو نہ کھایئے مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ حضرتؐ نے
اس عورت کو بلایا اور پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ اُس نے کہا یہ سمجھ کر کہ اگر آپؐ پیغمبر ہیں تو زہر آپ پر اثر
نہ کرے گا۔ ورنہ لوگوں کو آپؐ سے نجات مل جائے گی۔ حضرتؐ نے اس کو معاف کر دیا۔ روایت معتبر
میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ رسولؐ اللہ ایک روز عائشہ کے پاس آئے دیکھا ایک ٹکڑا خشک

ںوٹی کا زمین پر پڑا ہوا ہے اور اس پر نزدیک تھا کہ پَیر پڑ جائے حضرتؐ نے اس کو اٹھا کر تناول فرمایا اور
کہا اے حمیرا خدا کی نعمتوں کی قدر کرو کیونکہ جب کوئی نعمت کسی سے جاتی رہتی ہے تو پھر واپس نہیں
لتی۔ حدیث حسن میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ شب جمعہ کو مسجد قبا میں آنحضرتؐ نے
فطار کا ارادہ کیا اور پُوچھا کہ کوئی چیز پینے کی ہے جس سے افطار کروں اوس بن خولی انصاری نے
یک پیالہ دودھ حاضر کیا جس میں شہد ملا ہوا تھا۔ حضرتؐ نے ایک گھونٹ لیا اور فوراً نکال دیا اور
رمایا کہ یہ دو چیزیں ہیں جن میں سے ایک ہی پر اکتفا کی جاسکتی ہے۔ میں بیک وقت دونوں کو استعمال
رنا پسند نہیں کرتا اور لوگوں پر حرام بھی نہیں کرتا لیکن میں خوشنودی خدا کے لیئے فروتنی کرتا ہوں۔
ر جو شخص یوں فروتنی کرتا ہے خدا اس کو بلند کرتا ہے۔ اور جو شخص غرور کرتا ہے خدا اس کو پست
رتا ہے۔ اور جو شخص اپنے معاش میں میانہ روی اختیار کرتا ہے خدا اس کو روزی دیتا ہے۔ اور
جو شخص اسراف کرتا ہے خدا اس کو محروم کرتا ہے اور جو شخص موت کو زیادہ یاد کرتا ہے خدا بھی
ں کو بہت دوست رکھتا ہے۔

حدیث صحیح میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز ایک فرشتہ سرورِ کائنات کی
دمت میں حاضر ہوا اور عرض کی خدا نے آپؐ کو اختیار دیا ہے کہ آپؐ بندہ اور رسول اور انکساری کرنے
الا ہونا پسند کریں یا رسول اور بادشاہ ہونا پسند کریں ہر حال میں خدا کے نزدیک آپؐ کے رتبہ میں
چھ کمی نہ ہوگی۔ اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کیں اور کہا یہ دُنیا کے
زانوں کی کنجیاں ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ آپؐ چاہیں تو ان کو لے لیں اور جو خزانہ چاہیں کھولیں اور تصرف
ں لائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں بندہ، رسول اور تواضع و انکساری پسند کرتا ہوں بادشاہی نہیں چاہتا
دسری روایت میں یہ ہے کہ فرمایا دُنیا اُس کا گھر ہے جس کے لیئے آخرت میں کوئی گھر نہیں ہوتا۔ اور
نیا کے لیئے وُہ ذخیرہ کرتا ہے جس میں عقل نہیں ہوتی اُس وقت اُس مَلک نے کہا قسم ہے اُس خدا
ی جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے کہ جس وقت یہ کنجیاں مجھے دی گئیں یہی باتیں جو آپؐ نے
رمائیں ایک فرشتہ سے میں نے سُنیں جو چوتھے آسمان سے کہہ رہا تھا۔ حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ
ے منقول ہے کہ دُنیا کی کوئی چیز حضرتؐ کو ایسی محبوب نہ تھی مگر وُہ جو دُنیا میں بھُوکا پیاسا اور خوفزدہ رہا ہو
دوسری حدیث میں فرمایا کہ بہترین سالن آنحضرتؐ کے نزدیک سرکہ اور زیتون کا تھا۔ دوسری معتبر
حدیث میں فرمایا کہ ایک دن رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ام سلمہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے
ایک روٹی کا ٹکڑا آنحضرتؐ کے پاس لائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا شائد سالن نہیں ہوگا۔ عرض کی سرکہ
ے سوا کچھ نہیں ہے۔ فرمایا سرکہ تو بہترین سالن ہے جس گھر میں سرکہ ہو وُہ سالن سے خالی نہیں ہوتا
امام فرماتے ہیں کہ حضرتؐ کے پاس گرم کھانا لایا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے آگ کو ہماری غذا نہیں
رار دی ہے اس کو ٹھنڈا ہونے دو۔ کیونکہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی اور اس میں شیطانؑ شریک
ہوجاتا ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ حضرتؐ کبھی خربوزہ کو رطب کے ساتھ تناول فرماتے کبھی شکر کے ساتھ۔ اور

سبزی میں بادرُوج زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اور جب پانی نوش فرماتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
سَقَانَا عَذْبًا زُلَالًا وَلَمْ یَسْقِنَا مِلْحًا اُجَاجًا وَلَمْ یُؤَاخِذْنَا بِذُنُوْبِنَا پڑھتے اور
شامی پیالے میں پانی پیتے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ جب روزہ افطار کرتے تو ابتدا حلوہ سے
کرتے اور اگر حلوہ نہ ہوتا تو شکر سے افطار کرتے یا خرمے سے۔ اور یہ بھی نہ ہوتا، تو گرم پانی سے افطار
فرماتے تھے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ رطب کی فصل میں رطب سے اور خرمے کی فصل میں خرمے سے
افطار فرماتے۔ حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ نے بازی لگا کے
گھوڑا دوڑایا اور تین درخت خرما کی شرط کی تھی۔

بسند معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کے پاس کچھ مال آیا آپؐ نے
تقسیم فرمادیا مگر تمام اہل صفہ کو نہیں پہنچا۔ اُن میں کسی کو ملا کسی کو نہیں ملا لہٰذا حضرتؐ کو رنج ہوا کہ جن
لوگوں کو نہیں ملا ہے اُن کا دل دُکھے گا۔ لہٰذا آپؐ اُن کے پاس آئے اور فرمایا اے اہل صفہ میں تم سے اور
خدا سے عذر خواہ ہوں میرے واسطے جو مال لایا گیا تھا میں چاہتا تھا وُہ تم سب تک پہنچاؤں لیکن وُہ کافی
نہ تھا لہٰذا میں نے خاص طور سے اُن لوگوں کو دے دیا جو بہت زیادہ محتاج و پریشان تھے۔

حدیث صحیح میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ابتدائے زمانۂ بعثت میں آنحضرتؐ نے متواتر
کچھ مدّت تک روزے رکھے کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ حضرتؐ کبھی روزہ ترک نہ کریں گے۔ پھر کچھ مُدّت
تک روزہ ترک کردیا کہ لوگوں نے سمجھا کہ اب روزہ کبھی نہ رکھیں گے۔ پھر کچھ دنوں تک جناب داؤدؑ
کی طرح ایک روز روزہ رکھتے ایک روز نہیں رکھتے تھے پھر اس کو بھی ترک کیا اور ہر مہینہ کی
تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخوں میں روزہ رکھنے لگے۔ پھر اس کو بھی ترک کیا اور آپؐ کی سُنّت
اس پر مقرر ہوئی کہ ہر مہینے کے پہلے اور آخری پنجشنبہ اور درمیان مہینہ کے پہلے چہارشنبہ کو
روزہ رکھتے تھے اور آخر عمر تک اسی طریقہ پر عمل رہا یہاں تک کہ جوار رحمت الٰہی سے ملحق ہوگئے۔ اور
شعبان کے تمام مہینہ کا روزہ رکھتے تھے۔

دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا سے جو کچھ لوگ مانگتے حضرتؐ عطا فرماتے یہاں تک
کہ ایک عورت نے اپنے لڑکے کو سکھلا کر بھیجا کہ حضرتؐ سے سوال کرے۔ اگر فرمائیں کہ کچھ نہیں ہے تو کہنا
اپنا پیراہن دے دیجیئے۔ اس لڑکے نے ایسا ہی کیا۔ آنحضرتؐ نے اس کو اپنا پیراہن دے دیا۔ جب
نماز کا وقت آیا تو برہنہ جسم کے سبب آپؐ نماز کے لیئے گھر سے نہ نکل سکے۔ آخر خدا نے حضرتؐ کو میانہ
روی کا حکم دیا اور یہ آیت نازل فرمائی:۔ وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰی عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا
كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (آیت ۲۹ پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل)۔ یعنی اپنے ہاتھوں کو گردن
میں مت باندھ لو کہ کسی کو کچھ نہ دو۔ اور اس قدر ہاتھوں کو کھُلا نہ رکھو کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے سب
دے دو اور بعد میں خجل و پشیمان ہو کر بیٹھ جاؤ اور عریانی کے سبب سے نماز سے باز رہو۔

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جب رسالتمآبؐ سونے کے لیئے بستر پر جاتے اپنی آنکھوں میں

پتھر کا سُرمہ طاق لگایا کرتے تھے۔ اور حدیث صحیح میں منقول ہے کہ چار سلائی داہنی آنکھ میں اور تین بائیں آنکھ میں لگاتے تھے۔

بسندِ حسن منقول ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ مدینہ کے کسی راستہ سے جا رہے تھے درمیانِ راہ میں ایک حبشی کنیز سرگین چُن رہی تھی۔ لوگوں نے کہا رسولؐ اللہ کے راستہ سے ہٹ جا۔ اُس نے کہا راستہ کشادہ ہے۔ صحابہ نے چاہا کہ اُس کو سزا دیں۔ حضرت نے فرمایا چھوڑ دو وُہ جبارہ یعنی مغرور ہے۔

دوسری معتبر روایت میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم گرمیوں میں پنجشنبہ کے دن سے باہر سونا شروع کرتے تھے اور جاڑوں میں روزِ جمعہ سے اندر سونے کی ابتدا فرماتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ سردی و گرمی ہر موسم میں شبِ جمعہ سے ابتدا کرتے۔ دوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ اپنے دست مبارک سے بکریاں دوھ لیا کرتے تھے۔

بسندِ موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ماہ رمضان کا آخری دَہہ شروع ہوتا پیغمبرؐ خدا عبادت کے لئے کمر مضبوط باندھتے اور عورتوں سے دُوری اختیار فرماتے اور راتیں عبادتِ الٰہی میں بسر کرتے اور سوائے عبادت کے کسی کام میں مشغول نہ ہوتے۔ دوسری حدیثِ حسن میں فرمایا کہ دہۂ آخر ماہِ رمضان میں حضرتؐ کے لئے مسجد میں بالوں سے بنا ہوا خیمہ نصب کیا جاتا اور حضرتؐ اُس میں عبادت میں مشغول رہتے۔ راتوں کو نہ سوتے تھے اور نہ ازواج کے پاس جاتے تھے۔ جب ماہِ رمضان میں جنگِ بدر واقع ہوئی تو اُس سال حضرتؐ اعتکاف نہ فرما سکے۔ دوسرے سال بیسؔ روز' دس روز موجودہ اور دس روز گزشتہ رمضان کی قضا کے عوض اعتکاف فرمایا۔ اور آنحضرتؐ رات میں بھی اور دن میں بھی طواف کیا کرتے تھے۔ اور عید الضحےٰ میں دو گوسفند کی قربانی کرتے ایک اپنی طرف سے اور ایک اُمت میں اُس کی طرف سے جس کے امکان میں قربانی کرنا نہ ہوتا۔ اور باغہائے مدینہ کی چہار دیواری کھینچنے کو منع فرماتے تاکہ راستہ سے گزرنے والے بھی پھل کھا سکیں اور جب پھل لگنے کا وقت آتا تو فرماتے کہ باغوں کی دیواروں میں غریبوں اور راہگیروں کے واسطے روزن بنا دو۔ اور آنحضرتؐ کدو کو بہت پسند فرماتے تھے۔ صحن خانہ میں اس کا پودا لگاتے اور اس کو کھایا کرتے تھے۔

دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ابو سعید خُدری آنحضرتؐ کی بیماری میں عیادت کے لئے گئے اور اپنا ہاتھ لحاف پر رکھا اُس پر بخار کی حرارت محسوس ہوئی تو کہا کس قدر سخت بخار ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہم اہلبیتؑ ایسے ہی ہیں ہماری بلائیں سخت ہوتی ہیں' اور ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جب آنحضرتؐ نے دُنیا سے رحلت فرمائی آپؐ کے ذمّہ قرض تھا۔ دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ رسولؐ خدا ہدیہ کی چیز تناول فرماتے تھے اور صدقہ نہیں کھاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ گوسفند کے پائے بھی مجھے ہدیہ کئے جائیں تو میں قبول کر لوں گا۔ دوسری

صحیح حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے نماز کے آداب میں سے تھا کہ آپؐ آبِ وضو اپنے سرہانے رکھتے اور لحاف میں سر چھپائے ہوئے مسواک کر لیتے۔ بہت کم سوتے۔ بیدار ہوتے تو آسمان کی جانب نظر کرتے اور سورۂ آل عمران کی آخری آیتیں تلاوت فرماتے پھر مسواک اور وضو کرتے اور چار رکعت نماز پڑھتے اور رکوع و سجود کو بقدرِ قرأت طول دیتے۔ رکوع کو اس قدر طول دیتے کہ لوگ سمجھتے کہ آج رات رکوع سے سر نہ اُٹھائیں گے۔ اسی طرح سجدہ میں طول دیتے۔ پھر بستر پر جاتے اور تھوڑا آرام کرتے پھر بیدار ہو کر آسمان کو دیکھتے اور مذکورہ آیتوں کو پڑھتے اور اسی طرح عمل کرتے اور نمازِ وتر اور نافلۂ صبح ادا کر کے مسجد میں تشریف لے جاتے اور نمازِ صبح پڑھتے۔

دوسری حدیثِ معتبر میں فرمایا کہ اگر تم کو خوف ہو کہ دُنیا کی جانب شوق تم پر غالب ہو جائے گا' تو رسُول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی کا تصور کرو کہ آنحضرتؐ کی غذا جَو کی روٹی تھی' اور حلوا خرما تھا اور ایندھن خرما کی لکڑیاں تھیں اگر مل جاتیں۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کبھی اپنی بلندی عقل کے مطابق لوگوں سے کلام نہ فرماتے۔ فرماتے تھے کہ ہم گروہِ انبیاء مامور ہوئے ہیں کہ لوگوں سے اُن کی عقل کے موافق گفتگو کریں۔ دوسری حدیث صحیح میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کی غذا بغیر سالن کے جَو کی روٹی تھی۔

دوسری حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبرؐ خدا کی رضاعی بہن آئیں حضرتؐ نے ان کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ اور اپنی ردا اُن کے لئے بچھا دی اُس پر بٹھایا اور خوش ہو کر باتیں کیں۔ وُہ چلی گئیں تو ان کے بھائی آئے۔ جناب رسُولؐ خدا نے اُن کے ساتھ اس طرح خوشی و بشاشت ظاہر نہ فرمائی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپؐ نے اس کی بہن کا اس قدر اکرام فرمایا جو عورت تھی لیکن اس کا ایسا اکرام نہ کیا۔ فرمایا وُہ اپنے باپ کے لئے اس سے زیادہ نیکی کرنے والی ہے۔ دوسری حدیث معتبر میں اُن ہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسُولؐ خدا کا گزر قبیلۂ بنی فہد کے ایک شخص کی طرف ہوا وُہ اپنے غلام کو مار رہا تھا اور غلام کہہ رہا تھا میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں لیکن وُہ شخص باز نہ آیا مارتا ہی رہا۔ غلام نے جب آنحضرتؐ کو دیکھا تو بولا میں محمدؐ کی پناہ چاہتا ہوں۔ یہ سُنتے ہی اُس نے ہاتھ روک لیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جب اُس نے خدا کی جانب سے پناہ مانگی تو تُو نے نہ دی جب میری طرف سے پناہ چاہی تو تُو نے پناہ دے دی۔ خدا زیادہ حقدار ہے کہ اگر کوئی اس کی جانب پناہ لے جائے تو اس کو امان دینی چاہیئے۔ اس شخص نے کہا میں نے اس کو خدا کی خوشنودی کے لئے آزاد کر دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اسی خدا کے حق کی قسم جس نے مجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اگر تو اس کو آزاد نہ کرتا تو یقیناً جہنّم کی آگ تجھ کو جلاتی۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ ایک روز آنحضرتؐ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک مزبلہ پر ایک مُردہ بکری کا بچہ پڑا ہوا دیکھا جس کے دونوں کان کٹے ہوئے تھے۔ آپؐ نے اصحاب سے فرمایا تم میں سے کون اس کو ایک درہم میں خریدے گا؟ انہوں نے کہا ہم تو اس کو کسی قیمت پر نہ لیں۔ اگر مفت ملے تب بھی نہ لیں۔ حضرتؐ نے فرمایا واللہ میرے نزدیک یہ دُنیا اس سے بھی بدتر ہے جس قدر یہ بزغالہ

تمہارے نزدیک بے قدر ہے۔ اور بسند صحیح منقول ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا دیکھا کہ حضرتؐ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اُس کے نشانات حضرتؐ کے پہلو پر نقش ہو گئے ہیں اور خرمے کی پتیوں سے بھرا ہوا ایک تکیہ سر کے نیچے رکھے ہوئے ہیں جس کے نشانات آپؐ کے چہرہ اقدس پر ظاہر ہیں۔ اُس شخص نے کہا کہ بادشاہانِ عجم و روم حریر و دیبا کے بستروں پر سوئیں اور آپؐ ایسی چٹائی پر سوتے ہیں اور ایسا تکیہ رکھتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا واللہ میں اُن سے بہتر اور اپنے خدا کے نزدیک محبوب تر ہوں۔ مجھے دُنیا سے کیا کام۔ دنیا کی مثال اُس درخت کی سی ہے جس کے نیچے سوار چند ساعت آرام کرتا ہے اور پھر سوار ہو کر روانہ ہو جاتا ہے اور درخت کو چھوڑ دیتا ہے۔ دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ ایک اعرابی نے حضرتؐ کے ساتھ ناقہ دوڑانے میں شرط کی کہ اگر اُس کا ناقہ آگے بڑھ جائے گا، تو حضرتؐ کا ناقہ لے لے گا۔ جب اُونٹ دوڑائے گئے اعرابی کا اُونٹ آگے نکل گیا۔ حضرتؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم نے میرے اُونٹ کی تعریف کر کے اس کو بلند قرار دیا تھا کہ وُہ آگے نکل جائے گا تو خدا نے اس کو پست کر دیا جس طرح بڑے بڑے پہاڑوں نے کشتیٔ نوحؑ کے لئے اپنے اپنے سر بلند کئے، اور کوہِ جودی نے انکساری اختیار کی تو خدا نے کشتیٔ نوحؑ کو اُسی پر ٹھہرایا۔ بسندِ صحیح منقول ہے، کہ آنحضرتؐ ہر روز بغیر کسی گناہ کے ستّر مرتبہ توبہ کرتے تھے اور اَتُوبُ اِلَی اللہ فرماتے تھے۔!

دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ ایک انصاری نے ایک صاع رطب حضرتؐ کی خدمت میں ہدیہ کیا۔ حضرتؐ نے خادم سے فرمایا گھر میں جا کر کوئی پیالہ یا طبق ہو تو لے آؤ۔ وُہ گیا اور واپس آیا۔ کہا مجھے کوئی چیز گھر میں نہیں ملی۔ حضرتؐ نے اپنے دامن سے زمین کو جھاڑ کر فرمایا کہ یہیں رکھ دو۔ اور فرمایا کہ اُس خدا کی قسم جس کے اختیار میں میری جان ہے اگر خدا کے نزدیک دُنیا کی قدر ایک پرِ پشہ کے برابر بھی ہوتی تو وُہ کسی منافق اور کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔ نہج البلاغہ میں امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ ترک دُنیا کے لئے تم کو پیغمبرؐ خدا کی تاسی اور آپؐ کی سیرت کافی ہے اور دُنیا کی مذمت اور بُرائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ حضرتؐ کے لئے اس میں سے کچھ حصّہ نہ تھا، اور دوسروں کے واسطے بہت کچھ تھا۔ حضرتؐ نے شیر دُنیا سے لبوں کو کبھی تر نہ کیا اس سے پہلو خالی رکھتے تھے۔ اس کو اس طرح حقیر سمجھتے رہے جیسا کہ حق ہے۔ کبھی اس کی جانب رغبت سے نہ دیکھا اس کی لذتوں سے آپؐ کا پہلو بہ نسبت دوسروں کے زیادہ خالی تھا۔ کبھی دُنیا کے طعام سے شکم سیر نہ ہوئے۔ خدا نے دنیا کو حضرتؐ کے سامنے پیش کیا آپؐ نے اس کو قبول نہ کیا اس لئے کہ آپؐ جانتے تھے کہ خدا دُنیا کو دشمن رکھتا ہے لہذا حضرتؐ بھی اس کو دشمن رکھتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ خدا اس کو حقیر جانتا ہے اس لئے خود بھی حقیر سمجھتے تھے۔ بلاشبہ حضرتؐ زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے غلاموں کی طرح دوزانو بیٹھتے، اپنی نعلین اور اپنے کپڑوں میں خود ہی پیوند لگا لیتے اور برہنہ پُشت دراز گوش پر سوار ہوتے تھے اور کسی کو ساتھ بٹھا لیتے۔ ایک مرتبہ کسی بی بی کے دروازہ پر پردہ پڑا ہوا دیکھا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا اس کو مجھ سے پوشیدہ کر دو جس وقت اس پر میری نگاہ

پڑتی ہے تو دُنیا اور اس کی زینتیں مجھ کو یاد آتی ہیں۔ آنحضرتؐ نے دُنیا کی جانب سے یک لخت رُخ پھیر لیا تھا اور اس کی یاد دل سے نکال دی تھی اور چاہتے تھے کہ دُنیا کی زینت نگاہوں سے پوشیدہ رہے اس کی زیبائش دیکھنا نہیں چاہتے تھے اس کو مکان باقی نہیں سمجھتے تھے اور اس میں رہنے کی اُمید نہیں رکھتے اس لئے دنیا کو دل سے نکال دیا تھا اور دل سے مٹا دیا تھا، اور آنکھوں سے چھپا رکھا تھا۔ اور جو شخص کسی کو دُشمن رکھتا ہے اس کی طرف نظر کرنا پسند نہیں کرتا اور نہیں چاہتا کہ اُس کے سامنے اس کا ذکر کیا جائے۔ بیشک حضرتؐ کے حالات میں وُہ سب کچھ ہے جو تم کو دنیا کی برائیوں اور عیبوں کی جانب دلالت کرتا ہے کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ آپ اپنے مخصوص اہلبیتؑ کے ساتھ بھوکے رہتے تھے اور دُنیا کے سامان اور زینتیں خدا نے ان کے لئے پسند نہ کی تھیں اس قرب و منزلت کے باوجود جو خدا کے نزدیک اُن کو حاصل تھیں۔ بلاشبہ وُہ دنیا سے بھوکے رخصت ہوئے اور دُنیا پر تصرف کے بغیر عقبےٰ کی جانب تشریف لے گئے اور اپنے واسطے اینٹ پر اینٹ نہ رکھی، رہنے کیلئے کوئی مکان نہ بنایا۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت پناہؐ گوسفند کا شانہ اور دست کا گوشت پسند کرتے تھے اس لئے کہ کھانے کے مقام سے نزدیک اور پاخانے پیشاب کی جگہ سے دُور ہوتا ہے۔ اور ران کے گوشت سے کراہت رکھتے تھے اس لئے کہ وُہ پاخانے پیشاب کے مقام سے نزدیک ہوتا ہے۔ دوسری حدیث معتبر میں ہے کہ اُنہی حضرتؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ رسُولِ خدا کس سبب سے دست کا گوشت تمام اعضا سے زیادہ پسند فرماتے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب آدمؑ نے اپنی اولاد میں سے پیغمبروں کے لئے ایک گوسفند کی قربانی کی اور اس کا ہر عضو ایک ایک پیغمبر کے نام سے مخصوص کیا اور آنحضرتؐ کے نام دست مخصوص کیا، اس سبب سے حضرتؐ کو تمام اعضا میں دست زیادہ پسند تھا۔

بسند معتبر امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ جب دُعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تھے، گریہ وزاری کے ساتھ اپنی انگلیوں کو حرکت دیتے تھے اس سائل کی طرح جو کسی سے کھانا مانگتا ہے۔

حدیث معتبر میں جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ پیغمبرِ خدا نے فرمایا کہ میں اخلاق پسندیدہ و خصائل حمیدہ کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔ حدیث معتبر میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے باپ ماں میرے جد جناب رسُولِ خدا پر فدا ہوں کہ خدا کے نزدیک اس قرب و منزلت اور اُن وعدوں کے باوجود جو خدا نے اُن سے عظمت و بزرگی کے کئے تھے حضرتؐ عبادت میں اہتمام و کاوش ترک نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی پنڈلیاں سُوج جاتی تھیں اور پیروں پر ورم آجاتا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یا حضرتؐ آپ اپنے کو اس قدر کیوں مشقت میں ڈالتے ہیں باوجودیکہ خدا نے آپؐ کے گزشتہ اور آیندہ گناہ بخش دیئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ سرورِ عالم اپنے تئیں مشک سے معطر کرتے تھے

اس قدر کہ آپؐ کے سر اقدس سے مشک کی لپٹ نکلتی تھی اور آپؐ کے پاس مشکدان رہتی تھی جب آپؐ وضو کرتے تو مشک ہاتھوں میں لے کر اپنے بدن پر مل لیتے تھے۔ اور جب کبھی حضرتؐ کے سر میں درد ہوتا تو سرسوں کا تیل دماغ میں ڈالتے۔ اور کبھی قسم کھاتے تو اس طرح فرماتے لَا وَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اور کبھی قسم نہ کھاتے۔ اُنہی حضرتؑ نے دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ ایک روز آنحضرتؐ کو بچھو نے ڈنک مارا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا تجھ پر لعنت کرے تو مومن وکافر نیک وبد کسی کو آزار پہنچانے سے باز نہیں رہتا۔ پھر نمک منگوا کر اُس جگہ مل دیا تو سکون ہو گیا۔ اور فرمایا کہ اگر لوگ جانیں کہ نمک میں کس قدر فائدہ ہے تو یقیناً تریاقِ فاروق کی پروا نہ کریں۔

روایت معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا کے پاس جناب جبریلؑ بیٹھے تھے ناگاہ جبریلؑ کی نظر آسمان کی جانب اُٹھی اور اُن کا رنگ زعفران کی طرح متغیر ہو گیا اور جناب رسولؐ خدا کی جانب پناہ لی۔ پھر آسمان کی طرف نگاہ کی۔ دیکھا کہ ایک عظیم الجثہ فرشتہ آسمان سے اُتر رہا ہے جس کی جسامت تمام مشرق ومغرب تک پھیلی ہوئی ہے یہاں تک کہ وُہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہؤا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ آپؐ چاہیں تو بادشاہ اور پیغمبر ہوں یا چاہیں تو بندہ اور پیغمبر رہیں۔ حضرتؐ نے جبریلؑ کی جانب نگاہ کی دیکھا کہ ان کا خوف زائل ہو چکا ہے۔ جبریلؑ نے کہا یا حضرتؐ بندہ اور رسول ہونا اختیار فرمائیے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں بندہ اور رسول ہونا پسند کرتا ہوں۔ یہ سُنکر وہ فرشتہ واپس ہؤا۔ اپنا ایک پیر آسمان اول پر رکھا دُوسرا آسمان دوم پر اسی طرح ہر قدم ایک ایک آسمان پر رکھتا تھا اور جس قدر بلند ہوتا چھوٹا ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک گنجشک (چھوٹی چڑیا) کے برابر ہو گیا۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے جبریلؑ سے پُوچھا کہ تمہارے خوف کا کیا سبب تھا؟ عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے خوف کا سبب نہ پُوچھئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ کون فرشتہ تھا؟ فرمایا نہیں۔ جبریلؑ نے کہا یہ اسرافیلؑ تھے جو حاجب پروردگار ہیں۔ جس روز سے خدا نے آسمان وزمین کو خلق کیا ہے وُہ زمین پر نہیں آئے۔ اب اُن کو آتے ہوئے دیکھ کر میں نے سمجھا کہ شاید قیامت برپا ہونے والی ہے اس لیئے میرے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا تھا۔ جب میں نے یہ دیکھا کہ وُہ آپؐ کی عظمت ومنزلت کے اظہار کے لیئے آئے ہیں تو مجھے اطمینان ہو گیا۔ کیا آپؐ نے نہیں دیکھا کہ وُہ جس قدر بلند ہو رہے تھے چھوٹے ہوتے جاتے تھے اور جس قدر عظمت وجلال خلاق عالم سے قریب اور محلِ مناجات سے نزدیک ہو رہے تھے اس کی جلالت کے سامنے حقیر ہو رہے تھے۔ یہ حاجب پروردگار اور خلق میں اُس کے نزدیک سب سے قریب تر ہیں۔ لوح اُن کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہے جو یاقوت سُرخ کی ہے۔ جب خداوند عالم وحی بھیجتا ہے لوح اُن کی پیشانی سے ٹکراتی ہے تو وُہ لوح پر نگاہ کرتے ہیں۔ جو کچھ اس میں دیکھتے ہیں ہم کو القا کرتے ہیں اور ہم اس وحی کو آسمان وزمین تک پہنچاتے ہیں۔ وُہ محلِ صدورِ وحی میں خلق میں سب سے قریب ہیں۔ اور وحی صادر ہونے کے مقام اور ظہورِ عظمت وجلال الٰہی کے درمیان نُور کے نو سّتر حجابات ہیں جن کی آنکھیں تاب نہیں لا سکتیں۔

جنکا وصف وبیان امکان سے باہر ہے۔ اور میں جناب اسرافیلؑ سے مخلوق میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ میرے اور انکے درمیان ہزار سال کی راہ کی مسافت ہے۔

ابن شہر آشوبؒ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے اکثر اخلاق کریمہ اور آداب شریفہ جو متفرق حدیثوں سے ظاہر ہوتے ہیں اُن میں سے بعض یہ ہیں کہ آنحضرتؐ تمام لوگوں سے زیادہ صاحب عقل، بردبار، عادل، مہربان اور بہادر تھے۔ کبھی آپؐ کا ہاتھ ایسی عورت تک نہیں پہنچا تھا جو آپؐ کے لیئے حلال نہ تھی اور سب سے زیادہ سخی تھے۔ کبھی دینار ودرہم ان کے پاس باقی نہ بچتا تھا۔ اگر عطا وبخشش کرنے سے کچھ زیادہ ہوتا اور رات ہو جاتی، تو آنحضرتؐ کو قرار نہیں آتا تھا جب تک کہ اس کو مستحقین تک پہنچا نہ دیتے تھے۔ اور سال[1] بھر سے زیادہ کی خوراک کبھی جمع نہ کرتے تھے اس سے زیادہ جو ہوتا اس کو راہِ خدا میں دے دیتے تھے۔ اور رکھتے بھی تو سب سے ارزاں چیز مثل جَو اور خرما کے، اور اُس میں سے بھی مانگنے والوں کو بخشش دیتے تھے۔ زمین پر بیٹھتے، زمین پر کھانا کھاتے اور زمین ہی پر سویا کرتے۔ اپنی نعلین ٹانک لیا کرتے، کپڑوں میں خود پیوند لگا لیا کرتے، گھر کے دروازہ کو خود ہی کھولتے اور بند کرتے گوسفند کا دودھ خود دوھ لیا کرتے، اُونٹ کو خود باندھتے۔ خادم چکّی پیسنے میں تھک جاتے تو چکّی پیسنے میں اُن کی مدد کرتے۔ وضو کے لیئے پانی خود لے لیتے۔ رات میں ہمیشہ سر زمین پر رکھ کر سوتے لوگوں کے سامنے تکیہ کر کے نہیں بیٹھتے تھے۔ اپنے گھر والوں کے کام کر دیتے۔ کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹتے کبھی ڈکار نہیں لیتے تھے۔ آزاد اور غلام جو بھی آپؐ کی دعوت کرتا قبول فرماتے اگرچہ ایک ٹکڑا گوشت کا ضیافت میں ہوتا۔ ہدیہ قبول کر لیتے اگرچہ ایک گھونٹ دودھ ہوتا لیکن صدقہ نہیں قبول فرماتے تھے لوگوں کی جانب بہت نہ دیکھتے۔ دُنیاوی چیزوں کے لیئے کبھی غصہ نہ فرماتے مگر خدا کے لیئے غضبناک ہوتے تھے۔ کبھی زیادہ بھُوک کے سبب پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے۔ جو کچھ حاضر کیا جاتا کھا لیتے کسی چیز کو واپس نہ کرتے۔ یمنی چادر اوڑھتے اور بالوں کا جبہ پہنتے۔ رُوئی اور کتان کے موٹے کپڑے استعمال کرتے ایک عمدہ لباس جمعہ کے روز کے لیئے رکھتے تھے۔ نیا کپڑا پہنتے تو پُرانا کسی مسکین کو دے دیتے۔ ایک چادر رکھتے تھے کہ جہاں جاتے اس کو دو تہہ کر کے بچھا لیتے اور بیٹھتے۔ چاندی کی انگوٹھی داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پہنتے۔ خربوزے کو پسند کرتے۔ بدبُو سے کراہت تھی۔ ہر وضو کے وقت مسواک کرتے۔ جو سواری میسر آتی اس پر سوار ہو جاتے اور اپنے ساتھ اپنے کسی غلام کو یا کسی دوسرے شخص کو بٹھا لیتے کبھی بغیر زین کے گھوڑے پر کبھی خچر پر کبھی ٹٹو پر سواری کرتے۔ اور کبھی کبھی بیماروں کی عیادت اور جنازہ کی مشایعت کے لیئے ننگے سر اور ننگے پیر پیادہ بغیر چادر مدینہ کی آخری حد تک جاتے۔ فقرا ومساکین کے ساتھ بیٹھتے اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے اور صاحبانِ علم وصلاح اور اچھے اخلاق والوں کو دوست رکھتے تھے۔ اور ہر قوم کے بزرگ کی تالیف قلب فرماتے۔ اپنے عزیزوں کے ساتھ احسان کرتے ان کو

[1] یہ اور ایسی تمام روایتیں علمی معلوم ہوتی ہیں آپؐ کی سخاوت کے تذکرہ میں متعدد روایتیں مذکور ہیں کہ سائل کو کبھی محروم نہ کرتے اور جب کچھ نہ ہوتا تو فرماتے کہ مجھے ملیگا تو دونگا۔ تو چیزیں موجود رکھتے ہوئے کبھی ایسا نہیں فرما سکتے تھے۔ اور چونکہ اصحاب صفہ جو بہت نادار تھے اور دیگر سائل جو روزانہ طالب تھے انکو محروم رکھ کر سال بھر کا ذخیرہ کرنا حقیقت کے خلاف معلوم ہوتا ہے ۱۲ (مترجم)

چند امور کے سوا جنکا خدا نے حکم دیا ہے کسی معاملہ میں غیروں پر ترجیح نہ دیتے۔ ہر شخص کے آداب کا
ل رکھتے۔ جو شخص عذر کرتا اس کا عذر مان لیتے۔ نزول قرآن اور موعظہ کے اوقات کے سوا اکثر
تبسم فرماتے مگر کبھی بلند آواز سے نہ ہنستے۔ کھانے اور لباس میں اپنے غلاموں پر فوقیت نہ رکھتے۔ کبھی
پؐ نے کسی کو گالی نہیں دی اور نہ کبھی اپنی ازواج یا خادموں سے نفرت کا اظہار فرمایا نہ گالی دی۔ اور
زاد یا غلام اور کنیز جو بھی آپؐ کو کسی حاجت کے لیئے کہیں لے جانا چاہتا تو آپؐ اس کے ہمراہ چلے جاتے
پؐ سخت مزاج نہ تھے اور غصہ میں کبھی چیختے نہ تھے اور برائی کا بدلا نیکی سے دیا کرتے تھے۔ جو شخص آپؐ
پاس آتا آپؐ خود سلام کی ابتدا فرماتے اور مصافحہ کرتے۔ جس مجلس میں تشریف رکھتے یاد خدا
تے رہتے اور عموماً آپؐ قبلہ رُو بیٹھا کرتے تھے۔ جو شخص آپؐ کے پاس آتا آپؐ اس کی عزت و تعظیم کرتے
بھی اپنی چادر اس کے لیئے بچھا دیتے اور تکیہ لگا دیتے۔ اور اُس کی رضامندی و ناراضی حق بات کہنے
ے آپؐ کو روکتی نہ تھی۔ ککڑی کبھی رطب اور کبھی نمک کے ساتھ تناول فرماتے۔ پھلوں میں خربوزہ اور انگور
یادہ پسند کرتے۔ آپؐ کی اکثر خوراک پانی اور خرما یا دُودھ اور خرما ہوتی تھی۔ گوشت اور کدو کا سالن زیادہ
ند کرتے۔ حضرتؐ خود شکار نہیں کرتے مگر شکار کا گوشت کھا لیتے تھے؛ پنیر اور گھی بھی کھا لیتے۔ گوسفند
ے دست اور شانے کا گوشت، کدو کا شوربا، اور سرکہ کا سالن اور خرمائے عجوہ اور سبزی میں کاسنی اور
دردوج کو زیادہ پسند فرماتے۔

شیخ طبرسی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ کی تواضع و فروتنی اس درجہ تھی کہ خیبر و بنی قریظہ و
نا النظیر کے غزوات میں آپؐ دراز گوش پر سوار تھے جس کی لگام اور گشت کا کپڑا لیف خرما کا تھا۔ حضرتؐ
بچوں کو اور عورتوں کو سلام کرتے تھے۔ ایک روز ایک شخص حضرتؐ سے گفتگو کر رہا تھا اور کانپ رہا تھا۔
حضرتؐ نے فرمایا میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں مجھ سے ڈرتا کیوں ہے۔ انسؓ سے منقول ہے کہ میں نو سال
آنحضرتؐ کی خدمت میں رہا لیکن حضرتؐ نے کبھی مجھ سے یہ نہ فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا اور کبھی کسی کام میں عیب
نکالا۔ آنحضرتؐ کی خوشبو سے بہتر کوئی خوشبو میں نے نہیں سونگھی۔ جب کسی کے ساتھ آپؐ بیٹھتے تو کبھی
پیروں کو پھیلا کر نہ بیٹھتے۔ ایک روز ایک اعرابی آیا اور آپ کی ردائے مبارک کو نہایت سختی کے ساتھ کھینچا
یہاں تک کہ آپؐ کی گردن میں چادر کا سرا باقی رہ گیا۔ اور کہا مال خدا میں سے مجھے کچھ دیجیئے۔ آنحضرتؐ نے نہایت
لطف و مہربانی سے اُس کی جانب توجہ فرمائی اور ہنسکر فرمایا کہ اس کو کچھ دے دو۔ تو خداوند عالم نے آیۃ
اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (آیت ۴، پ۲۹، سورۃ القلم) نازل فرمائی یعنی اے ہمارے حبیبؐ تم خُلق عظیم پر فائز
ہو۔ حضرتؐ کی طبیعت میں حیا اس درجہ تھی کہ کسی چیز سے کراہت بھی رکھتے تو اظہار نہ فرماتے ہم لوگ
آپؐ کے چہرہ اقدس کے رنگ سے سمجھ لیتے تھے۔ آپؐ کی سخاوت اس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ حضرت
امیر المومنین صلوات اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ تمام دُنیا کے لوگوں سے زیادہ عطا کرنے والے تھے
اور آپؐ کی مصاحبت ہر ایک سے بہتر تھی اور لہجہ تمام لوگوں سے زیادہ خوشگوار، ہمت و جرأت سب سے
زیادہ، مزاج سب سے زیادہ نرم، امان دینے اور عہد و پیمان پورا کرنے میں سب سے بڑھ کر تھے۔

پہلے پہل جو شخص حضرتؐ سے ملتا اُس کے دل میں آپؐ کی عظیم ہیبت پیدا ہو جاتی پھر جب آپؐ کے پاس
آنے جانے لگتا تو آپؐ سے محبت کرنے لگتا۔ میں نے اُن کے مثل نہ کسی کو پہلے دیکھا نہ اُن کے بعد پایا۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں خدا کی جانب سے ادب سیکھا ہوا ہوں اور
علیؑ میرے سکھائے ہوئے ہیں۔ خدا نے مجھے سخاوت اور نیکی کا حکم دیا ہے اور بخل اور ظلم سے منع فرمایا اور
خدا کے نزدیک کوئی صفت کنجوسی اور بُرائی کرنے سے بدتر نہیں ہے۔ آنحضرتؐ کی شجاعت اس درجہ تھی کہ
حضرت اسد اللہ الغالبؑ بیان فرماتے ہیں کہ جب لڑائی میں شدت ہوتی تو ہم آنحضرتؐ کے پاس پناہ
لیتے اور دشمنوں میں کسی کی مجال نہ ہوتی کہ حضرتؐ کے پاس آسکتا۔ بہت سی روایتوں میں ہے کہ
آنحضرتؐ کی خوشنودی اور غصہ آپؐ کے چہرہ انور سے ظاہر ہو جاتا تھا۔ جب آپؐ خوش ہوتے تو چہرہ
منور ہو جاتا اسقدر کہ دیواروں کا عکس آپؐ کے رُوئے انور کے ذریعہ سے نظر آنے لگتا۔ اور جب آپؐ
غضبناک ہوتے تو چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا۔ اور اُمت پر حضورؐ کی شفقت اس درجہ تھی کہ جس کو تین روز
تک نہ دیکھتے ضرور اُس کے حالات دریافت فرماتے۔ اگر معلوم ہوتا کہ سفر میں گیا ہوا ہے تو اس کے لیئے
دُعا فرماتے۔ اگر وُہ موجود ہوتا تو آپؐ اس کی ملاقات کو جاتے اگر وُہ بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کو جاتے۔

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ اکیس۲۱ لڑائیوں میں خود شریک
تھے ان میں سے اُنیس۱۹ لڑائیوں میں حضرتؐ کے ساتھ میں بھی تھا۔ کسی جنگ میں میرا اُونٹ تھک کر بیٹھ گیا
حضرتؐ لوگوں کے پیچھے تھے اور بُوڑھوں اور کمزوروں کو قافلہ تک پہنچاتے اور اپنی سواری پر بٹھا لیتے تھے
اور ان کے واسطے دُعا کرتے۔ اسی طرح حضرتؐ میرے پاس پہنچے اور پُوچھا تم کون ہو میں نے عرض کی میں
جابر ہوں میرے باپ ماں آپؐ پر فدا ہوں۔ پُوچھا تم کو کیا ہوا؟ میں نے کہا میرا اُونٹ تھک گیا ہے۔ پُوچھا
کوئی چھڑی ہے میں نے حاضر کی۔ آپؐ نے اونٹ کو اس سے مارا اور کھڑا کیا پھر وُہ بیٹھ گیا۔ حضرتؐ نے
اپنا پائے مبارک اس کے اگلے پاؤں پر رکھ کر فرمایا سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہو گیا۔ پھر تو وُہ اُونٹ آنحضرتؐ
کے اُونٹ سے بھی تیز ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے اُس رات پانچ مرتبہ میرے لیئے استغفار کی۔ پھر پُوچھا تمہارے
پدر عبداللہ نے کتنی اولادیں چھوڑیں؟ میں نے عرض کی سات لڑکیاں۔ پُوچھا کچھ قرض بھی اُن کے ذمہ ہے؟
عرض کی ہاں۔ فرمایا جب مدینہ پہنچو تو قرضخواہوں سے کہنا کہ تھوڑا تھوڑا وصول کریں۔ اگر وُہ راضی نہ ہوں،
تو خرما توڑنے کے وقت مجھے اطلاع دینا۔ پھر پوچھا کہ تمہاری شادی ہوئی ہے؟ میں نے کہا ایک مطلقہ عورت
سے نکاح کیا ہے۔ فرمایا کیوں نہ جوان عورت سے نکاح کیا کہ تو اُس سے کھیلتا اور وُہ تجھ سے کھیلتی۔ میں نے
عرض کی یا رسول اللہ اس خوف سے نہیں کیا کہ ممکن ہے کہ میری بہنوں کے ساتھ نہ بنے۔ فرمایا اچھا کیا۔
پھر فرمایا یہ اُونٹ کتنے میں خریدا ہے؟ میں نے عرض کی پانچ اوقیہ طلا میں۔ فرمایا میں نے یہ تم سے خرید کیا۔
غرض جب ہم مدینہ واپس پہنچے تو اس اُونٹ کو حضرتؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرتؐ نے بلالؓ سے فرمایا
ان کو پانچ اوقیہ دے دو تا کہ اپنے باپ کا قرض ادا کریں اور تین اوقیہ اور دے دو اور اُونٹ بھی واپس
دے دو۔ پھر مجھ سے پوچھا کہ اپنے باپ کے قرض خواہوں سے معاملہ طے کیا؟ میں نے عرض کی ابھی نہیں۔

پُوچھا انہوں نے اتنا مال چھوڑا ہے جس سے قرض ادا ہو جائے؟ کہا نہیں۔ فرمایا فکر نہ کرو خرمے کی فصل میں مجھے مطلع کرنا۔ غرض خرمے کی فصل میں حضرتؐ کو مَیں نے آگاہ کیا۔ حضرتؐ تشریف لائے اور ہمارے لیئے دُعا فرمائی تو حضرتؐ کی دعا کی برکت سے اس فصل میں اس قدر خرمے پیدا ہوئے کہ تمام قرض ادا کرنے کے بعد ہر سال سے زیادہ ہمارے لیئے بچ رہے۔ فرمایا خرمے چُن لے جاؤ مگر ان کو ناپو تولو مت۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور مُدّتوں ان میں سے کھاتے رہے۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ سے کوئی سوال کیا جاتا تو حضرتؐ اس کا جواب مکرر فرماتے تاکہ سُننے والو پر بات مُشتبہ نہ رہے۔

ابی الحمیسا سے منقول ہے وُہ کہتے ہیں کہ بعثت سے پہلے مَیں نے آنحضرتؐ سے ایک معاملہ کیا، اور ایک مقام پر ملنے کا وعدہ فرمایا۔ لیکن میں بھُول گیا اور وہاں نہ پہنچا۔ تیسرے روز جب وہاں گیا تو حضرتؐ اپنے وعدہ کے مطابق وہاں تین روز سے موجود تھے۔ اور جریر بن عبد اللہ سے منقول ہے وُہ ایک روز حضرتؐ کی خدمت میں گئے۔ مکان لوگوں سے بھرا ہوا تھا جگہ نہ تھی۔ وُہ دروازہ کے باہر بیٹھ گئے حضرتؐ نے اپنا کرتہ اُن کو دے دیا کہ اس کو بچھا کر بیٹھ جائیں۔ انہوں نے اس کو لے کر جسم پر ملا اور بوسہ دیا۔ جناب سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؐ ایک تکیہ پر سہارا کیئے ہوئے تھے۔ آپؐ نے میری طرف وُہ تکیہ بڑھا کر فرمایا کہ جو مسلمان اپنے برادرِ مسلم سے ملنے آئے اور وُہ اُس کے احترام و تعظیم کے لیئے تکیہ پیش کرے تو اس کو خدا بخش دیتا ہے۔

منقول ہے کہ جب آپؐ کے فرزند ابراہیمؑ پر احتضار کی حالت طاری ہوئی آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا کہ میری آنکھیں پُر آب ہوتی ہیں اور دل کو صدمہ ہوتا ہے۔ لیکن زبان سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو خدا کو پسند نہ ہو۔ اے ابراہیم ہم تمہارے غم میں اندوہناک ہیں۔ منقول ہے کہ آنحضرتؐ زید بن حارثہ کے غم میں روئے اور فرمایا یہ دوست کے لیئے اظہارِ شوق ہے۔ اور جابرؓ سے منقول ہے کہ جب حضرتؐ راستہ چلتے تو صحابہ کے آگے چلتے، اور پیچھے فرشتوں کے لیئے جگہ چھوڑ دیتے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب آنحضرتؐ سوار ہو کر چلتے تو کسی کو پیادہ نہ چلنے دیتے بلکہ اپنی سواری پر بٹھا لیتے۔ اگر وُہ منظور نہ کرتا تو آپؐ فرماتے کہ پہلے چلے جاؤ اور فلاں مقام پر مجھ سے ملنا۔ حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ کے سامنے دو عبادتیں ہوتیں تو آپؐ اس کو اختیار فرماتے جو زیادہ دشوار ہوتی۔ آپؐ کی نماز ہر ایک سے ہلکی اور مکمل ہوتی، اور خطبہ سب سے مختصر اور فائدہ سے بھرا ہوا ہوتا۔ جب حضرتؐ کسی جانب روانہ ہوتے آپؐ کی خوشبو سے لوگ سمجھ لیتے کہ فلاں طرف سے آرہے ہیں جب کسی گروہ کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سے پہلے ہاتھ بڑھاتے، اور سب کے بعد ہاتھ روکتے اور اپنے سامنے سے تناول فرماتے، اِدھر اُدھر ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے۔ اگر وُہ رطب یا خُرما ہوتا تو ہر طرف سے لے لے کر کھاتے۔ پانی تین سانس میں پیتے۔ پانی کو تھوڑا تھوڑا پیتے دہن کو پانی سے بھرتے نہ تھے۔ تمام کام داہنے ہاتھ سے کرتے سوائے اُس کے جو جسم کے نیچے کے حصّہ سے متعلق ہوتا۔ کپڑے پہننے اور نعلین پہننے اور اُتارنے کے سوا ہر کام کی ابتدا داہنی جانب سے کرتے۔ جب کسی کے گھر پر تشریف لے جاتے

تین مرتبہ اندر جانے کی اجازت طلب فرماتے۔ آپؐ کا کلام حق و باطل کو جُدا کرنے والا اور اپنا مقصد ظاہر کرنے والا ہوتا۔ بات کرنے میں آپؐ کے نورانی دانتوں سے روشنی ظاہر ہوتی کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ آپؐ نے دہن کھول رکھا ہے حالانکہ وُہ کھلا نہ ہوتا۔ لوگوں کو آنکھیں پھاڑ کر نہ دیکھتے۔ کسی سے ایسی گفتگو نہ کرتے جو پسند خاطر نہ ہوتی۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک شخص سے ایک پتھر کے پاس وعدہ کیا کہ تمہارے آنے تک میں یہیں رہوں گا، چنانچہ آپؐ وہاں ٹھہرے۔ دھوپ تیز ہوئی، صحابہ نے کہا یا حضرتؐ سایہ میں چلیئے۔ فرمایا میں نے اسی جگہ ٹھہرنے کا وعدہ کیا ہے اسی جگہ رہوں گا۔ اگر وُہ نہ آئے گا تو اسی جگہ مر جاؤں گا اور اسی جگہ سے محشور ہوں گا۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ کبھی ایسا ہوتا کہ کوئی اپنے بچّہ کو حضرتؐ کی خدمت میں لاتا کہ حضورؐ اس کے لیئے برکت کی دُعا فرمائیں یا اس کا نام رکھدیں۔ حضرتؐ بچّہ کے والدین و اعزا کی عزت افزائی کی خاطر بچّہ کو گود میں لے لیتے۔ کبھی بچّہ پیشاب بھی کر دیتا اور لوگ چیخنے لگتے تو حضرتؐ فرماتے خاموش رہو اس کے پیشاب کو نہ روکو یہاں تک کہ بچّہ فارغ ہوتا۔ پھر حضرتؐ اس کے لیئے دُعا کرتے یا اس کا نام رکھ دیتے۔ تاکہ اُس کے اعزا خوش ہو جائیں اور یہ نہ خیال کریں کہ حضرتؐ اس کے پیشاب سے کبیدہ خاطر ہوئے۔ جب وُہ لوگ چلے جاتے تو اپنے کپڑوں کو پاک کر لیتے۔ اور فرماتے میرے سامنے اس طرح مت کھڑے ہوا کرو جس طرح عجمی لوگ اپنے بڑوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ کسی گروہ کے ساتھ کھانا کھاتے تو فرماتے اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّآئِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ" تمہارے ساتھ روزہ داروں نے افطار کیا اور نیک کرداروں نے کھانا کھایا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ تین انگلیوں سے زیادہ سے کبھی کھانا کھاتے لیکن کبھی دو انگلیوں سے کھانا نہیں تناول فرماتے تھے۔ اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرتؐ تمام عمر جَو کی روٹیاں کھاتے رہے لہ

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ رطب داہنے ہاتھ سے کھاتے اور اس کا بیج بائیں ہاتھ میں جمع کرتے جاتے تھے زمین پر نہیں پھینکتے تھے۔ اتنے میں ایک بھیڑ اُدھر سے گذری آپؐ نے اس کو اشارہ کیا وُہ آپؐ کے نزدیک آئی۔ آپؐ نے بایاں ہاتھ اس کی جانب بڑھا دیا، وُہ اُس میں سے بیج کھانے لگی۔ پھر حضرتؐ رطب کھاتے جاتے تھے اور بیج اس کی طرف پھینکتے جاتے تھے۔ جب حضرتؐ کھانے سے فارغ ہو گئے وُہ بھیڑ بھی چلی گئی۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ آنحضرتؐ لہسن پیاز اور ترہ تیزک اور

لہ مؤلف فرماتے ہیں کہ گندم کی روٹیاں کھانے کی مختلف حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ممکن ہے کہ آپؐ کی غالب غذا گندم کی روٹیاں نہ رہی ہوں یا آپؐ اپنے مال سے نہ کھاتے رہے ہوں یا بعثت سے پہلے یا ہجرت سے پہلے یا بعد نہ کھاتے ہوں ۱۲

بدبُودار شہد تناول نہ فرماتے۔ اور کبھی کسی کھانے کی مذمت نہ کرتے۔ اگر اچھا معلوم ہوتا تو آپؐ کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ اور پیالہ کو انگلیوں سے صاف کر کے کھاتے، اُنگلیاں چاٹتے۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ دھوتے اور چہرہ اقدس پر مل لیتے۔ جہاں تک ممکن ہوتا تنہا کوئی چیز نہ کھاتے۔ پانی پینے میں پہلے بسم اللہ کہتے، تھوڑا پی کر تین مرتبہ الحمد للہ فرماتے اور کبھی ایک سانس میں پانی پی لیتے۔ اور کبھی لکڑی کے برتن میں کبھی چمڑے کے کبھی مٹی کے برتن میں پیتے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو چلّو سے پی لیتے کبھی مشک کے دہانے سے پی لیتے۔ اور اپنے سر و ریش مبارک کو آپ سدر سے دھویا کرتے۔ جسم پر تیل ملنا پسند تھا بکھرے ہوئے بال رکھنا اچھا نہ سمجھتے۔ مختلف قسم کے تیل کی مالش کرتے تھے۔ پہلے سر و داڑھی سے ابتدا فرماتے۔ سر کو مقدم رکھتے۔ روغن بنفشہ کی بھی مالش کرتے۔ سر اور داڑھی میں کنگھی کرتے۔ اُن میں سے جو بال نکلتے لوگ ان کو برکت کے لیئے رکھ لیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ لوگوں کے ہاتھوں پر جو بال ہیں میرے ہیں۔ اور حج و عمرہ میں بال کٹواتے تو ان کو جبریلؑ آسمان پر لے جاتے۔ روزانہ دو مرتبہ داڑھی میں شانہ کرتے۔ ہر مرتبہ چالیس ۴۰ بار داڑھی کے نیچے سے اور سات بار اُوپر سے کنگھی کرتے اور مُشک و عنبر اور غالیہ سے اپنے تئیں معطر فرماتے اور عود سے بخور کرتے۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کھانے سے زیادہ آنحضرتؐ کا خرچ خوشبو میں ہوا کرتا تھا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ تین ۳ صفتیں حضورؐ کی ذات میں ایسی تھیں جو کسی میں نہ تھیں۔ آپؐ کے جسم اقدس میں سایا نہ تھا۔ جس راستہ سے گزرتے دو تین روز تک وُہ معطر رہتا اور لوگ آپؐ کی خوشبو سے سمجھ لیتے کہ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں۔ آپؐ کسی درخت اور پتھر کے پاس سے نہیں گزرتے تھے مگر یہ کہ وُہ حضرتؐ کے لیئے سجدہ کرتا۔ فرماتے تھے کہ عورتوں میں خوشبو میری لذّت ہے۔ نماز میری آنکھوں کی روشنی ہے۔ داہنی آنکھ میں تین اور بائیں میں دو سلائیاں سُرمہ لگاتے۔ آئینہ دیکھتے اور شانہ کرتے اور اصحاب کی مجلس کے لیئے اپنے کو آراستہ فرماتے۔ سفر میں تیل کی بوتل ساتھ رکھتے اور سرمہ دان، قینچی، آئینہ، مسواک، کنگھی، سُوئی، رسّی، سُوّا اور مسواک اُوپر رکھتے۔ کبھی کلاہ عمامہ کے نیچے سر پر رکھتے، کبھی عمامہ بغیر کلاہ کے باندھ لیتے، کبھی صرف کلاہ سر پر رکھتے۔ اور سفر میں سیاہ ریشمی عمامہ باندھتے۔ اور کبھی جبّہ اور اُونی عمامہ پہنتے۔ جب نیا کپڑا پہنتے خدا کا شکر ادا کرتے۔ سوتے تو داہنی کروٹ سوتے داہنا ہاتھ چہرے کے نیچے رکھتے اور آیۃ الکرسی پڑھتے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ خواب سے بیدار ہوتے تو سجدۂ شکر ادا کرتے۔ اور سونے سے پہلے تین مرتبہ مسواک کرتے۔ رات کو نماز کے لیئے اُٹھتے تو ایک مرتبہ مسواک کرتے۔ اسی طرح نمازِ صبح سے پہلے ایک مرتبہ کرتے اور پیلو کی لکڑی کی مسواک استعمال فرماتے۔ آنحضرتؐ مزاح بھی کرتے تھے مگر بیہودہ الفاظ کبھی استعمال نہ فرماتے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اس بندہ کو کون خریدتا ہے یعنی خدا کا بندہ۔ ایک روز ایک عورت حضرتؐ سے اپنے شوہر کا حال بیان کر رہی تھی حضرتؐ نے فرمایا تیرا شوہر وُہ ہے جس کی آنکھ سفید ہے عورت نے کہا نہیں۔ پھر جب اُس نے اپنے شوہر سے ذکر کیا، تو

اُس نے کہا حضرتؐ نے مزاح فرمایا تھا اور سچ کہا تھا۔ ہر ایک کی آنکھ میں سیاہی سے زیادہ سفیدی ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ انصار کی ایک عورت نے حضرتؐ سے عرض کی کہ خدا سے میرے لیئے دعا فرمائیں کہ مجھے بہشت میں جگہ دے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنّت میں نہ جائیں گی۔ یہ سُنکر وُہ عورت رونے لگی تو حضرتؐ ہنسے اور فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جوان اور باکرہ ہو کر داخل جنّت ہوں گی۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ ایک روز حضرتؐ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنّت میں نہ جائیں گی وُہ باہر جا کر رونے لگی۔ جناب بلالؓ نے اس کو دیکھا اور رونے کا سبب پوچھا اُس نے آنحضرتؐ کا ارشاد بیان کیا۔ بلالؓ اُس کو لیئے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا یہ عورت آپؐ کا ایسا ارشاد بیان کرتی ہے۔ فرمایا ہاں، اور کالے لوگ بھی بہشت میں نہ جائیں گے۔ یہ سُنکر بلالؓ بھی رونے لگے کیونکہ وُہ کالے تھے۔ اِتنے میں جناب عباسؓ آئے اور اُنہوں نے حال دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا بڈھے آدمی بھی اہلِ جنّت نہ ہونگے، وُہ بھی رنجیدہ ہوئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا خدا ان کو جوان اور بہترین صورتوں میں خلق فرما کر جنّت میں داخل کرے گا۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرتؐ سے شکایت کی کہ فلاں شخص نے میرا بوسہ لے لیا۔ حضرتؐ نے اس کو بلایا اور پُوچھا کیوں ایسی حرکت کی؟ اُس نے کہا حضور اگر میں نے بُرا کیا تو وُہ بھی اس کے بدلے میرے ساتھ ایسا ہی کر لے۔ حضرتؐ نے مسکرا کر فرمایا آیندہ کبھی ایسا نہ کرنا۔ اُس نے کہا بہت اچھا نہ کروں گا۔

صحابہ کے مزاح کے بارے میں ہے کہ سویبط مہاجر ایک سفر میں نعیمان بدری کے پاس آئے اور اُن سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے کہا میرے ساتھی موجود نہیں ہیں۔ سویبط نے دیکھا کہ مسافروں کا ایک گروہ آیا ہوا ہے اُن کے پاس پہنچے اور کہا میرا ایک غلام بہت زبان دراز ہے میں اس کو فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وُہ کہے کہ میں غلام نہیں آزاد ہوں تو اس کی بات مت ماننا ورنہ میرا غلام ہاتھ سے نکل جائے گا۔ غرض نعیمان کو دس اُونٹ کے عوض فروخت کر دیا۔ خریداروں نے آ کر نعیمان کے گلے میں رسّی ڈال دی اور کھینچنا شروع کیا۔ نعیمان نے پُوچھا میرے متعلق یہ مذاق تم سے کس نے کیا ہے۔ خریداروں نے کہا ہم تیری زبان درازی سُن چکے ہیں۔ غرض اُن کو کھینچ لے گئے۔ جب اُن کے رفقاء آئے تو اُن کو واپس لائے۔ یہ قصہ آنحضرتؐ سے بیان کیا تو آپؐ بہت ہنسے۔ نعیمان بھی بہت مزاح کیا کرتے تھے۔ ایک روز مخرمہ بن نوفل کو جو نابینا تھے پیشاب معلوم ہوا وُہ بولے کوئی مجھے ایسی جگہ پہنچا دے کہ جہاں پیشاب کر لوں۔ نعیمان اُن کا ہاتھ پکڑ کر لائے اور مسجد کے ایک گوشہ میں کھڑا کر دیا اور کہا پیشاب کر لو اور خود بھاگ گئے۔ لوگوں نے دیکھا تو چلّائے اور نوفل کو گالیاں دیں کہ کیوں مسجد میں پیشاب کرتا ہے۔ انہوں نے پُوچھا مجھے یہاں کون لایا ہے؟ لوگوں نے کہا نعیمان لائے تھے۔ انہوں نے کہا کہ خدا سے عہد کرتا ہوں کہ جب اس کو پاؤں گا اپنے ڈنڈے سے ماروں گا۔ نعیمان کو بھی معلوم ہو گیا۔ ایک روز وُہ مخرمہ کے پاس آئے اور کہا آپ چاہتے ہیں کہ نعیمان تک آپ کو پہنچا دوں کہ آپ اس کو ڈنڈے لگائیں انہوں نے کہا ہاں تو اُن کا ہاتھ پکڑ کر عثمان کے پاس لائے جبکہ وُہ نماز پڑھ رہے

بدبُودار شہد تناول نہ فرماتے۔ اور کبھی کسی کھانے کی مذمت نہ کرتے۔ اگر اچھا معلوم ہوتا تو آپؐ کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ اور پیالہ کو انگلیوں سے صاف کر کے کھاتے، اُنگلیاں چاٹتے۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ دھوتے اور چہرہ اقدس پر مل لیتے۔ جہاں تک ممکن ہوتا تنہا کوئی چیز نہ کھاتے۔ پانی پینے میں پہلے بسم اللہ کہتے، تھوڑا پی کر تین مرتبہ الحمد للہ فرماتے اور کبھی ایک سانس میں پانی پی لیتے۔ اور کبھی لکڑی کے برتن میں کبھی چمڑے کے کبھی مٹی کے برتن میں پیتے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو چلو سے پی لیتے کبھی مشک کے دہانے سے پی لیتے۔ اور اپنے سر و ریش مبارک کو آپ سدر سے دھویا کرتے۔ جسم پر تیل ملنا پسند تھا بکھرے ہوئے بال رکھنا اچھا نہ سمجھتے۔ مختلف قسم کے تیل کی مالش کرتے تھے۔ پہلے سر و داڑھی سے ابتدا فرماتے۔ سر کو مقدم رکھتے۔ روغن بنفشہ کی بھی مالش کرتے۔ سر اور داڑھی میں کنگھی کرتے۔ اُن میں سے جو بال نکلتے لوگ ان کو برکت کے لیئے رکھ لیتے تھے۔ فرماتے تھے کہ لوگوں کے ہاتھوں پر جو بال ہیں میرے ہیں۔ اور حج و عمرہ میں بال کٹواتے تو ان کو جبریلؑ آسمان پر لے جاتے۔ روزانہ دو مرتبہ داڑھی میں شانہ کرتے۔ ہر مرتبہ چالیسؔ بار داڑھی کے نیچے سے اور سات بار اُوپر سے کنگھی کرتے اور مُشک و عنبر اور غالیہ سے اپنے تئیں معطر فرماتے اور عود سے بخور کرتے۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کھانے سے زیادہ آنحضرتؐ کا خرچ خوشبو میں ہؤا کرتا تھا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ تینؔ صفتیں حضورؐ کی ذات میں ایسی تھیں جو کسی میں نہ تھیں۔ آپؐ کے جسم اقدس میں سایا نہ تھا۔ جس راستہ سے گزرتے دو تین روز تک وُہ معطر رہتا اور لوگ آپؐ کی خوشبو سے سمجھ لیتے کہ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں۔ آپؐ کسی درخت اور پتھر کے پاس سے نہیں گزرتے تھے مگر یہ کہ وُہ حضرتؐ کے لیئے سجدہ کرتا۔ فرماتے تھے کہ عورتوں میں خوشبو میری لذّت ہے۔ نماز میری آنکھوں کی روشنی ہے۔ داہنی آنکھ میں تین اور بائیں میں دو سلائیاں سُرمہ لگاتے۔ آئینہ دیکھتے اور شانہ کرتے اور اصحاب کی مجلس کے لیئے اپنے کو آراستہ فرماتے۔ سفر میں تیل کی بوتل ساتھ رکھتے اور سُرمہ دان، قینچی، آئینہ، مسواک، کنگھی، سُوئی، رسّی، سُوا اور مسواک اُوپر رکھتے۔ کبھی کلاہ عمامہ کے نیچے سر پر رکھتے، کبھی عمامہ بغیر کلاہ کے باندھ لیتے، کبھی صرف کلاہ سر پر رکھتے۔ اور سفر میں سیاہ ریشمی عمامہ باندھتے۔ اور کبھی جبہ اور اُونی عمامہ پہنتے۔ جب نیا کپڑا پہنتے خدا کا شکر ادا کرتے۔ سوتے تو داہنی کروٹ سوتے داہنا ہاتھ چہرے کے نیچے رکھتے اور آیۃ الکرسی پڑھتے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ خواب سے بیدار ہوتے تو سجدۂ شکر ادا کرتے۔ اور سونے سے پہلے تین مرتبہ مسواک کرتے۔ رات کو نماز کے لیئے اُٹھتے تو ایک مرتبہ مسواک کرتے۔ اسی طرح نمازِ صبح سے پہلے ایک مرتبہ کرتے اور پیلو کی لکڑی کی مسواک استعمال فرماتے۔ آنحضرتؐ مزاح بھی کرتے تھے مگر بیہودہ الفاظ کبھی استعمال نہ فرماتے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اس بندہ کو کون خریدتا ہے یعنی خدا کا بندہ۔ ایک روز ایک عورت حضرتؐ سے اپنے شوہر کا حال بیان کر رہی تھی حضرتؐ نے فرمایا تیرا شوہر وُہ ہے جس کی آنکھ سفید ہے عورت نے کہا نہیں۔ پھر جب اُس نے اپنے شوہر سے ذکر کیا، تو

اُس نے کہا حضرتؐ نے مزاح فرمایا تھا اور سچ کہا تھا۔ ہر ایک کی آنکھ میں سیاہی سے زیادہ سفیدی ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ انصار کی ایک عورت نے حضرتؐ سے عرض کی کہ خدا سے میرے لیئے دعا فرمائیں کہ مجھے بہشت میں جگہ دے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنّت میں نہ جائیں گی۔ یہ سُنکر وُہ عورت رونے لگی تو حضرتؐ ہنسے اور فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جوان اور باکرہ ہو کر داخل جنّت ہوں گی۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ ایک روز حضرتؐ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں جنّت میں نہ جائیں گی وُہ باہر جا کر رونے لگی۔ جناب بلالؓ نے اُس کو دیکھا اور رونے کا سبب پُوچھا اُس نے آنحضرتؐ کا ارشاد بیان کیا۔ بلالؓ اُس کو لیئے ہوئے حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا یہ عورت آپؐ کا ایسا ارشاد بیان کرتی ہے۔ فرمایا ہاں! اور کالے لوگ بھی بہشت میں نہ جائیں گے۔ یہ سُنکر بلالؓ بھی رونے لگے کیونکہ وُہ کالے تھے۔ اِتنے میں جناب عباسؓ آئے اور اُنہوں نے حال دریافت کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا بُڈھے آدمی بھی اہل جنّت نہ ہونگے، وُہ بھی رنجیدہ ہوئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا خدا ان کو جوان اور بہترین صورتوں میں خلق فرما کر جنّت میں داخل کرے گا۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرتؐ سے شکایت کی کہ فلاں شخص نے میرا بوسہ لے لیا۔ حضرتؐ نے اس کو بلایا اور پُوچھا کیوں ایسی حرکت کی؟ اُس نے کہا حضور اگر میں نے بُرا کیا تو وُہ بھی اس کے بدلے میرے ساتھ ایسا ہی کر لے۔ حضرتؐ نے مُسکرا کر فرمایا آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا۔ اُس نے کہا بہت اچھا نہ کروں گا۔

صحابہ کے مزاح کے بارے میں ہے کہ سویبط مہاجر ایک سفر میں نعیمان بدری کے پاس آئے اور اُن سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے کہا میرے ساتھی موجود نہیں ہیں۔ سویبط نے دیکھا کہ مسافروں کا ایک گروہ آیا ہؤا ہے اُن کے پاس پہنچے اور کہا میرا ایک غلام بہت زبان دراز ہے میں اس کو فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وُہ کہے کہ میں غلام نہیں آزاد ہوں تو اُس کی بات مت ماننا ورنہ میرا غلام ہاتھ سے نکل جائے گا۔ غرض نعیمان کو دس اُونٹ کے عوض فروخت کر دیا۔ خریداروں نے آ کر نعیمان کے گلے میں رسّی ڈال دی اور کھینچنا شروع کیا۔ نعیمان نے پُوچھا میرے متعلق یہ مذاق تم سے کس نے کیا ہے۔ خریداروں نے کہا ہم تیری زبان درازی سُن چکے ہیں۔ غرض اُن کو کھینچ لے گئے۔ جب اُن کے رفقاء آئے تو اُن کو واپس لائے۔ یہ قصّہ آنحضرتؐ سے بیان کیا تو آپؐ بہت ہنسے۔ نعیمان بھی بہت مزاح کیا کرتے تھے۔ ایک روز مخرمہ بن نوفل کو جو نابینا تھے پیشاب معلوم ہؤا وُہ بولے کوئی مجھے ایسی جگہ پہنچا دے کہ جہاں پیشاب کر لوں۔ نعیمان اُن کا ہاتھ پکڑ کر لائے اور مسجد کے ایک گوشہ میں کھڑا کر دیا اور کہا پیشاب کر لو اور خود بھاگ گئے۔ لوگوں نے دیکھا تو چلّائے اور نوفل کو گالیاں دیں کہ کیوں مسجد میں پیشاب کرتا ہے۔ انہوں نے پُوچھا مجھے یہاں کون لایا ہے؟ لوگوں نے کہا نعیمان لائے تھے۔ انہوں نے کہا کہ خدا سے عہد کرتا ہوں کہ جب اس کو پاؤں گا اپنے ڈنڈے سے ماروں گا۔ نعیمان کو بھی معلوم ہو گیا۔ ایک روز وُہ مخرمہ کے پاس آئے اور کہا آپ چاہتے ہیں کہ نعیمان تک آپ کو پہنچا دوں کہ آپ اس کو ڈنڈے لگائیں انہوں نے کہا ہاں تو اُن کا ہاتھ پکڑ کر عثمان کے پاس لائے جبکہ وُہ نماز پڑھتے

اور کہا یہ ہے نعیمان۔ اور خود بھاگ گئے۔ مخرمہ نے اپنا ڈنڈا بلند کیا اور پوری قوت سے عثمان کو مارا۔
ں نے شور مچایا کہ کیوں خلیفہ کو مارتا ہے۔ انہوں نے کہا وُہ کون تھا جو مجھے یہاں لایا۔ لوگوں نے
نعیمان تھے۔ انہوں نے کہا اب کبھی نعیمان سے تعلق نہ رکھوں گا۔ مؤلف کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے آداب
سنہ اور اخلاق حمیدہ بیان سے باہر ہیں جنکا احصا نہیں ہو سکتا۔ چونکہ کتاب حلیۃ المتقین اور
الحیات میں اکثر بیان کر چکا ہوں اس لیئے یہاں اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

نواں باب

آنحضرتؐ کے فضائل و مناقب اور خصوصیات کا مختصر تذکرہ

صحیح اور غیر صحیح حدیثوں میں بطریق خاصہ و عامہ منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے پانچ
تیں مجھ کو ایسی عطا کی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کیں۔ زمین کو میرے لیئے مقام نماز و سجدہ گاہ
ر دیا کہ جس جگہ چاہوں نماز پڑھوں۔ اور زمین کو میرے واسطے طاہر کرنے والی بنایا کہ غسل و وضو
بدلے جس پر تیمم کیا جاتا ہے اور وُہ جُوتے کے تلے اور عصا کے سرے کو پاک کرتی ہے۔ کا فروں
غنیمت میرے واسطے حلال کی۔ اور میری ہیبت اور خوف دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے
اس سے میری مدد کی ہے۔ اور کلمات جامعہ مجھے عطا کیئے ہیں جنکے الفاظ کم اور معانی زیادہ ہیں؛
شفاعتِ روزِ قیامت مجھ کو بخشی ہے۔

بکثرت سندوں کے ساتھ حضرت صادقؑ اور جابر انصاریؓ وغیرہ سے منقول ہے کہ جناب
وجہِ کائنات سے لوگوں نے پُوچھا کہ جب جناب آدمؑ بہشت میں تھے اس وقت آپؐ کہاں تھے؟ فرمایا
ان کی پُشت میں تھا۔ جب وُہ زمین پر آئے میں انکی پشت میں تھا پھر اپنے پدر نوحؑ کی پُشت میں کشتی پر
رتھا اور اپنے پدر ابراہیمؑ کی پُشت میں آگ میں ڈالا گیا۔ اور میرے آبا و اجداد میں سے عورت و مرد
ی کوئی زنا میں مبتلا نہیں ہوُا۔ ہمیشہ خداوند عالم مجھ کو طاہر صلبوں میں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل
تا رہا۔ خداوند عالم نے میری پیغمبری کا اقرار تمام پیغمبروں سے لیا اور میرے دین اسلام کا عہد
تمام اُمتوں سے لیا اور اُن پر میرے تمام اوصاف ظاہر فرمائے اور میرا ذکر توریت و انجیل میں کیا
۔ مجھ کو آسمانوں کی سیر کرائی اور میرے لیئے اپنے ناموں میں سے ایک نام مشتق فرمایا۔ میری اُمت
مد کرنے والی ہے۔ خداوند عرش محمود ہے اور مَیں محمدؐ ہوں۔ اور بسند معتبر ابن عباسؓ سے منقول ہے
جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے تمام مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا یعنی اصحاب یمین اور

اصحاب شمال قرار دیا؛ اور مجھ کو بہترین اصحاب یمین بنایا۔ پھر ان کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ اصحاب میمنہ،
اصحاب مشئمہ اور سابقین۔ اور مجھ کو سابقین کے بہترین لوگوں میں قرار دیا لہٰذا مَیں سابقین میں سب سے
بہتر ہوں۔ پھر ان تین قسموں کو قبیلوں میں تقسیم فرمایا اور مجھ کو قبیلوں کی سب سے بہتر قسم میں جگہ دی،
جیسا کہ فرمایا ہے کہ "مَیں نے تم کو قبیلوں اور خاندانوں میں قرار دیا تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو[1] بیشک
خدا کے نزدیک تم میں زیادہ صاحب عزت وُہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے" اور مَیں خدا کے
نزدیک سب سے زیادہ گرامی اور فرزندانِ آدمؑ میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔ لیکن ناز نہیں کرتا،
بلکہ خدا کی نعمتوں کو یاد کرتا اور شکر کرتا ہوں۔ پھر قبیلوں کو خاندانوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین خاندان
میں قرار دیا چنانچہ فرماتا ہے اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِيْرًا۔ (پ ۲۲، آیت ۳۳، سورۃ احزاب) اے اہلبیتؑ پیغمبرؐ خدا کا تو بس یہ ارادہ ہے کہ تم سے برائیوں کو
دُور رکھے اور تم کو پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب ابوذرؓ و حضرت سلمانؓ آنحضرتؐ
کی خدمت میں آئے معلوم ہوُا کہ مسجد قبا کی جانب تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں گئے تو دیکھا آنحضرتؐ ایک
درخت کے نیچے سجدہ میں ہیں۔ وُہ دونوں صاحبان بیٹھ گئے اور انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ اُن کو
گمان ہوُا کہ حضرتؐ سو گئے ہیں۔ چاہا کہ بیدار کریں کہ حضرتؐ نے سجدہ سے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ تمہارے
آنے سے مَیں مطلع ہو گیا تھا، تمہاری آوازیں سُن رہا تھا مَیں سو نہیں رہا تھا۔ واضح ہو کہ مجھ سے پہلے
خدا نے جتنے پیغمبر بھیجے ان کی قوم کی زبان میں بھیجے اور مجھ کو ہر سفید و سیاہ پر عربی زبان میں مبعوث
کیا اور میری اُمت میں مجھے پانچ چیزیں عطا کیں کہ مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں بخشی تھیں۔ میری مدد
کی ہے رُعب و ہیبت کے ساتھ کہ لوگ میرا شہرہ سُنتے ہیں اور میرے اور اُن کے درمیان ایک مہینہ
کا راستہ ہوتا ہے کہ وُہ خوف سے مجھ پر ایمان لاتے ہیں۔ اور غنیمت میرے واسطے حلال کی؛ اور زمین
کو میری سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنایا کہ میں جہاں کہیں ہوں اس پر تیمم کر سکتا ہوں اور نماز پڑھ
سکتا ہوں۔ اور ہر پیغمبر کی ایک سفارش اُن کی اُمت کے بارے میں قبول کی ہے اور جب مجھ سے اُمت کے
بارے میں کچھ مانگنے کو فرمایا تو میں نے اُمت کے مومنین کی شفاعت کے لیئے قیامت کے روز تک ملتوی
کیا تو میری خواہش خدا نے قبول کی اور مجھے عطا فرمایا۔ اور علوم جامع اور کلید ہائے سخن عطا فرمایا اور
جو کچھ مجھے دیا ہے کسی پیغمبر کو نہیں دیا۔ لہٰذا ہر اُس شخص کے حق میں جس نے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ
کیا ہو اور میری رسالت پر ایمان لایا ہو اور میرے وصی علی بن ابی طالب کی خلافت کا اعتقاد رکھتا ہو،
اور میرے اہلبیتؑ کا دوست ہو میری دُعا اور شفاعت کا سوال کامل ہے۔ اور دوسری حدیث میں

[1] يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔
(آیت ۱۳، سورۃ حجرات، پ ۲۶) الخ

فرمایا کہ میری رسالت کے ظہور کی ابتدا جناب ابراہیمؑ کی دُعا تھی کہ انہوں نے مجھے خدا سے طلب فرمایا، اور جناب عیسےٰؑ نے میری پیغمبری کی خوشخبری دی، اور میری والدہؑ نے میری ولادت کے وقت ایک نُور دیکھا جس میں قصر ہائے شام مشاہدہ کیے۔ دوسری حدیث میں فرمایا کہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے اہل عرب کو تمام دنیا کے لوگوں میں اختیار فرمایا اور قریش کو اہل عرب میں انتخاب فرمایا اور بنی ہاشم کو قریش میں سے چُنا اور فرزندانِ عبدالمطلبؑ کو بنی ہاشم سے اختیار فرمایا، اور مجھ کو اولادِ عبدالمطلب سے منتخب کیا۔

بسند ہائے معتبر ابن عباس رضؓ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خداوندِ عالم نے مجھ کو پانچ فضیلتیں اور علیؑ کو پانچ فضیلتیں کرامت فرمائیں۔ مجھ کو جوامع الکلم یعنی قرآن عطا کیا اور علیؑ کو جوامع العلم۔ مجھ کو پیغمبری دی اور علیؑ کو میرا وصی قرار دیا۔ مجھے کوثر بخشا اور علیؑ کو سلسبیل۔ مجھ کو وحی عطا کی اور ان کو الہام۔ مجھ کو آسمان پر لے گیا اور ان کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے کہ جو کچھ میں نے آسمانوں پر دیکھا علیؑ نے وُہ سب فرشِ زمین سے دیکھا۔

بسند معتبر حضرت موسےٰ بن جعفرؑ سے منقول ہے کہ حق تعالےٰ نے چار پیغمبروں کو شمشیر کے ساتھ بھیجا تاکہ جہاد کریں۔ ابراہیمؑ، موسےٰؑ، داؤدؑ اور محمدؐ صلوات اللہ وسلامہٗ علیہم اجمعین۔ دوسری حدیث میں پیغمبرؐ خدا سے منقول ہے کہ قیامت کے روز میں بہشت کے دروازہ پر آؤں گا اور خازنِ بہشت سے دروازہ کھولنے کو کہوں گا۔ وُہ پوچھے گا آپؐ کون ہیں میں کہوں گا میں محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں وُہ کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا تھا کہ آپؐ سے پہلے کسی کے واسطے دروازہ نہ کھولوں۔ بہت سی متواتر حدیثوں میں منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں سیدؐ اور بہترین اولادِ آدمؑ ہوں لیکن فخر نہیں کرتا اور سب سے پہلے قیامت کے روز میں محشور ہوں گا، اور سب سے پہلے جو شفاعت کرے گا میں ہونگا اور میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے اسلام میرے ہاتھ پر ظاہر کیا، اور قرآن مجھ پر نازل فرمایا، اور کعبہ میرے ہاتھ فتح کرایا، اور مجھ کو تمام خلق پر فضیلت دی، اور دُنیا میں مجھ کو اولادِ آدمؑ کا سردار بنایا، اور آخرت میں مجھ کو قیامت کی زینت قرار دیا، اور مجھ سے پہلے تمام پیغمبروں پر اور میری اُمت سے پہلے تمام اُمتوں پر بہشت میں داخل ہونا حرام کردیا ہے اور خلافتِ زمین میرے بعد قیامت تک میرے اہلبیتؑ میں قرار دی ہے۔ لہٰذا جو کچھ میں بیان کرتا ہوں اگر کوئی شخص اس سے انکار کرے تو اس نے خدا سے انکار کیا۔

بسند معتبر ابن عباس سے منقول ہے کہ چالیس یہودی مدینہ میں آئے اور کہا کہ چلو اس دروغگو کے پاس (معاذ اللہ) جو کہتا ہے کہ میں بہترین انبیاء ہوں تاکہ اس کا دروغ اس پر ظاہر کریں۔ جب آنحضرتؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا کہ میں اپنے اور تمہارے درمیان توریت کو حَکَم قرار دیتا ہوں وُہ بولے منظور ہے، اور کہا آدمؑ تم سے بہتر ہیں کیونکہ خدا نے ان کو اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور اپنی روح اُن میں پھونکی۔ حضرتؐ نے فرمایا آدمؑ میرے پدر ہیں لیکن خدا نے جو کچھ ان کو فضیلت بخشی ہے اس سے بہتر مجھے عطا کی ہے۔ یہودیوں نے پُوچھا وُہ کیا؟ فرمایا کہ منادی روزانہ پانچ مرتبہ ندا دیتا ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ آدمؑ رسول اللہ نہیں کہتا اور روزِ قیامت لوائے حمد میرے ہاتھ میں ہوگا آدمؑ کے ہاتھ میں نہ ہوگا۔ یہودیوں نے کہا یہ تو تم نے سچ کہا اے محمدؐ توریت میں یوں ہی لکھا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ پہلی فضیلت ہے۔ یہودیوں نے کہا موسےٰؑ آپؐ سے بہتر ہیں کیونکہ خدا نے چار ہزار کلمات کے ساتھ ان سے گفتگو کی لیکن تم سے ایک کلمہ کے ساتھ بھی ہمکلام نہ ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے اس سے بہتر عطا فرمایا ہے کہ مجھ کو جبرئیلؑ کے پروں پر بٹھا کر آسمانِ ہفتم تک پہنچایا پھر سدرۃ المنتہیٰ سے جس کے نزدیک جنت الماویٰ ہے میں گذرا اور ساقِ عرش تک پہنچا۔ وہاں مجھے آواز آئی کہ میں وُہ خدا ہوں کہ سوائے میرے کوئی خدا نہیں۔ اور میں تمام عیوب و نقصانات سے پاک ہوں اور خلائق کو عذاب سے امان دینے والا ہوں اور ان پر گواہ ہوں۔ غالب اور جبر و شدت کرنے والا اور شفیق و مہربان ہوں۔ اور خدا کو میں نے آنکھوں سے نہیں دل سے دیکھا ہے لہٰذا یہ افضل ہے اس سے جو موسےٰؑ کے لیے تھا۔ یہودیوں نے کہا اے محمدؐ تم نے سچ کہا۔ توریت میں اسیطرح مرقوم ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا یہ دو فضیلتیں ہوئیں پھر یہودیوں نے کہا کہ نوحؑ تم سے بہتر ہیں کیونکہ خدا نے ان کو کشتی پر سوار کیا اور اُس کشتی کو جودی پر قرار دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھ کو اس سے بہتر عطا فرمایا ہے۔ ایک نہر آسمان پر مجھے بخشی ہے جو عرش کے نیچے سے جاری ہے۔ اس نہر کے کنارے ہزار دو محل ہیں جن کی اینٹیں سونے اور چاندی کی ہیں، زعفران اُس کی گھاس ہے اس کے سنگریزے مروارید و یاقوت ہیں۔ اس کی زمین مشک سفید کی ہے۔ وُہ اس نہر کو کوثر کہتے ہیں جس کو خدا نے مجھ کو اور میری اُمت کو عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (سورۃ کوثر پ ۳۰) یہودیوں نے کہا اے محمدؐ آپؐ نے سچ فرمایا۔ توریت میں اسیطرح لکھا ہے اور یہ اُس سے بہتر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ تین فضیلتیں ہوئیں۔ پھر یہودیوں نے کہا اچھا ابراہیمؑ آپؐ سے بہتر ہیں اس لیے کہ خدا نے انکو اپنا خلیل قرار دیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر خدا نے ان کو اپنا خلیل بنایا ہے تو مجھ کو اپنا حبیب قرار دیا ہے اور میرا نام محمدؐ رکھا ہے۔ انہوں نے پوچھا آپؐ کا نام محمدؐ کیوں رکھا؟ فرمایا کہ میرے واسطے ایک نام اپنے ناموں میں سے مشتق کیا۔ وُہ محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں، اور میری اُمت کے لوگ حامد ہیں۔ یہودیوں نے کہا سچ فرمایا آپؐ نے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ چار فضیلتیں ہوئیں۔ پھر انہوں نے کہا جناب عیسےٰؑ آپؐ سے بہتر ہیں کیونکہ وُہ ایک روز بیت المقدس میں تھے اور شیطانوں نے ان کو آزار پہنچانا چاہا خدا نے جبرئیلؑ کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے پروں سے ان کو مارا اور آگ میں ڈال دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے مجھے اس سے بہتر کرامت فرمایا ہے۔ جب میں بدر سے مشرکوں سے جنگ کرکے واپس ہُوا تو بھُوکا تھا۔ ایک زنِ یہودیہ نے مدینہ میں میرا استقبال کیا اُس کے سر پر ایک بڑا پیالہ تھا جس میں گوسفند کا بہت بھُنا ہُوا گوشت تھا۔ ہاتھ میں شکر لیئے ہوئے تھی۔ بولی کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپؐ کو دشمنوں پر فتح عنایت کی۔ میں نے خدا سے منت مانی تھی کہ اگر آپؐ جنگِ بدر سے سلامت اور غنیمت کے ساتھ واپس آئیں گے تو اس گوسفند کو ذبح کرکے آپؐ کے لیئے بریاں کرکے لاؤں گی تاکہ آپؐ تناول فرمائیں۔

حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ سُنکر میں شہبا خچر سے اُترا اور اُس پیالہ کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اُس میں سے کھاؤں۔ ناگاہ وُہ بھُنا ہوُا گوسفند کا بچہ جو پیالہ میں تھا بقدرتِ خدا زندہ ہوکر اپنے چاروں پیروں پر کھڑا ہوگیا اور بولا کہ اے محمدؐ مجھے نہ کھائیے کیونکہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ یہودیوں نے کہا سچ فرمایا یہ اس سے بہتر ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ پانچ فضیلتیں ہوئیں۔ یہودیوں نے کہا ایک بات اور رہ گئی ہے اسکو پوچھ کر ہم چلے جائیں گے۔ اور وُہ یہ کہ سلیمانؑ آپؐ سے بہتر ہیں کیونکہ خدا نے انس و جن و شیاطین اور پرندوں اور درندوں کو ان کے لیئے مسخر فرمایا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے میرے لیئے براق کو مسخر فرمایا جو دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے۔ اور بہشت کے چوپایوں میں سے ہے جس کا چہرہ انسان کے مانند اور ٹاپ گھوڑوں کی سی، اور دُم گائے کی دُم کے مانند۔ دراز گوش سے بڑا اور خچر سے چھوٹا۔ اُس کا زین یاقوت کا، رکاب مروارید سفید کی ہے اور ستر ہزار لگام سونے کی۔ دُو پَر مروارید و یاقوت و زبرجد سے مرصع۔ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہے۔ یہودیوں نے کہا آپؐ نے سچ فرمایا۔ توریت میں یونہی درج ہے، اور یہ ملک سلیمانؑ سے بہتر ہے۔ اے محمدؐ ہم خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں، اور یہ کہ آپؐ اس کے پیغمبر ہیں۔ اُس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا کہ نوحؑ نے ساڑھے نو ہزار سال اپنی قوم کی ہدایت کی۔ لیکن خدا فرماتا ہے کہ اُنپر بہت تھوڑے سے لوگ ایمان لائے۔ اور اس قلیل مدت اور میری مختصر عُمر میں میرے تابع اس قدر لوگ ہیں کہ نوحؑ کے نہیں تھے۔ بیشک بہشت میں ایک لاکھ بیس ہزار صفیں ہوں گی۔ میری اُمت کے لیئے اسّی ہزار صفیں اور باقی تمام اُمتوں کے واسطے چالیس ہزار صفیں مقرر ہیں۔ خداوند عالم نے میری کتاب کو دوسری تمام کتابوں کے حق ہونے پر گواہ بنایا اور تمام کتابوں کی ناسخ قرار دیا۔ اور میں مبعوث ہوُا ہوں کہ اُن تمام چیزوں کو حلال قرار دوں جو دوسرے پیغمبروں پر حرام تھیں اور بعض چیزوں کو حرام قرار دوں جو اُن کے زمانہ میں حلال تھیں۔ منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ موسےٰؑ کی شریعت میں شنبہ کے روز مچھلی کا شکار حرام تھا یہانتک کہ خدا نے ایک جماعت کو اس کے خلاف کرنے پر بندروں کی صورت میں مسخ کر دیا۔ لیکن میری شریعت میں یہ شکار حلال ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ۔ (پ سورۃ مائدہ آیت ۹۹) اور میری اُمت کے لیئے گوشت کے اُوپر کا روغن اور چربی حلال ہے لیکن تم نہیں کھا سکتے۔ اور خدا نے میرے اوپر صلوات بھیجی ہے جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (آیت ۵۶، پ ۲۲، سورۃ احزاب) "یقیناً خدا اور اُس کے فرشتے پیغمبرؐ پر دُرود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اُن پر درود و سلام بھیجو جو حق ہے"۔ اور خدا نے قرآن میں مجھ کو رؤف و رحیم فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پ ۱۱، سورۃ توبہ آیت ۱۲۸) "بیشک تمہاری طرف تم ہی میں سے وُہ نبیؐ آیا ہے جس پر تمہاری تکلیف شاق ہے تمہارے ایمان لانے کا بہت حریص

ہے اور مومنین پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے"۔ خدا نے لوگوں کو حکم دیا کہ مجھ سے کوئی بات کان میں نہ کہیں جب تک کچھ صدقہ نہ دے لیں۔ اور یہ بات کسی اور پیغمبر کے لیئے مقرر نہیں فرمائی۔ پھر اس حکم کو واجب کرنے کے بعد اپنی رحمت سے برطرف کر دیا۔

حدیث معتبر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کو جناب نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسےٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہم کی شریعتیں عطا کی ہیں اور وُہ خدا کی وحدانیت، اور اس کی عبادت میں خلوص اور ترکِ شرک ہے اور دینِ حنیفۂ ابراہیمؑ کے طریقے سکھائے۔ اور حضورؐ کی شریعت میں رُہبانیت یعنی ازدواج و لذات اور دُنیا کی سیاحت کا ترک کر دینا نہیں قرار دیا ہے۔ اور پاکیزہ چیزیں اُن کے لیئے حلال کیں، اور اُن کی اُمت سے سخت تکلیفیں اور دُشواریاں اُٹھا لیں جو دوسری اُمتوں پر لازم قرار دی تھیں۔ اور اس طرح آنحضرتؐ کی فضیلت ظاہر کی اور آپؐ کی شریعت میں نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج اور نیکیوں کا حکم کرنا اور بُرائیوں سے روکنا واجب فرمایا اور حلال و حرام اور احکامِ میراث و حدود اور راہِ خدا میں جہاد کرنا اور وضو زیادہ کیا۔ اور سورۃ فاتحہ و آیاتِ آخر سُورۂ بقر اور سورۃ ہائے مفصّل یعنی سورۃ محمدؐ سے آخر قرآن تک عطا کر کے دُوسرے پیغمبروں پر فضیلت بخشی اور مالِ غنیمت اور مشرکین کے اموال آپؐ کے لیئے حلال کیئے اور ہیبت و رُعب دیا کہ آپؐ کی مدد کی اور زمین کو ان کے لیئے پاک کرنے والی اور مسجد قرار دیا۔ اور ان کو تمام مخلوقات جن و انس اور سیاہ و سفید پر مبعوث فرمایا۔ اور اہل کتاب سے جزیہ وصول کرنا اور مشرکین کو قید کرنا اور ان سے فدیہ لینا جائز قرار دیا۔ پھر اُن کو ان امور پر مامور کیا کہ کسی پیغمبر کو مامور نہ کیا تھا۔ ان کے واسطے شمشیر برہنہ بھیجی اور حکم دیا فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ (آیت پ ۵ سورۃ النساء) یعنی راہ خدا میں جنگ کرو تم اپنے سوا کسی اور کے لیئے مکلف نہیں ہو"۔ لہذا چاہیئے کہ حضورؐ جہاد کریں اگرچہ ایک متنفس بھی اُن کا ساتھ نہ دے اور مدد نہ کرے۔ دُوسری حدیث میں فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی حضرتؐ اس طرح دُشمن کے مقابلہ پر جاتے تھے کہ جو شجاع ترین مردم ہوتا وُہی آنحضرتؐ کے ساتھ جنگ میں ٹھہر سکتا تھا۔

دوسری حدیث معتبر میں موسےٰ بن جعفر علیہما السلام سے منقول ہے کہ حضرت امام حُسین علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد ایک روز اصحاب مسجد میں بیٹھے ہوئے آنحضرتؐ کے فضائل کا تذکرہ کر رہے تھے کہ شام کے یہودی عالموں میں سے ایک عالم آیا جو توریت و انجیل و زبور و صحفِ ابراہیمؑ اور پیغمبروں کی کتابیں پڑھے ہوئے تھا اور ان کے معجزات اور دلائل سے واقف تھا۔ اس نے ہم لوگوں کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد بولا اے اُمتِ محمدؐ تم لوگوں نے

کسی پیغمبر اور رسول کے لیے کوئی وجہ اور کوئی فضیلت [illegible] ہو جو اپنے رسولؐ کے لیے تم ثابت کی ہو اور کرتے رہتے ہو اگر میں تم لوگوں سے کچھ سوالات کروں تو کیا جواب دے سکتے ہو؟ جنابِ امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہاں اے یہودی جو چاہے دریافت کر لیعون اللہ تعالیٰ میں جواب دوں گا۔ آگاہ ہو کہ خدا نے کسی پیغمبر اور رسول کو کوئی درجہ اور مرتبہ [illegible] ہے مگر اس سے دوگنا دس گنا ہمارے پیغمبر کو بخشا ہے۔ خود آنحضرتؐ جب اپنی کسی فضیلت کا تذکرہ کرتے تو فرماتے تھے کہ میں فخر نہیں کرتا۔ لیکن آج میں آنحضرتؐ کے فضائل اس طرح بیان کروں گا کہ کسی اور پیغمبر کی کسرِ شان نہ ہو گی اور خدا نے جو کچھ حضرتؐ کو عطا فرمایا ہے اُس کے شکریہ میں مومنین کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اے یہودی آگاہ ہو کہ آنحضرتؐ کی فضیلتوں اور صفتوں میں ایک فضیلت یہ بھی تھی کہ خدا نے اُس کے لیے بخشش اور مغفرت واجب قرار دی تھی جو آنحضرتؐ کے سامنے اپنی آواز پست رکھتا تھا۔ چنانچہ خدا نے فرمایا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَہُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَہُمْ لِلتَّقْوٰی لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ (آیت ۳، پ ۲۶، سورۃ الحجرات) یعنی جو لوگ اپنی آواز پیغمبرؐ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکے دلوں کا امتحان خدا نے تقوٰی و پرہیز گاری سے لیا ہے انہیں کے واسطے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔" اور خدا نے پیغمبرؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (آیت ۸۰ پ ۵ سورۃ النسا) جس نے رسولؐ کی اطاعت کی تو اُس نے خدا کی اطاعت کی"۔ اور آنحضرتؐ کو مومنوں کے دل سے قریب اور اُن کا محبوب قرار دیا ہے۔ چنانچہ خود آنحضرتؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری محبت میری اُمت کے خون میں ملی ہوئی ہے اور وہ مجھ کو اپنے باپ ماں اور اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ اور آنحضرتؐ خود بھی لوگوں پر اُن کی جانوں سے زیادہ اُنپر شفیق و مہربان تھے جیسا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الخ جو بیان ہو چکا۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّہٰتُہُمْ (آیت ۶ سورۃ الاحزاب پ ۲۱) یعنی پیغمبرؐ مومنین پر خود ان کی جانوں، ان کی بیویوں اور ماؤں سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا واللہ آنحضرتؐ کی فضیلتیں دُنیا و آخرت میں اس حد تک پہنچی ہیں کہ جنکا بیان ممکن نہیں۔ لیکن میں تجھ کو بتاتا ہوں وہ باتیں جنکے برداشت کی تو طاقت رکھتا ہے اور جس سے تیری عقل انکار نہیں کر سکتی۔ بیشک آپؐ کے فضائل اس قدر ہیں کہ اہلِ جہنم ندامت و پشیمانی کے ساتھ فریاد کریں گے کہ کیوں دُنیا میں ہم نے آنحضرتؐ کی دعوتِ تبلیغ قبول نہیں کی۔ جیسا کہ اُن کے حال میں حق تعالےٰ بیان فرماتا ہے یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْہُہُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔ (آیت ۶۶، سورۃ الاحزاب، پ ۲۲) یعنی جس روز اُن کے رُخ جہنم کی طرف پھیر دیئے جائیں گے تو وہ کہیں گے کاش ہم نے خدا کی اور رسولؐ کی اطاعت کی ہوتی"۔ اور خدا نے قرآن مجید میں جہاں جہاں دوسرے پیغمبروں کے ساتھ کا ذکر کیا ہے آپؐ کو مقدم رکھا ہے باوجودیکہ سب کے بعد آپؐ مبعوث ہوئے ہیں۔ جیسا کہ خدا نے

ارشاد فرمایا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَہُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ۔ (پ ۲۱ آیت سورۃ الاحزاب)۔ خدا نے ان کو پیغمبروں پر اور ان کی اُمت کو تمام اُمتوں پر فضیلت عطا کی"۔ چنانچہ فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (آیت ۱۱۰، پارہ سورۃ آل عمران)۔ اے محمدؐ تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لیئے مقرر کیئے گئے ہو تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور بُرائیوں سے روکتے ہو"۔ پھر یہودی نے کہا خدا نے فرشتوں کو آدمؑ کے سجدہ کا حکم دیا۔ کیا محمدؐ کے لیئے بھی یہ فضیلت بخشی ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے آدمؑ کو مسجودِ ملائک اس لیئے کیا کہ محمدؐ اور اُن کے اوصیاء کا نور اُن کی پُشت میں سپرد کیا تھا۔ اور وہ سجدہ آدمؑ کی پرستش کے لیئے نہ تھا بلکہ حکمِ خدا کی اطاعت اور آدمؑ کے اکرام کے لیئے تھا مثل سلام کے جو کسی کو کیا جاتا ہے۔ اور اس اعتراف کے واسطے تھا کہ وہ فرشتوں سے افضل ہیں۔ اور یہ شرف آدمؑ کو عطا کیا تو اس سے بہتر محمدؐ کو عطا فرمایا کہ خود اُنپر صلوات بھیجتا ہے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اُنپر صلوات بھیجیں بلکہ تمام خلائق پر لازم قرار دیا کہ ان پر قیامت تک درود بھیجا کریں۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (آیت ۵۶ پ ۲۲ سورہ احزاب) اور اگر کوئی شخص آنحضرتؐ پر آپؐ کی زندگی میں یا بعد وفات درود بھیجتا ہے، تو خود خداوند عالم اُس پر دس بار درود بھیجتا ہے اور ہر صلوات کے عوض دس نیکیاں اس کو عطا فرماتا ہے۔ اور جو حضرتؐ پر آپؐ کی وفات کے بعد صلوات بھیجتا ہے تو آنحضرتؐ کو بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ کون اُنپر درود بھیجتا ہے اور آپؐ بھی اس کے جواب میں اس پر سلام کرتے ہیں۔ اور خدا نے ہر دُعا کرنے والے کی دُعا کا قبول کرنا آنحضرتؐ پر درود بھیجنے پر موقوف فرما دیا ہے۔ یہ فضیلت آدمؑ کی فضیلت سے بہت بلند اور عظیم ہے اور حق تعالےٰ نے آنحضرتؐ کے لیئے ہر سنگِ سخت اور درخت کو گویا کیا کہ آنحضرتؐ کو سلام کرتے تھے اور آپؐ کی عظمت و بلندی پر مبارکباد دیتے تھے۔ ہم آپؐ کے ساتھ جب چلتے تھے تو آپؐ جس درہ اور درخت کے پاس سے گزرتے تھے تو اس سے آواز آتی تھی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اور وہ سب آپؐ کی رسالت کا اقرار کرتے تھے۔ خدا نے حضرتؐ کے مراتب کی زیادتی کے لیئے باوجودیکہ دوسرے پیغمبروں سے پہلے آپؐ کی رسالت کا اقرار لیا تھا لیکن پیغمبروں سے بھی اقرار لیا کہ آپؐ کی اطاعت کریں گے اور آپؐ کی فضیلت پر راضی ہوں گے اور آپؐ کی رسالت کی تصدیق کریں گے جیسا کہ فرمایا ہے:۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَہُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰہِیْمَ۔ (پ ۲۱، آیت، سورۃ احزاب) اور پھر ارشاد فرمایا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ۔ (پ ۳، آیت ۸۱، سورۃ آل عمران) اُس وقت کو یاد کرو جبکہ خدا نے پیغمبروں سے پیمان لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں اور پھر تمہاری طرف ایک پیغمبرؐ آئے جو اُن امور کی تصدیق

کرتے ہیں تو ایک ثواب لکھ لیا جاتا ہے۔ گزشتہ اُمتوں میں سے جو شخص کوئی گناہ کرتا، اس کے دروازہ پر لکھ دیا جاتا تھا۔ اور ان کی توبہ میں اس طرح قبول کرتا کہ اُن پر اُن کا سب سے زیادہ پسندیدہ طعام حرام کر دیتا تھا اور ایک گناہ کے سبب وُہ سو سو دو دو سو سال تک توبہ کرتے تھے مگر ان کی توبہ میں قبول نہیں کرتا تھا جبتک اُن پر دُنیا میں عذاب نازل نہ کر لیتا۔ لیکن یہ امر تمہاری اُمّت سے محو کر دیا۔ اگر تمہاری اُمّت سے کوئی سَو سال تک گناہ کرے اور ایک چشم زدن کے لیئے اُن گناہوں پر پشیمان ہو جائے، تو اس کے تمام گناہوں کو بخش دوں گا اور اُن کی توبہ قبول کر لوں گا۔ اُمم سابقہ میں سے کسی کے جسم پر اگر کوئی نجاست لگ جاتی تھی تو ان کو حکم تھا کہ اُس حصّہ کو قینچی سے کاٹ دیں۔ لیکن تمہاری اُمّت کے لیئے پانی کو اور بعض اوقات خاک کو بھی نجاستوں سے پاک کرنے والی قرار دیا۔ یہ وُہ بار ہائے گراں تھے جنکو تمہاری اُمّت سے میں نے برطرف کر دیا۔ آنحضرتؐ نے عرض کی خداوندا جبکہ تُو نے مجھ کو اور میری اُمّت کو یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں تو اپنا فضل و کرم اور زیادہ کر یعنی خدا نے اُن کو الہام کیا تو آپؐ نے التجا کی کہ۔ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ اے معبُود اتنا بوجھ ہم پر مت ڈال جس کی برداشت کی طاقت ہم کو نہیں ہے۔ خدا نے فرمایا میں نے تمہاری اُمت کے لیئے ایسی آسانی کر دی اور میرا یہ حکم تمہاری تمام اُمّت کے لیئے ہے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا۔ ہماری خطاؤں سے درگزر کر اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر تُو ہی ہمارا والی و سرپرست ہے۔" خدا نے فرمایا یہ بھی تمہاری اُمّت کے توبہ کرنے والوں کے لیئے منظور کیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا۔ فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ (پ۳ آیت ۲۸۶، سورۃ بقرہ) کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔" حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا یہ بھی قبول کیا اے محمدؐ میں نے تمہارے اعزاز و اکرام کے لیئے تمہاری اُمّت کو کافروں کے درمیان سیاہ گائے کے جسم پر خال سفید کے مانند قرار دیا وُہ اپنے دشمنوں پر مسلط ہوں گے اور سخت و شدت کرنے والے۔ وُہ اُن سے خدمت لیں گے مگر کفار تمہاری اُمّت سے خدمت نہیں لے سکتے۔ اور مجھ پر لازم ہے کہ تمہارے دین کو ادیانِ عالم پر غالب کر دوں یہانتک کہ مشرق و مغرب کے ہر گوشہ میں تمہارا دین ہو گا۔ اور کفار و مشرکین تمہارے ماننے والوں کو جزیہ دیں گے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا جب آنحضرتؐ وہاں سے واپس آئے آپؐ نے دوبارہ جبریلؑ کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا جس کے نزدیک بہشت ہے جو نیکوں کی جگہ ہے اُس وقت جبکہ سدرہ کو فرشتے اور مومنین کی رُوحیں گھیرے ہوئے تھیں انوارِ خلاقِ عالمین سے آپؐ کی آنکھیں خیرہ نہ ہوئیں آپؐ نے ہر شئے کو جیسی کہ وُہ تھی مشاہدہ فرمایا بیشک حضرتؐ نے اپنے معبود کی بزرگ نشانیاں دیکھیں۔ لہذا یہ بہت بلند ہے اس سے جو طورِ سینا پر جناب موسٰےؑ نے دیکھا۔ اور آنحضرتؐ کے لیئے خدا نے پیغمبروں کو متمثل فرمایا جنہوں نے آپؐ کی اقتدا میں نماز پڑھی اور اُسی رات آپؐ کو بہشت و دوزخ بھی دکھایا۔ اور جس آسمان سے آپؐ گزرتے تھے وہاں کے فرشتے آپؐ کو سلام کرتے تھے۔ یہودی نے کہا خدا نے جناب موسٰےؑ کو اپنی دوستی و محبت عطا کی۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا ہاں صحیح ہے لیکن پروردگارِ عالم نے جناب سرورِ کائنات کو اپنی محبت بھی عطا کی اور

ان کو اپنا محبوب بھی بنایا۔ کیونکہ خدا نے جناب ابراہیم علیہ السّلام کو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت دکھائی اور آپؐ کی اُمّت کو بھی دکھایا۔ ابراہیم علیہ السّلام نے عرض کی پالنے والے میں نے کسی اُمّت کو اس اُمّت سے زیادہ نورانی اور زیادہ منور نہیں دیکھا۔ یہ کون لوگ ہیں؟ ندا آئی اے ابراہیمؑ یہ محمدؐ ہیں میرے حبیبؐ! اور اپنی مخلوقات میں ان کے سوا کسیکو میں نے اپنا حبیب نہیں بنایا ہے۔ اور ان کا ذکر جاری کیا قبل اس کے کہ آسمان و زمین کو پیدا کروں اور ان کو پیغمبر بنایا جبکہ تمہارے باپ آدمؑ آب و گل کے درمیان تھے اور ابھی ان میں رُوح میں نے نہیں ڈالی تھی۔ اور جس وقت کہ فرزندانِ آدمؑ کو میں اُن کی پُشت سے باہر لایا اور پھیلایا، تم کو بھی اُنہی کے ساتھ موجُود کیا تھا۔ اے یہودی خدا نے قرآن میں آنحضرتؐ کی جان کی قسم کھائی ہے جیسا کہ فرمایا ہے لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (پ۱۴ آیت ۷۲ سورۃ الحجر) یعنی تمہاری جان کی قسم جیسا کہ ایک دوست اپنے دوست سے اور ایک ہمدم اپنے ہمدم سے کہتا ہے کہ تمہاری جان کی قسم۔ اور یہی آنحضرتؐ کی رفعت و عظمت کے لیئے کافی ہے۔ یہودی نے کہا اچھا مجھے آگاہ کیجیئے کہ خدا نے آنحضرتؐ کی اُمّت کو اور دوسری اُمتوں پر کن کن باتوں میں فضیلت عطا کی ہے؟ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ خداوندِ عالم نے اس اُمّت کو دُوسری اُمتوں پر بہت زیادہ فوقیت بخشی ہے ان میں سے چند باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ خدا نے فرمایا ہے کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰)۔ تم سب سے بہتر قوم ہو جو لوگوں کی بھلائی کیلئے لائے گئے ہو۔ دُوسرے یہ کہ قیامت کے روز خداوندکریم تمام خلق کو ایک حال پر اکٹھا کرے گا اور پیغمبروں سے سوال کرے گا کیا تم نے میری رسالت پہنچا دی تھی؟ وُہ عرض کریں گے ہاں اے معبُود۔ پھر خدا ان کی اُمتوں سے پُوچھے گا تو وُہ کہیں گے ہمارے پاس تو کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا اس وقت خدا پیغمبروں سے پُوچھے گا کہ آج تمہارا گواہ کون ہے حالانکہ خود بہتر جانتا ہے۔ وُہ لوگ کہیں گے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی اُمّت کے بہترین لوگ ہمارے گواہ ہیں۔ پھر اُن کی شہادت آنحضرتؐ کی اُمّت دے گی کہ پالنے والے ان لوگوں نے رسالت کی تبلیغ کی تھی اور جناب رسالتمآبؐ ان کی تصدیق کریں گے۔ یہ ہے اس ارشادِ ربّ العزّت کے معنی جو فرمایا ہے کہ تم کو میں نے اُمّتِ وسط قرار دیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسُولؐ تمہارے گواہ ہوں۔ تیسرے یہ کہ روزِ قیامت تمام اُمتوں سے پہلے اس اُمّت کا حساب کیا جائے گا اور وُہ سب سے پہلے داخلِ بہشت ہوگی۔ چوتھے یہ کہ خدا نے اس اُمّت پر شب و روز میں پانچ وقتوں کی نماز واجب کی ہے دُو نمازیں رات کو اور تین نمازیں دن میں۔ اور ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر قرار دیا ہے اور ان کے گناہوں کا کفّارہ قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے: اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ یعنی پنجگانہ نمازیں گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں اگر کبیرہ گناہوں سے پرہیز کریں۔ پانچویں یہ کہ اگر ایک نیکی کا ارادہ کریں تو ان کے لیئے وُہ نیکی لکھ لی جاتی ہے اگرچہ وُہ اس کو عمل میں نہ لائیں۔ اور اگر عمل میں لائیں تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں بلکہ سات ہزار تک اور اس سے زیادہ بھی۔ چھٹے یہ کہ اس اُمّت کے ستّر ہزار

کرنے والا ہوگا جو تم کو دیئے ہیں۔ تو ضرور بالضرور اسی پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ پھر خدا نے کہا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور میرے عہد کو منظور کیا؟ تو ان لوگوں نے کہا ہاں ہم نے اقرار کیا۔ تو خدا نے فرمایا ایک دوسرے کے گواہ رہنا اور میں تم سب پر گواہ ہوں۔" اور خدا نے فرمایا ہے کہ پیغمبرؐ مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ اور فرمایا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پ۳۰، آیت۴ سورۃ انشراح) اور ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کیا۔" اور اذان و اقامت، نماز عیدین اور اوقات حج اور ہر خطبہ میں یہانتک کہ خطبۂ نکاح میں بھی جہاں کلمۂ اخلاص و شہادت میں لا الہ الا اللہ کہا جاتا ہے تو ساتھ ہی محمدؐ رسول اللہ کی شہادت بھی دی جاتی ہے۔ غرض یہودی نے پیغمبروں کی بہت سی فضیلتیں بیان کیں اور جناب امیرؑ نے اُن فضائل سے بہتر فضیلتیں جناب رسالتمآبؐ کے لیئے ثابت کیں۔ آخر یہودی نے کہا کہ خدا نے جناب موسیٰؑ سے طور پر ایک سو ستره ہزار کلموں کے ساتھ کلام کیا اور ہر ایک کے ساتھ اِنِّي أَنَا اللہُ فرماتا رہا۔ کیا محمدؐ کے لیئے بھی یہ شرف حاصل ہوا؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خدا نے آنحضرتؐ کو ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی اور ساتوں آسمان کے اوپر دو مقام پر آپؐ سے ہمکلام ہوا ایک سدرۃ المنتہیٰ جو مقام محمود ہے پھر وہاں سے اور اُوپر لے گیا اور ساق عرش تک پہنچایا اور آپؐ کے لیئے سبز رفرف بھیجا جس کو نور عظیم گھیرے ہوئے تھا۔ اس سے حجاب قدرت اس قدر نزدیک تھا کہ دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ تھا خدا نے آپؐ سے وہاں کلام فرمایا جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے کہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اُسے ظاہر کرو یا چھپاتے رہو (خدا سب کچھ جانتا ہے اور) تمہارے اعمال کا حساب کرتا رہتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے عذاب کرتا ہے۔ خدا نے اس آیت کو آدمؑ سے آنحضرتؐ کی اُمت تک ہر ایک پر پیش کیا۔ لیکن اس کی گرانی کے سبب سوائے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے کسی نے قبول نہ کیا۔ جب خدا نے دیکھا کہ آنحضرتؐ اور آپؐ کی اُمت نے قبول کر لیا، تو اس کی گرانی میں تخفیف فرما دی اور فرمایا کہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ۔ یعنی رسولؐ اس پر ایمان لائے جو ان کی طرف ان کے پروردگار کی جانب سے نازل کیا گیا۔ غرضکہ خدا نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضل کیا اور اُمت رسولؐ کے لیئے اس کی گرانی زیادہ سمجھی لہذا حضرتؐ کی اور آپؐ کی اُمت کی جانب سے خود ہی جواب میں فرمایا وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔ (پ۳ آیت۲۸۵ سورۃ بقرہ)۔ تمام مومنین خدا اور ملائکہ اور خدا کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور کہتے ہیں کہ اس کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے۔" پھر خدا نے فرمایا، اگر وہ اسیطرح ایمان لائے تو ان کے لیئے مغفرت اور بہشت ہے۔ تو حضرتؐ نے فرمایا خداوندا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ (پ۳۔ آیت۲۸۵۔ سورۃ بقرہ) ہم نے سُنا اور اطاعت کی اور ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہے۔" تو خدا نے فرمایا ہم نے تمہاری یہ دُعا تمہاری اُمت سے توبہ کرنے والوں کے حق میں قبول کی اور اُن کے گناہوں کی بخشش واجب قرار دے دی۔ اور خدا نے فرمایا اے رسولؐ تم نے اور تمہاری اُمت نے چونکہ وہ چیز قبول کر لی جو تمام

پیغمبروں اور ان کی اُمتوں پر پیش کی گئی تھی اور انہوں نے قبول نہیں کیا تھا لہذا مجھ پر لازم ہے کہ اس کی گرانی تمہاری اُمت سے دُور کر دوں۔ اور فرمایا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (پ۳ آیت۲۸۶ سورۃ بقرہ) یعنی خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو کچھ جس نے نیک عمل کیا ہے اس کا فائدہ اُسی کے لیئے ہے۔ اور جو بُرائیاں کیں اُس کا وبال بھی اُسی پر ہے۔" پھر خدا نے حضرتؐ پر الہام فرمایا تو آپؐ نے عرض کی رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا پالنے والے ہماری بھول چوک اور خطاؤں کے بارے میں مؤاخذہ مت کرنا۔ خدا نے فرمایا تمہارے اعزاز کے لیئے ہم نے یہ بھی منظور کیا۔ اے محمدؐ اُمتہائے گزشتہ میں سے اگر کوئی اس امر کو بھول جاتا تھا جو اس کو بتلایا گیا تو ہم اُس پر عذاب کے دروازے کھول دیتے تھے۔ لیکن تمہاری اُمت سے یہ تکلیف رفع کر دی۔ اُس وقت حضرتؐ نے عرض کی رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا (پ۳، آیت۲۸۶، سورۃ بقرہ) پالنے والے ہم پر وہ بار نہ ڈال جو ہم سے پہلے کے لوگوں پر تُو نے ڈالا تھا۔ تو خدا نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری اُمت سے تکالیف شاقہ اُٹھا لیا جو گزشتہ اُمتوں پر لازم قرار دیا تھا۔ اُن کے لیئے ہم نے مقرر کیا تھا کہ ان کی کوئی عبادت سوائے اُن قطعات زمین پر جنکو عبادت کے لیئے ہم نے مقرر کر دیا اور کسی مقام پر قبول نہ کروں گا خواہ وہ اُن کی قیامگاہ سے کتنی ہی دُور ہو۔ لیکن تمہارے لیئے اور تمہاری اُمت کے واسطے تمام زمین کو پاک کرنے والی اور قابل عبادت بنایا اور یہ سخت تکلیف تھی جو تمہاری اُمت سے میں نے برطرف کر دی۔ گزشتہ اُمتوں کے لیئے مقرر تھا کہ وہ اپنی قربانیاں اپنی گردنوں پر لاد کر بیت المقدس تک لے جائیں۔ پھر جس کی قربانی میں قبول کرتا تھا ایک آگ نازل کرتا تھا جو اس کو جلا دیتی تھی۔ اگر قبول نہیں کرتا تھا تو وہ محروم و ناامید واپس جاتا تھا (اور دُنیا والوں کی نگاہوں میں ذلیل ہو جاتا تھا)۔ لیکن تمہاری اُمت کی قربانی (کا گوشت) فقرا و مساکین کے لیئے مباح کیا۔ پھر جس کی قربانی قبول کرتا ہوں اُس کا ثواب زیادہ سے زیادہ بڑھا دیتا ہوں اور جس کی قربانی قبول نہیں کرتا پھر بھی عقوبت دُنیا اس سے برطرف رکھتا ہوں۔ غرضکہ یہ بھی ایک تکلیف دُشوار تھی جو تمہاری اُمت سے رفع کر دی۔ گزشتہ اُمتوں پر رات میں بھی اور دن میں بھی بہت سی نمازیں واجب قرار دی تھیں۔ اور یہ اُن کے لیئے دُشوار تھی۔ لیکن تمہاری اُمت سے یہ تکلیف بھی دُور کر دی۔ اور شب و روز کی ابتدا میں نمازیں واجب کیں جو آرام اور کاموں سے فراغت سے وقت ہے گزشتہ اُمتوں پر پچاس نمازیں پچاس وقتوں میں واجب کی تھیں۔ لیکن تمہاری اُمت سے یہ بھی رفع کر دیا۔ اگلی اُمتوں کے لیئے ایک نیکی کا ثواب ایک ہی اور گناہ بھی ایک ہی لکھا جاتا تھا۔ تمہاری اُمت کے ایک عمل نیک کا ثواب دس گنا اور ایک بدی کا ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے۔ اگلی اُمتیں کسی نیک کام کا ارادہ کرتیں تو ان کے لیئے کوئی ثواب نہیں لکھا جاتا تھا جب تک وہ بجا نہ لاتیں۔ لیکن بدی کی نیت اگر وہ کرتیں تو وہ لکھ لی جاتی تھی اگرچہ وہ بُرائی عمل میں نہ لائی جاتی۔ یہ امر بھی تمہاری اُمت سے دُور کر دیا۔ اگر وہ کسی گناہ کا ارادہ کرتے ہیں تو جب تک عمل میں نہیں لاتے ان کے لیئے نہیں لکھا جاتا۔ اور اگر کسی نیکی کا ارادہ

لوگوں کو بے حساب داخلِ بہشت کرے گا جنکے چہرے چودھویں رات کے چاند کے مانند ہوں گے۔ کچھ لوگوں کے چہرے ستاروں کے مانند روشن ہوں گے اسیطرح حسبِ مراتب۔ اور اُن میں باہمی دشمنی نہ ہوگی۔ ساتویں یہ کہ اگر ان میں سے ایک دُوسرے کو قتل کردے تو مقتول کے وارث اگر چاہیں تو معاف کردیں، اگر چاہیں خونبہا لے لیں اور اگر چاہیں تو اس کے عوض قتل کردیں۔ لیکن اے یہودی تیرے دین میں توریت میں لازم قرار دیا گیا ہے کہ قتل ہی کردیں نہ خونبہا لیں، نہ معاف کریں۔ جیسا کہ خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے کہ اس امر میں بھی تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہارے واسطے تخفیف اور رحمت ہے۔ آٹھویں یہ کہ سورۂ فاتحہ کو خدا نے نصف اپنے واسطے اور نصف بندہ کے واسطے قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ مَیں نے اس سورۃ کو اپنے اور بندہ کے درمیان تقسیم کردیا ہے۔ جب بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تو اس نے میری حمد کی جب وُہ کہتا ہے رَبِّ الْعَالَمِیْنَ تو اُس نے میری معرفت حاصل کرلی کہ میں تمام جہانوں کا پالنے والا ہوں۔ جب وُہ کہتا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اُس نے میری تعریف کی کہ مَیں رحم و کرم والا اور مہربان ہوں۔ جب وُہ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہتا ہے تو اُس نے میری ثنا کی۔ جب اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے میرے بندہ نے میری عبادت کے بارے میں سچ کہا؛ اور وُہ مجھ ہی سے طلب اعانت کرتا ہے۔ اس کے بعد باقی تمام سورۃ بندہ سے متعلق ہے۔ نویں یہ کہ خدا نے جبرئیلؑ کو پیغمبرؐ کے پاس بھیجا کہ وُہ اپنی اُمت کو زینت، روشنی، رفعت، کرامت اور نصرت کی خوشخبری دے دیں۔ دسویں یہ کہ خدا نے ان کے صدقہ کو انہی لوگوں کے لیئے مباح فرما دیا کہ کھائیں اور اپنے فقراء کو کھلائیں۔ اگلی اُمتوں کے صدقات کے متعلق یہ تھا کہ وُہ اپنے مقام سے بہت دُور لے جاکر رکھ دیں تاکہ آگ اُن کو جلادے۔ گیارھویں یہ کہ خداوندِ عالم نے ان کے لیئے شفاعت قرار دی حالانکہ گزشتہ اُمتوں کے لیئے نہیں قرار دی تھی۔ حق سُبحانہٗ و تعالےٰ پیغمبرؐ کی شفاعت سے اُن کے بڑے بڑے گناہوں کو بخش دے گا۔ بارھویں یہ کہ قیامت کے روز ندا دی جائے گی کہ حمد کرنے والے آگے بڑھیں تو اُمتِ محمدؐ تمام اُمتوں سے پہلے آگے آئے گی۔ اور سابق کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرتؐ کی اُمت حمد کرنے والی ہے۔ وُہ لوگ خدا کی حمد ہر منزل اور ہر مقام پر کرتے ہیں اور تکبیر کہتے ہیں یعنی اس کی کبریائی کا ہر بلندی پر اظہار کرتے ہیں۔ اُن کا مؤذن اذان میں ہر رات ندا کرتا ہے اور اس کی آواز شہد کی مکھی کی آواز کے مانند آسمان میں گونجتی ہے۔ تیرھویں یہ کہ خدا ان کو بھوک سے نہیں مارتا اور گمراہی پر جمع نہیں کرتا۔ اور اُن پر دُشمن کو جو اغیار میں سے ہوں یعنی کفار و مشرکین کو مسلط نہیں کرتا اور سب کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا۔ اور طاعُون میں مرنے والوں کو شہادت کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ چودھویں یہ کہ محمد و آلِ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنے والے کے لیئے دس نیکیاں لکھتا ہے اور ان کے دس گناہ مٹاتا ہے، اور اس پر اتنی ہی رحمت نازل کرتا ہے جس قدر وُہ آنحضرتؐ پر صلوات بھیجتا ہے۔ پندرھویں یہ کہ حق سُبحانہٗ و تعالےٰ نے ان کو تین قسم پر قرار دیا ہے ایک اُن میں سے اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے دُوسرے میانہ رو، تیسرے نیکیوں میں سبقت کرنے والے۔ جو لوگ سبقت کرنے والے ہیں

ان کو بے حساب داخلِ بہشت کرے گا۔ میانہ رو لوگوں کا آسان حساب لے گا۔ اور اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والوں کو اگر چاہے گا بخش دے گا۔ سولھویں یہ کہ خدا نے ان کی توبہ گناہوں سے پشیمانی اور طلبِ مغفرت اور گناہوں کے ترک کردینے کو قرار دیا ہے۔ لیکن بنی اسرائیل کے لیئے توبہ کی یہ شرط تھی کہ ایک دُوسرے کو قتل کریں (یعنی گنہگار کو)۔ سترھویں یہ کہ خدا نے پیغمبرؐ کو وحی فرمائی کہ تمہاری اُمت مقامِ رحمت میں ہے ان کے لیئے دُنیا میں عذاب زلزلہ اور پریشانی نہیں ہے۔ اٹھارھویں یہ کہ خداوند عالم اس اُمت کے بیماروں اور بُوڑھوں کے لیئے ویسی ہی نیکیاں لکھتا ہے جیسی وُہ عالمِ جوانی اور حالتِ صحت میں کرچکے ہوں گے اور فرشتوں کو وحی فرماتا ہے کہ میرے بندہ کے واسطے ان نیکیوں کے مانند نیکیاں لکھو جیسی اُس نے پہلے کی ہیں۔ اُنیسویں یہ کہ خدا نے کلمہ تقوٰے کو جو توحید ہے ولایت کے ساتھ اُمتِ محمدیہؐ کے لیئے لازم فرمایا ہے اور اُن کے لیئے شفاعت کو آخرت میں ظاہر کرنا قرار دیا ہے۔ بیسویں یہ کہ آنحضرتؐ نے معراج میں چند فرشتوں کو دیکھا کہ جس روز سے وُہ خلق ہوئے ہیں ہمیشہ قیام میں ہیں بعض سجدہ میں ہیں۔ تو جبرئیلؑ سے فرمایا کہ عبادت یہ ہے جو یہ کررہے ہیں۔ جبرئیلؑ نے عرض کی یا حضرتؐ اپنے معبود سے سوال کیجیئے تاکہ وُہ آپؐ کی اُمت کو قنوت و رکوع و سجود نماز میں عطا فرمائے۔ حضرتؐ نے سوال کیا اور خدا نے ان کو عطا فرمایا۔ لہذا اُمتِ محمدیہؐ اقتدا کرتی ہے اُن فرشتوں کی جو آسمان میں ہیں۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ تمہاری نماز و رکوع و سجود پر یہودی حسد کرتے ہیں۔

حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے ایک لاکھ چالیس ہزار پیغمبر بھیجے اور انہی کے برابر اُن کے وصی قرار دیئے جو سب کے سب سچے، دُنیا میں زاہد اور امانت کے ادا کرنے والے تھے۔ لیکن کسی نبی کو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر اور کسی وصی کو ان کے وصی علیؑ بن ابی طالبؑ سے برتر نہیں قرار دیا۔ دُوسری روایت معتبر میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے پیغمبرؐ سے پوچھا، کہ کس سبب سے آپؐ کو تمام پیغمبروں پر سبقت حاصل ہوئی اور آپؐ سب سے بہتر قرار پائے حالانکہ آپؐ سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ فرمایا اس سبب سے کہ مَیں سب سے پہلے اپنے پروردگار پر ایمان لایا۔ اور جس وقت کہ خدا نے پیغمبروں سے عہد و پیمان لیا اور ان کو اپنا گواہ بنایا اور فرمایا کیا مَیں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے جس نے اقرار کیا وُہ مَیں تھا۔

دُوسری حدیث موثق میں فرمایا کہ پیغمبرانِ اُولوالعزم پانچ ہیں جن کی شریعتیں سابقہ شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہیں؛ نوحؑ و ابراہیمؑ و موسےٰؑ و عیسےٰؑ علیہم السّلام اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کی شریعت تمام شریعتوں کی ناسخ ہے، اور اس شریعت کا حلال قیامت تک حلال اور حرام قیامت تک کے لیئے حرام ہے۔

حدیث معتبر میں امام رضاؑ سے مروی ہے کہ رسُولِ خدا نے فرمایا کہ جناب مُوسٰیؑ نے خدا سے عرض کی پالنے والے مجھے تو اُمتِ محمدؐ میں شامل کرلے خدا نے وحی فرمائی کہ تم ان میں شامل نہیں ہوسکتے۔

حدیث معتبر میں مروی ہے کہ حضرت رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علیؑ خداوندِ عالم نے

م عالم سے مردوں میں مجھے اختیار کیا۔ میرے بعد تم کو پھر تمہاری اولاد میں سے اماموں کو اور تمام
رتوں میں سے فاطمہؑ کو اختیار فرمایا۔ بہت سی حدیثوں میں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام
ے منقول ہے کہ تمام خلق پر امیرالمومنینؑ اور آپؑ کے بعد اماموں کو اسیطرح فضیلت حاصل ہے،
ں طرح جناب رسولؐ خدا کو فضیلت ہے۔ اور وُہ بارگاہِ خدا کے دروازہ ہیں۔ کوئی خدا تک نہیں
نچ سکتا مگر آپؑ کے ذریعہ سے۔ جو شخص خدا کے راستہ میں آپؑ کی متابعت کرتا ہے وہی قرب و
ضائے خدا حاصل کر سکتا ہے۔

بہت سی حدیثوں میں ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے کہ ہم معصومینؑ سب کے سب اطاعت کے
اجب ہونے اور علم و فہم اور حلال و حرام کے سمجھنے میں یکساں ہیں لیکن جناب رسولؐ خدا اور امیرالمومنینؑ
و ہم لوگوں پر فضیلت ہے۔ حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب سرورِ عالم نے فرمایا
لہ جب مجھ کو آسمان پر لے گئے خداوند عزیز و جبار نے مجھ پر وحی کی کہ اے محمدؐ میں نے تمام روئے زمین
سے تم کو انتخاب کیا اور برگزیدہ کیا اور اپنے ناموں میں سے ایک نام تمہارے لیئے اشتقاق کیا۔ جس
لہ میرا ذکر کیا جائے گا تمہارا بھی ذکر کیا جائے گا۔ میں محمود ہوں اور تم محمدؐ ہو۔ پھر تمام اہل زمین سے
لیؑ کو اختیار کیا۔ اور ان کے واسطے بھی اپنے ناموں میں سے ایک نام مشتق کیا۔ میں علی الاعلےٰ ہوں
ور وُہ علی ہیں۔ اے محمدؐ میں نے تم کو اور علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اپنے نور سے چند انوار خلق
کیئے اور تمہاری ولایت آسمانوں اور زمینوں پر اور جو کچھ ان میں ہے سب پر پیش کی تو ان میں سے
جس جس نے قبول کی وُہ میرے نزدیک کامیاب ہے اور جس نے انکار کیا وُہ کافر ہے۔ اے محمدؐ اگر میرا
کوئی بندہ میری اتنی عبادت کرے کہ ریزہ ریزہ مثل بوسیدہ مشک کے ہو جائے اور میرے پاس
آئے درآنحالیکہ وُہ تمہاری ولایت کا منکر ہو تو میں ہرگز اُس کو نہ بخشوں گا۔ دُوسری معتبر حدیث میں
فرمایا کسی بندہ کا ایمان اُس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک وُہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ حجت خلق ہونے
میں اور اطاعت، حلال و حرام وغیرہ کے جاننے میں اوّل سے آخر امام تک ہر ایک کے لیئے یکساں شرف و
فضیلت ہے لیکن محمد و علی صلوٰت اللہ و سلامہٗ علیہما کے لیئے ان کی خاص فضیلت ہے۔ حدیث معتبر میں
جناب موسیٰ کاظمؑ سے منقول ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا میں ہوں بہترین خلق خدا۔ میں ہوں
جبریلؑ و اسرافیلؑ و حاملانِ عرش اور تمام ملائکہ مقربین اور انبیا و مرسلین سے بہتر۔ میں ہوں
صاحب شفاعت و حوض۔ میں اور علیؑ اس اُمت کے دو باپ ہیں۔ جس نے ہم کو پہچانا اُس نے خدا کو
پہچانا۔ جس نے ہم سے انکار کیا اُس نے خدا سے انکار کیا۔ علیؑ سے اس اُمت کے دو سبط پیدا ہونگے
جو جوانانِ اہل جنّت کے سردار ہوں گے یعنی حسن اور حسین علیہم السلام۔ اور فرزندانِ حسینؑ سے
نو امام ہوں گے جن کی اطاعت میری اطاعت اور جن کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔ ان کا نواں
قائمؑ اور مہدیؑ ہوگا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے جب عرش کو خلق کیا عرش کے گرد دو فرشتے

پیدا کیئے اور اُن سے فرمایا کہ شہادت دو کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں تو اُنہوں نے شہادت دی۔ پھر
فرمایا کہ گواہی دو کہ محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم خدا کے رسُول ہیں انہوں نے یہ گواہی بھی دی۔ پھر فرمایا
کہ شہادت دو کہ علیؑ امیرالمومنین ہیں اُنہوں نے یہ شہادت بھی دی۔ دوسری حدیث میں ابوذرؓ
غفاری سے منقول ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ میں نے رسُولؐ خدا سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ اسرافیلؑ نے
فخر کیا کہ میں جبریلؑ سے بہتر ہوں کیونکہ میں اُن آٹھ فرشتوں کا سردار ہوں جو حاملانِ عرش ہیں، اور
میں ہی صُور پھونکوں گا اور میں محلِ صدورِ وحیٔ معبود سے نزدیک ترین ملائکہ ہوں۔ جبریلؑ نے کہا میں
تم سے بہتر ہوں کیونکہ میں خدا کا امین ہوں اس کی وحی پر اور میں انبیا و مرسلین کی طرف اُس کا رسول ہوں
اور میں خسف[1] و قذف والا ہوں۔ خدا نے کسی اُمت پر عذاب نہیں کیا مگر میرے ذریعہ سے۔ غرض دونوں
فرشتوں نے اپنا معاملہ بارگاہِ احدیت میں پیش کیا۔ خدا نے اُنپر وحی فرمائی کہ خاموش رہو۔ میں اپنے
عزّت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے ایک مخلوق کو تم سے بہتر خلق کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی کیا
ہم سے بھی پہلے کوئی سب سے بہتر مخلوق تو نے پیدا کیا ہے حالانکہ تُو نے ہم کو اپنے نور سے خلق کیا ہے
فرمایا ہاں۔ اور حکم دیا تو ان کے سامنے سے حجابات اُٹھ گئے۔ اور دیکھا کہ داہنی جانب ساق عرش پر
"لا الٰہ الا اللہ اور محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ بہترین خلق ہیں" لکھا ہوا ہے۔ جبریلؑ نے عرض کی کہ
پالنے والے میں تجھ سے اُنہی کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے اُن کا خادم بنا دے۔ پیغمبرؐ
نے فرمایا اے ابوذرؓ جبریلؑ ہم اہلبیتؑ میں سے ہیں اور ہمارے خادم ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی آنحضرتؐ کے پاس آکر کھڑا ہوا
اور نہایت تیز نگاہوں سے گھُورنے لگا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے یہودی تیری کیا حاجت ہے؟ اُس نے کہا
تم بہتر ہو کہ موسےٰ بن عمران پیغمبر جن سے خدا نے باتیں کیں اور توریت اور عصا ان کو عطا فرمایا اور ان کیلئے
دریا کو شگافتہ کیا اور ابر نے اُن کے سر پر سایا کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا مکروہ ہے کہ بندہ آپ اپنی مدح کرے
لیکن مجھ پر لازم ہے کہ تجھ کو آگاہ کر دوں۔ کہ جب آدمؑ سے ترک اَولےٰ ہوا تو ان کی توبہ کے یہ الفاظ تھے
خداوندا میں تجھ سے بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ میری غلطی معاف فرما۔ تو خدا نے ان کو بخشدیا۔
نوحؑ جب کشتی میں سوار ہوئے اور اُن کو ڈوبنے کا خوف ہوا تو کہا پالنے والے میں تجھ سے بحق محمدؐ
و آلِ محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو ڈوبنے سے محفوظ رکھ۔ تو خدا نے ان کو نجات دی۔ اور ابراہیم علیہ السّلام
کو جب آگ میں ڈالا اُنہوں نے ہمارے حق سے سوال کیا تو خدا نے اُنپر آگ کو سرد و سلامت قرار دیا
اور جب موسےٰؑ نے عصا زمین پر ڈالا اور وُہ اژدہا بن گیا تو کہا پالنے والے بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ مجھے بےخوف
کر دے تو خدا نے اُنپر وحی فرمائی کہ ڈرو مت تم ہی غالب ہو۔ اے یہودی اگر موسیٰؑ اس زمانہ میں

[1] خسف زمین کے اندر داخل ہونا اور قذف پھینکنے وغیرہ اور نقاش۔ مطلب غالباً یہ ہے کہ میں زمین کو
بدکاروں پر اُلٹ دینے والا ہوں جیسا کہ بعد کے جملہ سے ظاہر ہے۔ ۱۲ (مترجم)

ہوتے اور مجھ پر اور میری پیغمبری پر ایمان نہ لاتے، تو اُن کا ایمان اور ان کی پیغمبری اُن کو کچھ فائدہ نہ دیتی۔ اے یہودی میری ذُرّیت سے مہدیؑ ہوگا کہ جب وُہ ظاہر ہوگا تو عیسٰےؑ ابنِ مریم آسمان سے اُس کی مدد کے لیئے آئیں گے اور اُن کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ دوسری حدیث میں اُنہی حضرتؐ سے منقول ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے درختِ ممنوعہ سے کھایا تو سر آسمان کی جانب بلند کرکے عرض کی پالنے والے میں تجھ سے بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر رحم فرما۔ خداوند عالم نے اُن پر وحی کی کہ محمدؐ کون ہیں۔ عرض کی پالنے والے جب تُونے خلق فرمایا تو مَیں نے عرش کی جانب دیکھا جس پر لکھا تھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ تو مَیں نے سمجھا کہ کسی اور کی ایسی قدر و منزلت تیرے نزدیک نہیں ہے کہ اپنے نام کے ساتھ تُونے اُن کے نام کو جمع کر دیا ہے۔ تو خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اے آدمؑ وُہ تمہاری ذرّیت سے ہیں اور سب سے آخری پیغمبرؐ ہیں۔ اگر وُہ نہ ہوتے تو مَیں تم کو خلق نہ کرتا۔ دُوسری حدیث معتبر میں امیرالمؤمنینؑ سے منقول ہے کہ جو کلمات آدمؑ نے خدا سے سیکھے اور وُہ ان کی توبہ کی قبولیت کا باعث ہوئے یہ تھے کہ خداوندا مَیں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ بحق محمدؐ تُو میری توبہ قبول فرما۔ خدا نے فرمایا تمکو کیا معلوم کہ محمدؐ کون ہیں؟ عرض کی مَیں نے دیکھا کہ اُن کا نام تیرے سراپردۂ عرش پر لکھا ہے جبکہ میں بہشت میں تھا۔ اور بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ خدا کی اور اُس کے رسولؐ کی تعظیم کرو اور کسیکو آنحضرتؐ پر فضیلت نہ دو کیونکہ خدا نے اُن کو ہر ایک پر فضیلت بخشی ہے۔ بسندِ معتبر منقول ہے کہ اُنہی حضرتؑ سے لوگوں نے پُوچھا کیا محمدؐ بہترین اولادِ آدمؑ تھے؟ امامؑ نے فرمایا واللہ بہترین مخلوقاتِ الٰہی تھے۔ خدا نے کسیکو اُن سے بہتر خلق نہیں فرمایا۔ حدیث معتبر میں امیرالمؤمنین صلوٰت اللہ وسلامہٗ علیہ سے منقول ہے کہ خدا نے کسی بندہ کو محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہتر خلق نہیں فرمایا۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ہم اہلبیتؑ پہلے وُہ لوگ ہیں جنکا نام خدا نے بلند و مشہور کیا۔ جب اُس نے آسمانوں اور زمینوں کو خلق فرمایا تو مُنادی کو حکم دیا تو اُس نے تین مرتبہ ندا کی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور تین مرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور تین مرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰہِ حَقًّا۔ احادیث معتبرہ میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے حضرت رسالتمآبؐ کو عالمِ ارواح میں پیغمبر و نذیر مبعوث فرمایا آپؐ نے تمام پیغمبروں کو خدا کی وحدانیت کے اقرار کرنے کی دعوت دی۔

بسند معتبر حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ ہم اہلبیتؑ ہیں ہم پر صدقہ حلال نہیں ہے۔ اور ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ وضو کامل طور سے کریں اور دراز گوش کو عربی گھوڑے کے ساتھ دوڑائیں اور موزہ پر مسح نہ کریں۔ اور احادیث معتبرہ میں حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السّلام سے اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں منقول ہے جو خدا فرماتا ہے کہ وَتَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ (پ ۱۹، آیت ۲۱۷-۲۱۹ سورۃ الشعرا) یعنی خدائے غالب و مہربان پر توکل کرو جو تم کو اُٹھتے ہوئے اور سجدہ کرنے والوں میں شامل ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ یعنی پیغمبروں کے صلب سے۔ ایک پیغمبرؑ کی پُشت سے دُوسرے پیغمبر

کی پُشت میں تمہارا منتقل ہونا۔

علمائے خاصہ و عامہ نے آنحضرتؐ کے خصوصیات کے بارے میں بہت کچھ بیان کیا ہے اُن میں سے بعض مشہور باتیں بیان کی جاتی ہیں:۔ اوّل مسواک کا آنحضرتؐ پر واجب ہونا اور اس میں اختلاف ہے؛ دُوسرے حضرتؐ پر نمازِ شب اور نمازِ وتر کا واجب ہونا۔ اس کے بارے میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں؛ تیسرے آنحضرتؐ پر قربانی کا واجب ہونا؛ چوتھے جو شخص مقروض مرجائے اُس کے دین کا ادا کرنا؛ پانچویں صحابہ سے مشورہ کرنا واجب تھا، اس میں بھی اختلاف ہے۔ چھٹے واجب تھا مُنکر سے انکار اور بُرائی کے بُرا ہونے کا اظہار کرنا جو آپؐ لوگوں سے مشاہدہ فرمائیں؛ ساتویں عورتوں کو اختیار دینا اس امر میں کہ وُہ آنحضرتؐ کی زوجیت میں رہیں یا الگ ہوجائیں جنکے بعض احکام کتبِ فقہ میں مذکور ہیں؛ آٹھویں آنحضرتؐ اور آپؐ کے اہلبیتؑ اور ذریت پر زکوٰۃ واجب کا حرام ہونا اور زکوٰۃ سُنّت اور صدقاتِ سُنّت کے آنحضرتؐ پر حرام ہونے میں اختلاف ہے؛ نویں یہ کہ آپؐ لہسن و پیاز نہیں کھاتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ پر ان کا کھانا حرام تھا اور یہ ثابت نہیں ہے؛ دسویں تکیہ کرکے آپؐ کھانا تناول نہیں کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپؐ کے لیئے حرام تھا مگر یہ بھی ثابت نہیں؛ گیارھویں بعض کہتے ہیں کہ خط لکھنا اور شعر کہنا آنحضرتؐ پر حرام تھا اس میں بھی کلام ہے؛ بارھویں جب آپؐ جنگ کے لیئے ہتھیار لگاتے تھے بغیر جنگ کیئے یا دُشمن کے مقابلہ پر بغیر آئے اُن کا اُتارنا حرام تھا۔ بعض کے نزدیک مکروہ تھا؛ تیرھویں جب آپؐ کسی امرِ سُنّت کی ابتدا کرتے بغیر اُس کے ختم کیئے ہوئے اس کا ترک کر دینا حرام تھا اس میں بھی اختلاف ہے؛ چودھویں یہ کہ آپؐ پر چشم و ابرو سے کسی کے مارنے یا مار ڈالنے کا اشارہ کرنا حرام تھا۔ اس میں بھی اختلاف ہے؛ پندرھویں یہ کہ آپؐ کے لیئے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھنا حرام تھا جس کے ذمّہ قرض رہا ہو۔ یہ بھی ثابت نہیں ہے؛ سولھویں بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ پر کسی کو کچھ دینا حرام تھا اس غرض سے کہ زیادہ واپس لیں گے، اس میں بھی کلام ہے؛ سترھویں کہتے ہیں کہ حضرتؐ پر ایسی عورت کا رکھنا حرام تھا جو حضرتؐ کو نہیں پسند کرتی تھی۔ اس میں بھی اختلاف ہے؛ اٹھارھویں اکثر لوگوں کا قول ہے کہ کنیز کے ساتھ اور کتابیہ عورت کے ساتھ نکاح کرنا حضرتؐ پر حرام تھا؛ انیسویں دو روزوں کے درمیان وصل یعنی افطار نہ کرنا یا سحر تک افطار سے باز رہنا یا اس کا ارادہ حضرتؐ کے لیئے جائز تھا اور دُوسروں کے لیئے حرام ہے۔ خود آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں تم لوگوں کے مانند نہیں ہوں۔ میں رات اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بسر کرتا ہوں وُہ مجھے آب و طعام عطا فرماتا ہے؛ بیسویں غنیمت میں عمدہ چیزیں جو آپؐ کو پسند ہوں لے لینا جائز تھا۔ اکیسویں مکہ میں جنگ کے ہتھیار لگائے ہوئے داخل ہونا حضرتؐ کو جائز تھا دوسروں پر حرام ہے۔ بائیسویں حضرتؐ کے لیئے کسی زمین کا مویشیوں کے چرنے کے لیئے قُرق کرنا جائز تھا دوسروں کو جائز نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ امام کے لیئے بھی جائز ہے؛ تئیسویں آنحضرتؐ کے لیئے کسی کا کھانا بوقتِ ضرورت لے لینا جائز تھا اگرچہ اُس شخص کو اس طعام کی حاجت ہو۔ بعض کا قول ہے کہ امام کو بھی یہ اختیار ہے؛ چوبیسویں آنحضرتؐ کے لیئے چار سے زیادہ عورتوں

ورنہ یہ جائز ہے کہ تم ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو۔ بیشک یہ خدا کے نزدیک بڑا گناہ ہے"۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ان آیات کے نزول کا سبب یہ ہے کہ جب وُہ آیت نازل ہوئی کہ رسولؐ کی بیویاں مومنوں کی ماؤں کے برابر ہیں اور اُن پر حرام ہیں تو طلحہ منافق بہت غضبناک ہوا کہ پیغمبرؐ چاہتے ہیں کہ ہماری عورتوں سے تو نکاح کر لیں لیکن ہم ان کی عورتوں سے نکاح نہ کر سکیں۔ میں تو ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کروں گا جس طرح اُنھوں نے ہماری عورتوں سے نکاح کیا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ دُوسرے مقام پر خدا کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پ۲۲ آیت۵۶ سورۃ احزاب) بیشک اللہ اور اُس کے فرشتے نبیؐ پر صلوات بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو تم بھی آپ پر درود و سلام بھیجو یا اُن کے اہلبیتؑ کی محبت کے بارے میں اُن کی فرمانبرداری کرو جیسا کہ حق ہے"۔ کتب عامہ میں متعدد طریق سے روایت کی گئی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپؐ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم کو معلوم ہو چکا لیکن آپؐ پر دُرود کیونکر بھیجیں؟ حضرتؐ نے فرمایا کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ خدا کا رسولؐ پر دُرود بھیجنے سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا خدا ان کی مدح و ثنا بلند آسمانوں میں کرتا ہے۔ پُوچھا تسلیم سے کیا مراد ہے؟ فرمایا آپؐ کی فرمانبرداری کرنا ہر اُس امر میں جس میں آپ حکم دیں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (پ۲۲ آیت۵۷ سورۃ احزاب) یعنی جو لوگ خدا اور اُس کے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں خدا نے اُنپر دُنیا و آخرت میں لعنت کی ہے یعنی اپنی رحمت سے دُور کر دیا ہے اور اُن کے واسطے رُسوائی کا عذاب مہیا کر رکھا ہے"۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ یہ آیت اُن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے حق علی و فاطمہ علیہم السلام کو غصب کیا اور ان کو اذیتیں پہنچائیں جیسا کہ متعدد موقعوں پر رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ فاطمہؑ کو آزار دینا مجھ کو آزار پہنچانا ہے۔ دوسرے مقام پر حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا (پ۲۲ آیت۶۹ سورۃ احزاب) اے ایمان والو اُن لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے مُوسےٰؑ کو تکلیف پہنچائی تو خدا نے ان کی تہمتوں سے مُوسٰیؑ کو بری کر دیا اور وہ خدا کے نزدیک مقرب اور رُوشناس تھے دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (پ۲۶ آیت سورۃ حجرات) اے ایمان والو اپنے اقوال میں خدا اور رسولؐ کے اقوال پر سبقت مت کیا کرو یعنی باتیں مت کرو قبل اس کے کہ رسولؐ کلام کریں یا یہ کہ امر و نہی میں آنحضرتؐ سے پہلے عجلت مت کرو یا یہ کہ آنحضرتؐ کے آگے آگے مت چلو

بلکہ اُن کے پیچھے چلو اور خدا سے ڈرو۔ بیشک خدا سُننے اور جاننے والا ہے۔ اور دُوسری جگہ فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ۲۶ آیت۲ سورۃ الحجرات) اے ایمان والو اپنی آوازوں کو رسولؐ کی آوازوں پر بلند مت کرو یعنی جب باتیں کرو تو اپنی آوازوں کو حضرتؐ کی آواز سے بلند مت کرو اور اُن سے تیز آواز سے گفتگو مت کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ چلّا کر بولتے ہو ورنہ تمہارے نیک اعمال پیغمبرؐ کے ساتھ اس بے ادبی کے سبب ضائع و برباد ہو جائیں گے اور تم کو خبر بھی نہ ہوگی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ (پ۲۶ آیت۳ سورۃ الحجرات)۔ بیشک جو لوگ رسولؐ خدا کے نزدیک اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور ادب و تمیز کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں یہ وُہ لوگ ہیں خدا نے جنکے دلوں کا تقوٰے میں امتحان کر لیا ہے انہی کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (پ۲۶ آیت۴ سورۃ مذکور) اے رسولؐ جو لوگ تم کو حجرے کے پیچھے سے آواز دیتے ہیں اُن میں سے زیادہ لوگ بے عقل ہیں۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پ۲۶ آیت۵ سورۃ مذکور) اور اگر یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ تم خود نکل کر اُن کے پاس آجاتے تو یہ اُن کے لئے بہتر ہوتا۔ اور خدا تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ علی ابن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ بنی تمیم کے لوگ جب آنحضرتؐ کے پاس آتے تھے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر چلّاتے تھے کہ اے محمدؐ باہر آؤ۔ جب حضرتؐ اُن کے پاس آتے تھے اور اُن کے ساتھ چلتے تو وُہ حضرتؐ کے آگے آگے چلتے۔ اور جب باتیں کرتے تو حضرتؐ کی آواز سے تیز آوازوں میں چلّا چلّا کر "اے محمدؐ" کہتے جس طرح اپنے آپس میں باتیں کرتے تھے؛ لہٰذا یہ آیتیں اُن کی تادیب کے لئے نازل ہوئیں۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ (پ۲۸ آیت۸ سورۃ مجادلہ) یعنی کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو سرگوشیاں کرنے سے منع کیا گیا۔ تو جس کام کی ان کو ممانعت کی گئی تھی وُہ اُسیکو پھر کرتے ہیں اور گناہ و زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کے بارے میں سرگوشی کرتے ہیں"۔ منقول ہے کہ یہ آیتیں منافقوں اور یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو آپس میں سرگوشی کرتے اور مسلمانوں پر طعن کرتے جو ان کی اذیت کا باعث ہوتا۔ حضرتؐ نے ان لوگوں کو اس حرکت سے منع کیا مگر وُہ نہ مانے تو یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اور بعض روایات میں ہے کہ یہ منافقین اوّل و دوم اور اُن کے ایسے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ اس کے بعد انشاء اللہ مذکور ہوگا۔ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ (پ۲۸ آیت۸ سورۃ مجادلہ)

اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو جن لفظوں سے خدا نے بھی تم کو سلام نہیں کیا ان لفظوں سے سلام کرتے ہیں اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ اگر (یہ حقیقت میں پیغمبرؐ ہیں) تو جو کچھ ہم کہتے ہیں خدا ہم کو اس کی سزا کیوں نہیں دیتا (اے رسولؐ) ان کے لئے جہنم ہی کافی ہے اور وُہ بُری جگہ ہے۔" منقول ہے کہ یہودی حضرتؐ کے پاس آتے تو اَلسَّامُ عَلَیْكَ یعنی تم پر موت ہو کہتے اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اور دُوسری روایت کے مطابق کچھ لوگ آئے اور جاہلیت کے طریقہ کے مطابق بولے اِنْعَمْ صَبَاحًا یَا اَنْعِمْ مَسَاءً۔ تو خدا نے آیت بھیجی کہ کیوں سلام نہیں کرتے جو اہل بہشت کا تحفہ ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ (پ۲۸ آیت ۹ سورۃ مجادلہ) اے اہل ایمان والو جب آپس میں راز کی باتیں کرو تو گناہ، ظلم و زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کے بارے میں راز مت کہو اگر راز میں کچھ کہنا ہی چاہتے ہو تو نیکی اور پرہیزگاری کی بات کرو۔ اور اُس خدا سے ڈرتے رہو جس کی طرف تمہارا حشر ہوگا۔ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّیْطٰنِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَیْسَ بِضَآرِّهِمْ شَیْــٴًـا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (پ۲۸ آیت ۱۰ سورۃ مجادلہ) یہ منافقوں اور کافروں کا راز میں کہنا شیطان کی طرف سے ہے تاکہ مومنین کو رنج و صدمہ پہنچائے۔ اور ان کو نقصان و ضرر نہیں پہنچایا جا سکتا مگر خدا کے حکم سے۔ تو مومنین کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (پ۲۸ آیت ۱۱ سورۃ مجادلہ) اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ مجلس وعظ و تلاوت و نماز میں جگہ کشادہ کرو تو لوگوں کے لئے کشادہ کر دیا کرو تاکہ خدا تم کو قبر و بہشت میں کشادگی عطا فرمائے۔ اور جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہُوا کرو کہ دوسرے لوگ بیٹھیں تاکہ خدا ان کے درجوں کو بہشت میں ---- بلند کرے جو ایمان لائے ہیں اور جنہیں علم عطا کیا گیا ہے اور خدا تمہارے اعمال سے واقف ہے۔" طبری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ صحابہ پیغمبرؐ کی مجلس میں فخر کے ساتھ پھیل کر بیٹھتے تھے۔ کوئی آتا تو اُس کو جگہ دینے میں بخل کرتے تھے تو خدا نے ان کو حکم دیا کہ آنے والوں کو جگہ دیا کریں۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (پ۲۸ آیت ۱۲، ۱۳ سورۃ مجادلہ) اے ایمان والو جب تم رسولؐ خدا سے راز کہنا چاہو تو پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اور تم کو گناہوں سے پاک کرنے والی

بات ہے۔ تو اگر تم کو اس کی مقدرت نہ ہو تو خدا معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔ مسلمانو کیا تم اس سے ڈر گئے کہ رسولؐ کے کان میں بات کہنے سے پہلے صدقہ دے دو جب تم اتنی سی بات نہ کر سکے، تو خدا نے تم کو معاف کر دیا۔ لہٰذا نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور خدا اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے واقف ہے۔" واضح ہو کہ خدا نے ان آیتوں کے ذریعہ صحابہ کا امتحان لیا اور اس میں یہ مصلحت تھی کہ آنحضرتؐ کو لوگ اس طرح تکلیف نہ دیا کریں اور صدقہ دے کر زیادہ ثواب حاصل کیا کریں۔ اور یہ امر آنحضرتؐ کی تعظیم کا سبب ہو۔ شیعہ و سنّی مفسروں اور محدثوں کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ نے اس قید و شرط کے لگا دینے سے آنحضرتؐ سے راز کہنا چھوڑ دیا اور سوائے جناب امیرؑ کے کسی نے اس حکم پر عمل نہ کیا۔ آپؑ کے پاس ایک دینار تھا، اُس کو دس درہم میں بدل کر دس بار آپؑ نے حضرتؐ سے راز کی باتیں کیں اور ہر مرتبہ ایک درہم صدقہ دیا اُس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ خاصہ و عامہ نے بطریق متعددہ جناب امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے آپؑ نے فرمایا کہ قرآن میں ایک آیت ایسی ہے جس پر میرے سوا کسی نے عمل نہیں کیا۔ اور وُہ راز کہنے پر صدقہ دینے کی آیت ہے۔ انشاء اللہ اُن حضرتؑ کے فضائل کے تذکرہ میں اس کا ذکر کیا جائے گا۔ حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب تمہارے سامنے آنحضرتؐ کا نام لیا جائے تو حضرتؐ پر بہت درُود بھیجو۔ کیونکہ جو شخص ایک مرتبہ آنحضرتؐ پر درُود بھیجتا ہے تو خدا اُس پر ملائکہ کی ہزار صفوں کے سامنے ہزار درُود بھیجتا ہے۔ اور خدا کی خلق کی ہوئی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اُس پر . . . . . . خدا اور فرشتوں کے درُود بھیجنے کے سبب درُود نہ بھیجتی ہو تو جو شخص ایسے ثواب اور ایسی فضیلت کی جانب رغبت نہ کرے جاہل اور مغرور ہے۔" خدا و رسولؐ اور اہلبیتؑ اُس سے بیزار ہیں۔ اور دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وُہ مجھ پر درُود نہ بھیجے، تو خدا اُس کو بہشت کی جانب سے پھیر دیتا ہے۔

دُوسری حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جابر انصاریؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسولؐ خدا حجرے کے خیمہ کے اندر تشریف فرما تھے اور ہم باہر موجود تھے کہ بلال حبشی خیمہ سے باہر نکلے اُن کے ہاتھ میں آنحضرتؐ کا ہاتھ دھویا ہُوا پانی تھا۔ صحابہ نے برکت کے لئے اُس پانی کو لے لیکر اپنے چہروں پر مل لیا اور جس کا ہاتھ اُس برتن تک نہیں پہنچا، وُہ اپنا ہاتھ دُوسرے کے ہاتھ پر مل کر اپنے چہرہ پر مل لیتا تھا۔ اسیطرح جناب امیرؑ کے وضو کا اور ہاتھ دھویا پانی لوگ باعثِ برکت سمجھ کر چہروں پر ملتے تھے۔ بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ جناب رسولؐ خدا کو جب کوئی درد و تکلیف ہوتی تو آپؐ فصد کھُلواتے۔ ابوطیبہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ آنحضرتؐ کی فصد کھولی حضرتؐ نے ایک اشرفی عطا فرمائی اور مجھ سے پوچھا کہ وُہ خون کیا کیا؟ میں نے عرض کی میں اس کو برکت کے لئے پی گیا فرمایا آیندہ ایسا مت کرنا بس یہی تجھ کو بیماریوں، پریشانیوں اور آتش جہنم سے محفوظ رکھے گا۔ اُسامہ ابن شریک سے منقول ہے وُہ کہتے ہیں میں آنحضرتؐ کی خدمت میں گیا صحابہ آنحضرتؐ کے گرد اس طرح

خاموش اور ساکت بیٹھے تھے کہ گویا ان کے سروں پر طائر بیٹھے ہیں۔ اور عروہ بن مسعود جب غزوۂ حدیبیہ میں قریش کی جانب سے جناب رسولؐ خدا کی خدمت میں آئے انہوں نے دیکھا کہ جب آنحضرتؐ وضو کرتے ہیں یا ہاتھ دھوتے ہیں لوگ اُس پانی کو حاصل کرنے میں ایک دُوسرے پر سبقت کرتے ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچتی تھی کہ ایک دُوسرے کو مار ڈالیں اور ہر مرتبہ جبکہ آنحضرتؐ کلی کرتے یا ناک میں پانی ڈالتے، لوگ اپنے ہاتھوں پر اُس پانی کو اُچک لیتے تھے اور برکت کے لیئے اپنے چہروں اور جسم پر مل لیتے تھے۔ اور جو بال کنگھی کرنے سے آنحضرتؐ کا جُدا ہوتا تھا لوگ ایک دُوسرے پر اس کو لینے کے لیئے ٹوٹ پڑتے تھے۔ جب حضرتؐ کوئی حکم دیتے تو لوگ اس کو بجا لانے میں ایک دُوسرے پر سبقت کرتے تھے۔ جب حضرتؐ گفتگو کرتے تو لوگ اپنی آوازیں پست کر لیتے تھے۔ تیز نگاہوں سے حضرتؐ کی جانب نہیں دیکھتے تھے۔ اپنی گردنوں کو جُھکائے رکھتے تھے۔ عُروہ یہ حالات دیکھ کر قریش کے پاس واپس گئے اور بیان کیا کہ میں بادشاہانِ عجم و روم و حبشہ کے پاس گیا ہوں لیکن کسی قوم کو اپنے بادشاہ کی اس طرح تعظیم و اطاعت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسی آنحضرتؐ کے اصحاب کو حضرتؐ کی تعظیم و اطاعت کرتے دیکھا۔ انسؓ کہتے ہیں کہ حجام حضرتؐ کے بال بناتا اور اصحاب آپؐ کے گرد جمع رہتے اور حضرتؐ کے بال اس طرح اُچک لیتے کہ ایک ایک بال لوگوں تک پہنچتا تھا۔ اور بادشاہوں کے قاصد جب آنحضرتؐ کے پاس آتے اور اُن کی نگاہیں حضرتؐ پر پڑتیں تو اُن کے اعضا کانپنے لگتے۔ مُغیرہ کہتے ہیں کہ جب صحابہ حضرتؐ کے دروازہ کو کھٹکھٹاتے تو دروازہ پر ناخن مارتے تھے پتھر سے نہیں کھٹکھٹاتے تھے دروازہ کو ہلاتے تھے۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ مَیں آنحضرتؐ سے کچھ سوال کرنا چاہتا تھا لیکن آنحضرتؐ کی ہیبت سے دو دو سال کی تاخیر ہو جاتی تھی[1]

مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ اور آپؐ کے اہلبیتؑ کی تعظیم و تکریم انکی حیات میں اور بعد وفات یکساں طور پر واجب و لازم ہے کیونکہ تعظیم کے دلائل عام ہیں اور بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ انکی حرمت بعد وفات بھی ان کی حیات کے مثل ہے۔ ان کی زندگی اور موت یکساں ہے۔ انکو بعد وفات بھی لوگوں کے حالات کی اطلاع ہوتی ہے۔ لہذا چاہیئے کہ انکے روضوں میں ادب کے ساتھ داخل ہوں اور ادب کے ساتھ باہر آئیں، ضریح کی جانب پشت نہ کریں نہ وہاں پاؤں پھیلائیں نہ آواز بلند کریں۔ اور ادب کے ساتھ زیارت کے وقت کھڑے رہیں اور زیارت آہستہ پڑھیں اور جو کچھ شرعاً تعظیم و تکریم کے لیئے ضروری ہے عمل میں لائیں سوائے اُن مخصوص ممنوعات کے جو وارد ہوئی ہیں جیسے سجدہ کرنا اور قبر پر پیشانی رکھنا اور اُن کے نام اقدس کی لکھنے اور پڑھنے میں تعظیم کرنا اور جب ان حضرات کے نام لیں یا سُنیں تو درُود بھیجیں اور انکی حدیثوں کا اور انکی ذریت طاہرہ کا احترام کریں اور ان کی حدیثوں کے راویوں کی اور انکی شریعت کے محافظوں کی اُنکی تعظیم کے سبب تعظیم کریں۔ مجملاً جو کچھ ان کی جانب منسوب ہے اس کی تعظیم حقیقتہً اُن کی تعظیم ہے، اور اُن کی تعظیم خداوند عالمجلّین کی تعظیم ہے ۱۲۰

بارھواں باب[12]

آنحضرتؐ کا گناہ، سہو اور نسیان سے معصوم و محفوظ ہونا!

واضح ہو کہ تمام پیغمبروںؑ کی عصمت کے دلائل جلد اوّل میں بیان ہو چکے ہیں اور اکثر دلیلیں تفصیل کے ساتھ بحارالانوار میں ذکر کی گئی ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرتؐ وقتِ ولادت سے وقتِ وفات تک گناہانِ کبیرہ و صغیرہ سے عمداً و سہواً و خطاءً معصوم تھے اگرچہ ابن بابویہ اور بعض محدثین نے یہ تجویز کیا ہے کہ حق تعالےٰ مصلحتہً آنحضرتؐ سے نماز یا اس کے علاوہ کسی معاملہ میں تبلیغ رسالت سے متعلق امور کے علاوہ کوئی سہو کرا دیتا ہے لیکن تبلیغ رسالت میں کسی طرح جائز نہیں ہے۔ لیکن بڑے بڑے علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم اس کے قائل نہیں ہیں وُہ کسی طرح آنحضرتؐ سے سہو و نسیان جائز نہیں سمجھتے۔ اور جو حدیثیں اس کے وقوع پر دلالت کرتی ہیں ان کو تقیہ پر محمول کرتے ہیں چونکہ یہ کتاب عوام کے فائدہ کے لیئے لکھی جا رہی ہے جن میں سے اکثر لوگوں کو دلیلوں اور شبہات کا سمجھنا اور اُن کے جواب کی جیسی کہ ضرورت ہے قابلیت نہیں ہوتی اور کبھی یہ امور اُن کی لغزش کا باعث ہوتے ہیں لہذا عصمت کے دلائل کی پوری پوری تفہیم اور آیتوں اور حدیثوں کی تاویل جن سے عصمت کے خلاف شک و شبہہ ہوتا ہے کتاب بحارالانوار میں درج کر دیئے ہیں۔

احادیث معتبرہ میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق تعالےٰ نے پیغمبرؐ کی ذات میں پانچ روحیں ودیعت فرمائی تھیں۔ رُوحِ حیات جس سے حرکت کرتے چلتے پھرتے تھے۔ روحِ قوت جس کے ذریعہ سے جہاد کرتے اور سخت و دُشوار عبادتوں کو برداشت کرتے تھے۔ رُوحِ شہوت جس کے ذریعہ سے کھاتے پیتے اور حلال عورتوں کے ساتھ مقاربت کرتے تھے۔ روحِ ایمان جس سے لوگوں کو حکم دیتے اور عدل و انصاف کرتے؛ رُوح القدس جس کے ذریعہ سے پیغمبری کا بار برداشت کرتے تھے۔ اور جب پیغمبر دُنیا سے رُخصت ہوتا ہے تو رُوح القدس کا تعلق امام سے ہوتا ہے۔ رُوح القدس کو خواب و غفلت، سہو اور نسیان نہیں ہوتا۔ پیغمبر اور امام رُوح القدس کے ذریعہ سے جو کچھ مشرق و مغرب صحرا اور دریا میں ہے دیکھتا ہے۔

خاصہ و عامہ کی روایت میں مذکور ہے کہ ایک رات جناب رسُولؐ خدا نے معرس میں جو مدینہ کے نزدیک واقع ہے قیام فرمایا اور بلالؓ سے فرمایا کہ جاگتے رہیں۔ حضرت سو گئے اور بلال بھی سو گئے خدا نے نیند سب پر غالب کر دی یہانتک کہ آفتاب نکل آیا۔ غرض جب بیدار ہوئے تو حضرت بلال نے عرض کی یا رسولؐ اللہ وُہ جس نے آپؐ پر نیند غالب کر دی اُسی نے مجھے بھی سُلا دیا۔ آخر سب نے نماز قضا پڑھی

خداوندِ عالم نے اُمت پر اپنی رحمت کے سبب آنحضرتؐ پر نیند غالب کر دی کہ اگر کبھی اُمت میں سے ایک شخص بیدار نہ ہو اور آفتاب نکل آئے اور لوگ اس کو ملامت کریں، تو وہ جواب میں کہہ سکتا ہے کہ رسولؐ اللہ بھی سو گئے تھے ان کی نماز بھی قضا ہو گئی تھی۔ اس حدیث میں بھی کلام ہے اس پر اعتراضات اور اُن کے جوابات بحار الانوار میں مذکور ہیں۔

تیرھواں باب [۱۳]

آنحضرتؐ کا کمالِ علم اور آثار و کتب و علوم انبیاء کا حضرتؐ کو حاصل ہونا

حدیث معتبر میں امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خداوندِ عالم قرآن میں فرماتا ہے کہ آیات متشابہات کی تاویلیں سوائے خدا اور راسخون فی العلم کے کوئی نہیں جانتا۔ رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم راسخون فی العلم میں سب سے بہتر تھے۔ اور خدا نے اُن تمام اُمور کی آپؐ کو تعلیم دے دی تھی جو آپؐ پر نازل کیئے تھے۔ ایسا ہرگز نہ تھا کہ خدا کوئی چیز حضرتؐ پر نازل کرے اور اُس کی تاویل آپؐ کو تعلیم نہ کرے۔ آپؐ کے بعد آپؐ کے تمام اوصیا تمام علوم کے جاننے والے ہیں۔ اور دُوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ حضرت امیر المومنین صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ کا ارشاد ہے کہ خلاقِ عالم فرماتا ہے:
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ (پ۱۴ آیت ۷۵ سُورۃ الحجر) بیشک قومِ لوطؑ کی ہلاکت وغیرہ کے تذکرہ میں قرآن میں صاحبانِ عقل و فہم کے لیئے آیتیں اور نشانیاں ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا متوسم تھے کہ بہت سے علوم اور اخبار و اسرار آپ پر ظاہر ہوتے تھے اُن کے بعد میرے فرزندوں میں سے ائمہ بھی ایسے ہی ہیں۔ اور بہت سی حدیثوں میں منقول ہے کہ ہر روز جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس اُمت کے نیک لوگوں اور بدکاروں کے اعمال پیش کیئے جاتے ہیں لہٰذا اعمال ناشائستہ سے پرہیز کرتے رہو۔ دُوسری حدیث موثق میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے۔ آپؑ نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ تم لوگ جناب رسالتمآبؐ کو کیوں رنج و صدمہ پہنچاتے ہو اور کیوں آزردہ کرتے رہو۔ لوگوں نے عرض کی ہم لوگ آنحضرتؐ کو کیسے آزردہ کرتے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا شاید تم کو نہیں معلوم کہ تمہارے اعمال آنحضرتؐ کے سامنے پیش کیئے جاتے ہیں اگر اُن اعمال میں حضورؐ کوئی معصیت دیکھتے ہیں تو آزردہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا حضرتؐ کو اپنے بُرے اعمالوں سے رنجیدہ مت کیا کرو بلکہ نیک عملوں سے حضرتؐ کو مسرور و شاد کیا کرو۔ بہت سی حدیثوں میں ائمہؑ طاہرین سے منقول ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے تمام پیغمبروں کے علوم کو آنحضرتؐ کے لیئے جمع کر دیا تھا

اور آنحضرتؐ نے وُہ تمام علوم اپنے اوصیا کو میراث میں دے دیئے۔ آنحضرتؐ کو تمام آسمانی کتابیں توریت، انجیل، زبور اور صحف آدمؑ و شیثؑ و ادریسؑ و ابراہیم علیہم السّلام دیئے گئے اور خداوندِ عالم نے کوئی مُعجزہ اور کرامت کسی پیغمبر کو نہیں عطا کی مگر وُہ سب آنحضرتؐ کو کرامت فرمائی تھیں، اور جو کچھ ان سبکو نہیں دیا تھا وُہ بھی آنحضرتؐ کو عطا فرمایا تھا۔ احادیث معتبر میں حضرت مُوسےٰ بن جعفر علیہم السّلام سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ جناب رسُولؐ خدا وارث علومِ پیغمبران تھے اور اُن سب سے زیادہ عالم تھے۔ راوی نے کہا جناب عیسےٰؑ مُردوں کو بحکم خدا زندہ کرتے تھے فرمایا سچ ہے اور سلیمانؑ بھی طائروں کی ہر زبان جانتے تھے لیکن جناب رسولؐ خدا کو یہ سب حاصل تھا۔ بے شبہ جناب سلیمانؑ نے جب ہُدہُد کو نہیں دیکھا اس کو تلاش کیا۔ جب وُہ نہ ملا تو آپؑ کو غصہ آیا یہ اس سبب سے تھا کہ وُہ اس کو صرف پانی یعنی دریا سے متعلق اُمور کو جاننے والا سمجھتے تھے جو علم اُس طائر کو عطا کیا گیا تھا جناب سلیمانؑ کو نہیں ملا تھا حالانکہ ہوا، چیونٹی، پرندے اور جن و انس سب آپؑ کے فرمانبردار تھے لیکن اُن حضرتؑ کو زیر ہوا پانی کا علم نہیں تھا اور ہُدہُد جانتا تھا۔ اور حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر کوئی قرآن ایسا ہے جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلائے جا سکتے ہیں، زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جا سکتا ہے یا راہیں طے کی جاسکتی ہیں یا مُردوں کو اُس کے ذریعہ سے گویا کیا جا سکتا ہے تو یہی قرآن ہے۔ اور وُہ ہم کو میراث میں ملا ہے جس کے ذریعہ سے ہم پہاڑوں کو حرکت میں لا سکتے ہیں، زمین کو طے کر سکتے ہیں مُردوں کو زندہ کر سکتے ہیں اور پانی کے اندر کے حالات ہوا کے نیچے جانتے ہیں کتاب خدا میں چند ایسی آیتیں ہیں جنکے ذریعہ سے ہم جو ارادہ کرتے ہیں وُہ پورا ہو جاتا ہے۔ چند معتبر حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خدا نے جناب عیسٰیؑ کو دو اسم اعظم دیئے تھے جنسے وُہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے اور معجزے ان سے ظاہر ہوتے تھے۔ اور موسیٰؑ کو چار اسم دیئے تھے۔ جناب ابراہیمؑ کو آٹھ، جناب نوحؑ کو پندرہ، اور جناب آدم علیہ السّلام کو پچیس اسم عطا کیئے تھے؛ اور یہ تمام اسما بلکہ اس سے زیادہ حضرت رسُولؐ خدا کو دیئے تھے۔ اسمائے عظام الٰہی تہتر ۷۳ ہیں۔ ایک نام مخصوص ذاتِ اقدس کے لیئے ہے جو کسیکو نہیں بتایا ہے اور بہتر نام آنحضرتؐ کو تعلیم فرمائے ہیں۔ بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ خدا نے شب معراج رسُولؐ خدا کو گذشتہ اور آیندہ تمام علوم عطا فرمائے تھے۔
احادیث معتبرہ میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ ہر شب جمعہ ہمارے لیئے شادی و مسرت ہوتی ہے۔ راوی نے پُوچھا وُہ شادی کیا ہے؟ فرمایا کہ شب جمعہ رُوحِ آنحضرتؐ ارواحِ ائمہؑ کے ساتھ عرش کے نزدیک حاضر ہوتی ہے اور ہماری رُوح بھی وہاں حاضر ہوتی ہے اور سب عرش کے گرد سات مرتبہ طواف کرتے ہیں اور عرش کے ہر پایہ کے نزدیک دو رکعت نماز پڑھتے ہیں اور ہماری

روحیں بدنوں کی جانب علم تازہ لے کر واپس آتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمارا علم ختم ہو جاتا۔ اور دُوسری حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ہر علم تازہ جس سے ہم مستفیض ہوتے ہیں پہلے جناب رسُولِ خداؐ کو دیا جاتا ہے اس کے بعد جناب امیر المومنینؑ کو اسیطرح ترتیب وار ائمہ معصومینؑ کو آخر تک وُہ علم پہنچتا ہے معتبر اور صحیح حدیثوں میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جبریل علیہ السلام نے دُو انار بہشت سے لاکر آنحضرتؐ کو دیئے۔ حضرتؐ نے ایک خود کھایا' دوسرے میں سے دُو حصّے کیئے اور پھر ایک حصّہ خود تناول فرمایا اور ایک حصّہ جناب امیرؑ کو دیا۔ اور فرمایا یا علیؑ ایک مسلّم انار جو مَیں نے کھایا وُہ پیغمبری کے سبب تھا جس میں تمہارا حصّہ نہ تھا۔ دُوسرا انار علم تھا جس میں تم میرے شریک ہو۔ چند معتبر حدیثوں میں منقول ہے کہ یمن کا ایک شخص حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں آیا آپؑ نے دریافت فرمایا کہ فلاں درّہ کو جانتے ہو؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا اُس میں فلاں درخت کو دیکھا ہے؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا اُس درخت کے نیچے جو پتھر ہے اس کو دیکھا ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ آپؑ سے زیادہ شہروں کے حالات سے واقف میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرتؑ نے فرمایا وُہ پتھر وُہ ہے جس کے نیچے جناب مُوسٰےؑ کی لوحیں تھیں اور جناب رسُولِ خداؐ تک پہنچیں' اور اب وُہ سب ہمارے پاس ہیں۔ حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ الواحِ موسٰےؑ سبز زبرجد کی تھیں جو بہشت سے لائی گئی تھیں۔ ان لوحوں میں علمِ گزشتہ اور آیندہ قیامت تک کا علم لکھا ہے۔ جب جناب موسٰےؑ کا زمانہ ختم ہوُا خدا نے ان کو وحی کی کہ ان لوحوں کو پہاڑ کے سپُرد کر دیں۔ جناب موسٰےؑ پہاڑ پر آئے اور وُہ بحکم خدا شگافتہ ہوُا۔ حضرتؑ نے الواحیں کپڑے میں لپیٹ کر کوہ کے شگاف میں رکھ دیا اور وُہ شگاف برابر ہو گیا اور لوحیں اُسی پہاڑ میں رہیں؛ یہانتک کہ خدا نے جناب رسُولِ خداؐ کو مبعوث کیا۔ یمن سے ایک قافلہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آرہا تھا جب اُس پہاڑ پر پہنچا تو وُہ پہاڑ پھٹ گیا اور لوحیں برآمد ہوئیں۔ اُسیطرح کپڑے میں لپٹی ہوئی جس طرح جناب مُوسٰےؑ نے رکھا تھا۔ قافلہ والوں نے اُن کو اُٹھا لیا۔ خدا نے اُن کے دلوں میں ڈال دیا کہ اس کو نہ کھولیں۔ وُہ لوگ اُن لوحوں کو جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں لائے۔ اِدھر جبریلؑ نازل ہوئے اور آپؐ کو لوحوں کی خبر دے دی۔ جب وُہ قافلہ حضرتؐ کی خدمت میں پہنچا حضرتؐ نے لوحوں کا حال اُنکو بتایا اور طلب کیا۔ انہوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپؐ کو کیونکر معلوم ہوُا کہ ہم کو یہ لوحیں ملی ہیں؟ فرمایا میرے معبود نے مجھے خبر دی ہے۔ یہ موسٰیؑ کی لوحیں ہیں۔ اُنہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ اور الواحیں حضرتؐ کے سپُرد کر دیں۔ حضرتؐ نے اُن کو دیکھا اور پڑھا۔ وُہ لوحیں عبری زبان میں تھیں۔ حضرتؐ نے امیر المومنینؑ کو بُلا کر الواحیں دیں اور فرمایا ان کو لے لو ان میں علمِ اوّلین و آخرین درج ہے یہ مُوسٰےؑ کی لوحیں ہیں۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ لوحیں تمہارے سپُرد کر دوں۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں ان کو نہیں پڑھ سکتا۔ فرمایا کہ جبریلؑ نے کہا ہے کہ تم کو بتاؤں کہ ان لوحوں کو آج رات اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوؤ؛ صبح کو سب کو پڑھ لوگے۔ حضرت امیر المومنینؑ نے یوں ہی عمل کیا۔ دُوسرے روز صبح کو بیدار ہوئے تو خدا نے انکو جو کچھ لوحوں میں تھا'

تعلیم فرما دیا تھا۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ان کو لکھ لو۔ حضرتؑ نے ایک گوسفند کے چمڑے پر لکھ لیا۔ یہی جفر ہے جس میں علمِ اوّلین و آخرین ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ وُہ ہمارے پاس ہے؛ اور الواح و عصائے موسٰیؑ بھی ہمارے پاس ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہم کو میراث میں حاصل ہوُا ہے۔ بسندِ معتبر حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ الواحِ مُوسٰےؑ سبز زمرّد کی تھیں۔ جناب موسٰیؑ کو جب بنی اسرائیل کی گوسالہ پرستی کے سبب غصّہ آیا الواحیں زمین پر پھینک دیں تو وُہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ ان میں سے کچھ ٹکڑے آسمان پر اُٹھا لیئے گئے۔ جب موسٰیؑ کا غصّہ فرو ہوُا یوشعؑ نے اُن سے پوچھا کہ الواح کا علم آپؑ کو حاصل ہے؟ فرمایا ہاں۔ غرض وُہ لوحیں اوصیائے موسٰےؑ اپنے بعد ایک دُوسرے کو سپُرد کرتے رہے یہاں تک کہ وُہ اہل یمن کے چار شخصوں کو ملیں۔ جب اُن کو آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کی اطلاع ہوئی اُنہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ وُہ کیا تعلیم دیتے ہیں۔ اُنہوں نے کہا وُہ شراب خواری اور زنا سے منع کرتے ہیں اور اخلاقِ حسنہ اور ہمسایوں کی عزت و احترام کرنے کا حکم دیتے ہیں لہٰذا وُہ اِن الواح کے ہم سے زیادہ مستحق ہیں۔ پھر ایک وقت مقرّر کیا کہ حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ اِدھر جناب جبریلؑ نے آنحضرتؐ کو اطلاع دی کہ فلاں فلاں اشخاص آرہے ہیں' الواحِ مُوسٰےؑ اُن کے پاس ہیں' فلاں مہینے کی فلاں رات کو آپؐ کے پاس آجائیں گے۔ حضرتؐ اُن کے آنے کا انتظار کرنے لگے آخر موعودہ شب کو وُہ پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرتؐ نے اُن کے اور اُن کے آبا و اجداد کے نام بتائے اور پوچھا الواح جو جناب یوشعؑ سے ہماری میراث میں ہم کو ملی ہیں کہاں ہیں۔ جب اُن لوگوں نے یہ معجزہ دیکھا بول اُٹھے کہ ہم خدا کی وحدانیت اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں۔ واللہ جب سے یہ لوحیں ہم کو ملی ہیں کسیکو اس کی خبر نہیں ہوئی۔ حضرتؐ نے لوحوں کو دیکھا وُہ عبری زبان میں تھیں۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ حضرتؐ نے وُہ لوحیں مجھے عطا کیں میں ان کو اپنے سر کے نیچے رکھ کر سویا۔ صبح کو اُٹھا اور لوحوں کو دیکھا تو عربی زبان میں تبدیل ہو گئی تھیں۔ اُن میں ہر شے کا علم اور ابتدائے آفرینش سے قیامت کے دِن تک کا ہر واقعہ درج تھا۔ مَیں نے ہر ایک کو سمجھا اور جان لیا۔

دوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ جناب موسٰیؑ بن جعفرؑ سے لوگوں نے پوچھا کہ آیا ابی جناب رسُولؐ اللہ پر خدا کی حجت تھے؟ فرمایا نہیں بلکہ وصیتوں اور کتابوں کے امانتدار تھے جو اُن کو سپُرد کیئے گئے تھے تاکہ جناب رسولؐ خدا کے حوالے کر دیں۔ تو اُنہوں نے حضرتؐ کو جب سپُرد کر دیا تو دُنیا سے رحلت فرمائی۔ اور حضرت صادقؑ سے بسندِ موثق منقول ہے کہ ابی طالبؑ حضرت عیسٰےؑ کے آخری وصی تھے۔ اُنہی حضرتؑ سے بسندِ صحیح منقول ہے کہ جناب عیسٰیؑ کے آخری وصی وُہ تھے جنکو بالط کہتے تھے اور دُوسری معتبر روایت میں فرمایا کہ سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بہت سے علماء سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ اُبی کے پاس پہنچے اور ایک مدّت تک ان کے پاس رہے جب جناب رسولؐ خدا مبعُوث ہوئے' اُبی نے کہا جن کی تلاش تم کو ہے وُہ مکّہ میں ظاہر ہوئے ہیں اُن کی خدمت میں جاؤ تو جناب سلمانؓ مدینہ میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

دُوسری حدیث معتبر میں منقول ہے کہ جناب ابُوطالبؑ وصیتوں اور کتابوں کے امانتدار تھے، اور خُدا اور رسُولِ خداؐ پر ایمان لائے تھے؛ اور پیغمبرؐ کو تمام امانتیں جب سپُرد کر دیں تو اُسی روز اُنکا انتقال ہؤا اور رحمتِ الٰہی سے واصل ہوئے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ مُوسٰیؑ نے یوشعؑ کو وصیت کی اور یوشعؑ نے نہ اپنے فرزندوں کو نہ جناب مُوسٰےؑ کے فرزندوں کو وصیت کی بلکہ فرزندانِ ہارونؑ کو وصیت کی کیونکہ وصیت اور خلافتِ کبریٰ کا اختیار جناب احدیت کو ہے۔ اور جناب موسٰےؑ اور یوشعؑ نے جناب عیسٰیؑ کے آنے کی خوشخبری دی۔ جب حضرت مسیحؑ مبعوث ہوئے اُنہوں نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میرے بعد ایک پیغمبر آئیگا، جس کا نام اَحْمَد ہوگا اور وُہ اولادِ اسمٰعیلؑ سے ہوگا؛ وُہ میری اور تمہاری تصدیق کرے گا۔ پھر حضرت عیسٰےؑ کے بعد جو لوگ اُن کے علوم و شریعت کے محافظ تھے ایک دُوسرے کو علوم سپُرد کرتے اور وصی قرار دیتے رہے اور لوگوں کو پیغمبر آخر الزمانؐ کے مبعوث ہونے کی خوشخبری دیتے رہے جیسا خداوند تعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے: اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ (پ ۶ آیت ۴۴ سورۂ مائدہ) بے شبہ ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت اور نُور تھا جس کے ذریعہ سے خدا کے فرمانبردار بندے یعنی پیغمبرانِ خدا یہودیوں کو حکم دیتے تھے اور علمائے ربانی بھی کتاب خدا سے حکم دیتے تھے جس کے وُہ محافظ بنائے گئے تھے اور وُہ اس کے گواہ بھی تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا نے ان کا نام مستحفظ اس لیئے رکھا تھا کہ ان کو نام بزرگ یعنی اُس کتاب کی تعلیم دی تھی جس سے ہر شے کا علم حاصل کیا جا سکتا ہے جو پیغمبروں کو دیا گیا تھا یعنی توریت، انجیل، زبور، کتاب نوح، کتاب صالح، کتاب شعیب اور صحف ابراہیم علیہم السّلام۔ تو ہمیشہ یہ وصیتیں اور امانتیں ایک عالم دُوسرے عالم کو سپُرد کرتا رہا یہانتک کہ جناب رسالتمآبؐ کو سپُرد کی گئیں۔ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے اُن مستحفظوں کی اولاد جو موجود تھی آنحضرتؐ پر ایمان لائی اور بنی اسرائیل کی دُوسری جماعت کافر ہو گئی۔

دُوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ میں پیغمبروں کا سردار ہوں اور میرا وصی تمام اوصیاء کا سردار ہے اور میرے اوصیا پیغمبروں کے اوصیا سے بہتر ہیں۔ آدمؑ نے خدا سے سوال کیا کہ اُن کے لیئے شائستہ وصی قرار دے۔ تو خدا نے ان کو وحی کی کہ پیغمبروں کو پیغمبری کے سبب گرامی رکھتا ہوں پھر اپنی مخلوق میں سے ان کا امتحان لے کر میں نے ان کے بہترین لوگوں کو اوصیا بنایا۔ اے آدمؑ شیثؑ کو وصیت سپُرد کرو جو ہبتہ اللہ ہیں۔ پھر شیثؑ نے اپنے فرزند شبان کو وصیت کی جو حوریہ کے پیٹ سے تھے جس کو خدا نے بہشت سے بھیجا تھا اور آدمؑ نے اسکو شیثؑ سے تزویج کیا تھا۔ اور شبان نے محلث کو وصیت کی محلث نے محوق کو، محوق نے عمیشا کو انہوں نے اخنوخ کو جنکو ادریسؑ کہتے ہیں، اور ادریسؑ نے ناحور کو، ناحور نے جناب نوحؑ کو وصیتیں سپُرد کیں۔

نوحؑ نے سام کو سام نے عثامر کو انہوں نے برعیثاشا کو اُنہوں نے یافث کو یافث نے برہ کو برہ نے جنیسہ کو، انہوں نے عمران کو اور عمران نے جناب ابراہیمؑ کو وصیتیں سپُرد کیں۔ ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کو، انہوں نے اسحٰقؑ کو، اسحٰقؑ نے یعقوبؑ کو یعقوبؑ نے یُوسفؑ کو یُوسفؑ نے ثبریا کو ثبریا نے شعیبؑ کو انہوں نے جناب مُوسٰیؑ کو وصیتیں سپُرد کیں۔ موسٰےؑ نے یوشعؑ کو اپنا وصی بنایا۔ اُنہوں نے داؤدؑ کو، داؤدؑ نے سلیمانؑ کو سلیمانؑ نے آصف بن برخیا کو انہوں نے زکریاؑ کو اور زکریاؑ نے جناب عیسٰےؑ کو وصیتیں سپُرد کیں۔ عیسٰیؑ نے شمعونؑ کو اُنہوں نے یحیٰیؑ ابن زکریا کو یحیٰیؑ نے منذر کو منذر نے سلیمہ کو سلیمہ نے بردہ کو، بردہ نے وصیتیں اور کتابیں مجھ کو سپُرد کیں اور اے علیؑ میں تم کو سپُرد کرتا ہوں تم اپنے وصی کو سپُرد کرو تاکہ وُہ تمہارے فرزندوں میں سے تمہارے اوصیا کو سپُرد کریں ان میں سے ہر ایک دُوسرے کو سپُرد کرتا ہے یہانتک کہ یہ وصیتیں بارھویں امام کو پہنچیں جو تمہارے بعد بہترین اہل زمانہ ہیں۔ اے علیؑ بیشک میری اُمت کے لوگ تمہارے بارے میں کفر اور بہت اختلاف کریں گے۔ اے علیؑ جو تمہاری خلافت کو تسلیم کرے گا وُہ میرے ساتھ ہوگا اور جو تم سے علیحدہ ہوگا وُہ جہنّم میں جائے گا اور جہنّم کافروں کی جگہ ہے[1]

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ جناب عمار یاسرؓ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں چاہتا ہوں کہ آپؐ ہمارے درمیان بقدرِ عُمرِ نوح زندہ رہتے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عمار میری زندگی تم لوگوں کے واسطے خیر و بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے واسطے بُری نہیں ہے۔ میری

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ مختلف حدیثوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ وصیتیں اور کتابیں اور آثار و معجزاتِ انبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کئی جانب سے آنحضرتؐ تک پہنچے ہیں۔ الواحِ جناب موسٰیؑ اس جانب سے جو حدیث میں بیان ہوئی پہنچیں۔ اور موسٰیؑ و عیسٰےؑ اور تمام انبیاء کے آثار کچھ بردہ کی جانب سے اور کچھ اُبی کے ذریعہ سے بغیر واسطۂ سلمانؓ یا ان کے واسطہ سے یا روایتوں کے اختلاف کی بناپر ہر دو طریق سے آنحضرتؐ کو ملے اور جناب ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کی وصیتیں فرزندان اسمٰعیلؑ اور ان کے اوصیاء کے واسطہ سے جو جناب عبدالمطلبؑ تک پہنچی تھیں اور اُن کے بعد جناب ابو طالبؑ کو ملی تھیں ابوطالبؑ کے ذریعہ حضرتؐ کو پہنچیں جیسا کہ بعض حدیثوں سے مستفاد ہوتا ہے۔ جناب ابراہیمؑ کے وصیتوں کی دو شاخیں تھیں ایک فرزندانِ اسحٰقؑ جن میں پیغمبرانِ بنی اسرائیل داخل ہیں دُوسرے فرزندان اسمٰعیلؑ کہ آنحضرتؐ کے اجداد گرامی بھی جن میں شامل ہیں جو دینِ ابراہیمؑ پر قائم تھے اور ان کی شریعت کے محافظ تھے اُنپر پیغمبرانِ بنی اسرائیل مبعوث نہیں ہوئے تھے جیسا کہ اوّل میں بیان ہو چکا اور آیندہ بھی انشاء اللہ ذکر آئے گا۔ پیراہنِ یُوسفؑ جس کو خدا نے جناب ابراہیمؑ کے لیئے جبکہ آپؑ آگ میں ڈالے جا رہے تھے بھیجا تھا اور عصا اور سنگ موسٰےؑ اور سلیمانؑ کی انگوٹھی اور طشت قربانی اور تابوت سکینہ وغیرہ جو آثار پیغمبرانِ خدا تھے آنحضرتؐ تک پہنچے اور آپؐ سے آئمہ طاہرینؑ کو ملے جن کا ذکر اس مقام پر طوالت کا باعث ہے۔ ۱۲

زندگی میں جو گناہ تم کرتے ہو میں اُس کے لیئے خدا سے طلبِ مغفرت کرتا ہوں۔ میری وفات کے بعد خدا سے ڈرتے رہنا اور مجھ پر اور میرے اہلبیتؑ پر بہتر صلوات بھیجتے رہنا۔ یقیناً تمہارے اعمال تمہارے اور تمہارے باپ دادا کے نام کے ساتھ میرے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ اگر وُہ نیک اعمال ہوتے ہیں تو خدا کا شکر بجالاتا ہوں اور اگر اعمال بد ہیں تو تمہارے واسطے استغفار کرتا ہوں جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:۔ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (پ۱۱ آیت۱۰۵ سورۃ التوبہ) اے رسُولؐ کہہ دو کہ تم لوگ جو عمل چاہو کرو تمہارا ہر عمل خدا دیکھتا ہے اور اُس کا رسولؐ اور مومنین دیکھتے ہیں۔" حضرتؐ نے فرمایا مومنین سے مُراد آلِ محمدؐ ہیں صلوات اللہ علیہم۔ اور دُوسری روایت میں وارد ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ ہر روز پنجشنبہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیئے جاتے ہیں۔ دُوسری روایت میں ہر دوشنبہ و پنجشنبہ وارد ہے۔ اور دُوسری بہت سی روایتوں میں ہر روز دوشنبہ و پنجشنبہ کی صبح یا ہر صبح و شام یا ہر روز وارد ہے۔ انشاء اللہ کتاب امامت میں اس بارے میں بہت سی حدیثیں ذکر کی جائیں گی۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ ربّ کعبہ کی قسم اگر میں موسیٰؑ و خضرؑ کے درمیان ہوتا تو بے شبہ مَیں اُن کو آگاہ کرتا کہ میں اُن سے بہتر ہوں اور اُن کو بتاتا جو وُہ نہیں جانتے تھے اس لیئے کہ موسیٰؑ و خضرؑ کو علمِ گزشتہ دیا گیا تھا، وُہ علمِ آیندہ سے آگاہ نہ تھے۔ اور خداوند عالم نے علم گزشتہ اور آیندہ قیامت کے دن تک کا علم جناب سرورِ کائنات کو عطا فرمایا ہے اور وُہ ہم تک پہنچا ہے۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ خدا نے پیغمبرانِ اُولوالعزم کو علم میں تمام خلق پر فضیلت دی اور اُن کا علم ہم کو میراث میں عطا فرمایا ہے، اور ہم کو علم میں اُن پر بھی زیادتی عطا فرمائی ہے۔ جناب رسولؐ خدا وُہ سب کچھ جانتے تھے جو وُہ لوگ نہیں جانتے تھے اور ہمیں آنحضرتؐ کا علم بھی دیا گیا ہے۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں اس آیت وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ (آیت۷۵، پ۷ سورۃ الانعام) کی تفسیر میں منقول ہے حضرتؑ نے فرمایا کہ خدا نے حجابات ہٹا دیئے تو جناب ابراہیمؑ نے زمین کی جانب نگاہ کی اور جو کچھ زمین میں ہے مشاہدہ کیا۔ آسمان کو دیکھا اور جو کچھ اُن میں ہے سب دیکھا۔ عرش کی جانب دیکھا جو کچھ وہاں ہے۔ اور فرشتوں کو جو حاملانِ عرش ہیں سب کو دیکھا اور جناب سیّدالانبیاء اور ان کے اوصیاءؑ کے لیئے بھی یوں ہی کیا۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہم السّلام سے منقول ہے کہ حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے شبِ معراج آنحضرتؐ کو اصحابِ یمین یعنی اہلِ جنّت کے اور اصحابِ شمال یعنی اہلِ دوزخ کے نامہ ہائے اعمال دیئے۔ حضرتؐ نے اصحابِ یمین کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں لیئے۔ کھولا اور دیکھا اس میں اہلِ بہشت کے نام مع اُن کے آباؤ اجداد اور خاندان والوں کے نام کے لکھے ہوئے تھے۔ پھر حضرتؐ نے اصحابِ شمال کے نامۂ اعمال کو کھولا اور دیکھا جس میں اہلِ جہنم کے نام مع اُن کے باپ دادا اور خاندان والوں کے نام کے لکھے ہوئے۔ حضرتؐ واپس زمین پر تشریف لائے اور صحیفے حضرتؐ کے ہاتھ میں تھے

منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ پڑھا کہ اَيُّهَا النَّاسُ سمجھ لو کہ یہ کیا چیز ہے۔ صحابہ نے کہا خدا اور اس کا رسُولؐ بہتر جانتے ہیں۔ حضرتؐ نے داہنا ہاتھ بلند کیا اور فرمایا یہ اہل بہشت کے نام ہیں اور اُن کے باپ دادا اور اُن کے قیامت تک کے خاندان والوں کے نام ہیں۔ پھر بایاں ہاتھ اٹھا کر دکھایا اور فرمایا اس میں اہلِ جہنم کے نام ہیں اور اُن کے آباؤ اجداد اور قیامت تک ہونے والے خاندان کے نام ہیں۔ نہ ان میں کوئی زیادہ ہوگا نہ کم ہوگا۔ خدا نے یہ فیصلہ کر دیا ہے اور عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔ یہ تمام اپنے اعمال کے سبب جنت و دوزخ کے مستحق ہیں۔ پھر اُن ناموں کو آنحضرتؐ نے جناب امیرالمؤمنینؑ کے سپرد فرمایا۔ اور دُوسری بہت سی معتبر روایتوں میں فرمایا کہ جناب رسُولؐ خدا نے فرمایا کہ خدا نے میری قیامت تک کی اُمّت کو ان کی طینت میں میرے لیئے متشکل فرمایا جنکو میں نے اُن کے نام اور اُن کے ماں باپ کے نام اور قبیلوں اور اُن کے حُلیہ اور اخلاق و اعمال کے ساتھ پہچان لیا۔ تو عمل کرنے والے فوج در فوج قیامت کے روز میرے سامنے آئیں گے میں نے ہر ایک کو دیکھا اور سبکو پہچانا جس طرح تم اپنے جاننے والوں کو پہچانتے ہو۔ تو اے علیؑ ان میں سے تمہارے اور تمہارے شیعوں کے لیئے میں نے مغفرت طلب کی۔ اے علیؑ خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تمہارے شیعوں کو جو ایمان لائیں گے اور پرہیزگار ہوں گے بخش دے گا اور ان کی بدیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دے گا۔ دُوسری روایت میں اس طرح ہے کہ خدا نے روزِ الست میری اُمّت کو پیش کیا تو سب سے پہلے جو مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی وُہ علیؑ تھے۔[1]

---

[1] مؤلّف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے علم کے بارے میں حدیثیں بہت ہیں جو آیندہ ابواب میں لکھی جائیں گی۔ واضح ہو کہ آنحضرتؐ کے تمام علوم خدا کی جانب سے ہیں۔ آنحضرتؐ ظن، گمان، اجتہاد اور رائے سے کبھی نہیں کچھ فرماتے تھے جیسا کہ خداوند عالم آنحضرتؐ کی تعریف میں فرماتا ہے، وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (سورۃ والنجم، پ۲۷، آیت۳،۴) ہمارا رسُولؐ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ کہتا ہے وُہ وحی ہوتی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اقوال و اعمالِ آنحضرتؐ سب کے سب حکمِ خدا کے موافق تھے اسی طرح آئمۂ اطہار کے تمام اقوال و افعال جو آنحضرتؐ کے اوصیا ہیں اور اُن کے علوم سب آنحضرتؐ کے عطا کردہ تھے۔ وُہ حضراتؑ بھی بغیر وحی و الہام بات نہیں کرتے تھے۔ اجتہاد ان کے لیئے بھی جائز نہ تھا۔ وہ ظن اور گمان کے مطابق کلام نہیں کرتے تھے جیسا کہ اس کے بعد انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔ ۱۲

چودھواں باب

قرآن مجید کے اعجاز کا تذکرہ

واضح ہو کہ جناب رسولؐ خدا ایسی قوم پر مبعوث ہوئے تھے جن کا پیشہ ہی فصاحت و بلاغت کلام تھا۔ وہ ہر ایک کو فصاحت کے ساتھ پرکھتے تھے اور شیریں کلام شعرا اور فصیح البیان خطیبوں کو تمام خلق سے بہتر و برتر سمجھتے تھے۔ لہٰذا خداوند عالم نے حضرتؐ کو سب سے بلند و بہتر معجزہ جنس سخن کا عطا فرمایا یعنی حضرتؐ قرآن لائے اور اُن کو مقابلہ کے لیئے کہا کہ اگر تم سچ کہتے ہو کہ میں پیغمبر نہیں ہوں اور اس قرآن کو خود تصنیف کیا ہے تو اس کا مثل لاؤ۔ باوجودیکہ ان میں فصیح و بلیغ اشخاص بے حد و حساب ریگِ صحرا کے مانند تھے اور سب کے سب آنحضرتؐ کے دعوائے پیغمبری کو باطل کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگائے ہوئے تھے کیونکہ حضرتؐ اُن کے دین کو جس میں اُنہوں نے نشوونما پائی تھی باطل کر رہے تھے اور ان کے بتوں کو جنکو وُہ اپنے خدا سمجھتے تھے اور جنکی عبادت کرتے تھے بدی کے ساتھ یاد کرتے تھے اور ان کے آباؤ اجداد کو کافر کہتے تھے اور ان کے رئیسوں کو جنکے دماغ نخوت و غرور سے سرشار تھے اور ریاست و حکومت کے نشہ میں مست رہتے تھے عجز و انکساری اور اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دیتے تھے اور اپنی رسالت اور اپنے اہلبیت کی ولایت کی مخالفت پر آتشِ جہنم سے ڈراتے تھے، لیکن وُہ لوگ باوجود ان مراتب کے قرآن کا مثل نہ لا سکے۔ اور یہ تو بالکل واضح ہے کہ اگر وہ اس پر قادر ہوتے تو اسمیں ذرا بھی تساہل نہ کرتے۔ پھر حضرتؐ نے اُن کے لیئے آسانی فرمائی کہ اچھا دس سورہ ہی ایسی لے آؤ لیکن نہ لا سکے۔ پھر اور زیادہ آسان کر دیا کہ تم سب ایک دُوسرے کے مددگار ہو جاؤ اور ایک ہی سورہ قرآن کے سورتوں کے مثل بنا لاؤ لیکن قرآن کے سب سے چھوٹے سورۃ کے مثل بھی نہ لا سکے۔ اگر ان میں طاقت ہوتی تو ضرور اس کا مثل بناتے اور اپنے کو جنگ و جدال اور قتل اور مال کی بربادی سے بچا لیتے۔ اگر مثل لائے ہوتے تو یقیناً آنحضرتؐ کے دعووں کی تردید میں اس کی اشاعت کرتے اور اس میں بے شمار مقامات پر آنحضرتؐ پر الزام قائم کرتے جس کی اطلاع ہم تک ضرور پہنچتی۔

جاننا چاہیئے کہ علماء نے اختلاف کیا ہے اس بارے میں کہ آیا اعجازِ قرآن انتہائی فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے ہے یا جبکہ کفار و مشرکین معارضہ کا ارادہ کرتے تھے تو خداوند عالم ان کے قلوب کو بے کار اور ان کے ذہنوں کو مسدود کر دیتا تھا اس لیئے اس کا مثل لانا ان سے ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔ اگرچہ دونوں طرح کا اعجاز ہو سکتا ہے لیکن حق یہ ہے کہ اعجاز کی کئی صورتیں ہیں۔ اوّل فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے کہ ہر عربی سے ناواقف بھی اگر سُنتا ہے تو دُوسرے کلاموں سے امتیاز کر لیتا ہے اور اس کا ہر فقرہ جو

کسی فصیح کلام کے درمیان ہوتا ہے یاقوت رمانی اور لعل بدخشانی کے مانند چمکتا ہے اور فصحائے متقدمین و متاخرین اس کی فصاحت و بلاغت کے قائل ہو چکے ہیں۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ میں ابن ابی العوجا اور تین ملحدوں نے[1] جو نہایت فصیح و بلیغ تھے اتفاق کیا کہ قرآن کے مثل ایک کتاب تصنیف کریں اور ان میں سے ہر ایک ایک ایک چوتھائی تیار کرے۔ ان چاروں نے پوشیدہ طور سے یہ مشورہ مکہ میں کیا اور وعدہ کیا کہ دُوسرے سال مکہ ہی میں جمع ہو کر ان کو ترتیب دیں گے۔ دُوسرے سال وہ لوگ مقام ابراہیمؑ میں جمع ہوئے۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ میں نے جب قولِ خدا یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیَا سَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ (آیت ۴۴ پ ۱۲ سورہ ہود) اے زمین اپنا پانی جذب کر لے اور اے آسمان (برسنے سے) رُک جا اور پانی گھٹ گیا اور معاملہ ختم کر دیا گیا۔ دیکھا تو سمجھا کہ قرآن کے ساتھ معارضہ نہیں ہو سکتا اور اپنی کوشش سے باز رہا۔ دوسرے شخص نے کہا میں نے جب اس آیت کو دیکھا فَلَمَّا اسْتَیْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِیًّا (پ ۱۳ سورۃ یوسف آیت ۸۰) جب برادرانِ یوسفؑ یوسفؑ کی طرف سے مایوس ہوئے تو باہم مشورہ کے لیئے الگ کھڑے ہو گئے" تو قرآن کے معارضہ سے میں بھی مایوس ہو گیا۔ اسی اثنا میں حضرت صادق علیہ السلام اُن کے سامنے سے گزرے اور باعجاز اس آیت کی تلاوت فرمائی: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (آیت ۸۸ پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل) یعنی اگر جن و انس مل کر اس

---

[1] اصل کتاب میں اور دو ملحدوں کا تذکرہ نہیں ہے جس کی تفصیل یہ ہے:۔
ان چاروں کے نام یہ ہیں" ابوالعوجا، ابوشاکر دیسانی، ابنِ ابی مقنع اور عبدالملک بصری۔ ابوالعوجا نے آیۂ فلما استیئسوا منہ خلصوا نجیا۔ ابو مقنع نے وقیل یا ارض ابلعی ماءك ویا سماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر میں غور کیا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔ عبدالملک نے کہا میں سال بھر آیۃ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ (پ ۱۷ سورۃ حج آیت ۷۳)۔ (ترجمہ: بیشک خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وُہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ سب جمع ہو جائیں۔) میں غور کرتا رہا۔ ابوشاکر نے کہا میں آیۃ لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (پ ۱۷ سورۃ الانبیا آیت ۲۲) (ترجمہ: اگر آسمان و زمین میں خدا کے سوا کوئی خدا ہوتے تو دونوں برباد ہو جاتے) میں غور کرتا رہا اور جواب نہ لکھ سکا۔ یہ سب اقرارِ عاجزی کر ہی رہے تھے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام (اس قصہ سے باعجاز آگاہ ہو کر) ان کے نزدیک سے گزرے اور آیت قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ الخ کی تلاوت فرمائی۔ مقدمات انوار القرآن مصنفہ مولانا السید احمد حسین صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہٗ بھوپال پوری ص ۳۴ و ۳۵۔ (مترجم)

۱۲ ۱۲ ۱۲

قرآن کا مثل لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے اگرچہ اُن میں بعض کے مددگار بعض ہو جائیں۔ جب اُن لوگوں نے آنحضرتؐ کا یہ معجزہ دیکھا تو ذلیل و حقیر ہو کر اُٹھ گئے۔ اور دُوسری روایت میں وارد ہے کہ جو شخص کوئی فصیح کلام کہتا کعبہ کے دروازہ پر فخریہ لٹکا دیتا۔ جب آیت يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ نازل ہوئی تو رات کو سب کے سب اپنا کلام رُسوائی کے خوف سے اُتار لے گئے۔

دوسرے اسلوب بیان کی ندرت کی جہت سے۔ کہ کوئی شخص کتنا ہی اشعار اور خطبوں میں کلام فصحا کی پیروی کرے قرآن کے عجیب نظم و غریب اسلوب کے مطابق فصاحت نہیں حاصل کر سکتا۔ چنانچہ منقول ہے کہ قریش کو جب قرآن اور اس کے اسلوب بیان پر تعجب ہوا۔ ولید بن مغیرہ کے پاس آئے جو حکمائے عرب سے تھا اور اس کی فصاحت و بلاغت، رائے و تدبیر مانی ہوئی تھی اُس سے کہا کہ چل کر محمدؐ کے کلام کو سنو اور بتاؤ کہ ہم اس کے کلام کو کس چیز سے نسبت دیں۔ وُہ حضرتؐ کے پاس آیا اور کہا اے محمدؐ اپنے اشعار سناؤ۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ شعر نہیں بلکہ کلام خدا ہے جو پیغمبروں کے لیئے بھیجا ہے اور سُورۃ حٰم سجدہ کی تلاوت فرمائی۔ جب اس آیت پر پہنچے فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ (پ۲۴ آیت ۱۳ سورۃ حٰم السجدہ) تو اس کا جسم کانپنے لگا اور بدن کے تمام بال کھڑے ہو گئے پھر خاموش اُٹھا اور اپنے مکان چلا گیا۔ قریش کو بہت خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ وُہ مسلمان ہو گیا ہو۔ وُہ ابو جہل کا چچا تھا۔ ابو جہل اُس کے پاس آیا اور بولا چچا جان آپ نے محمدؐ کے دین کی جانب رغبت کر کے ہمارا سر نیچا کر دیا اور ہم کو رُسوا کر دیا۔ اُس نے کہا نہیں مَیں تو تمہارے دین پر ہوں لیکن ایسا سخت کلام میں نے محمدؐ سے سُنا کہ جس سے لوگوں کے بدن لرزتے ہیں۔ ابو جہل نے کہا کیا وُہ شعر ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ پوچھا خطبہ ہے کہا نہیں کیونکہ خطبہ تو مسلسل کلام کو کہتے ہیں اور یہ متفرق کلام ہے ایک دوسرے سے متصل نہیں۔ لیکن اُس میں وُہ حسن اور شیرینی ہے جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اُس نے کہا تو وُہ کہانت ہو گا۔ کہا نہیں۔ تو ابو جہل نے کہا تو پھر ہم اس کو کیا کہیں؟ اُس نے کہا دو ایک روز ٹھہرو تا کہ میں غور کر لُوں۔ دُوسرے روز اُس نے کہا کہ وُہ کلام جادُو ہے کیونکہ لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیتا ہے۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ ولید آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا وُہ کلام سُناؤ۔ حضرتؐ نے یہ آیت پڑھی:- إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ الخ (پ۱۴ آیت ۹۰ سورۃ النحل) اُس نے کہا دوبارہ پڑھیئے حضرتؐ نے پھر پڑھی تو اُس نے کہا بخدا یہ کلام حسن و طراوت رکھتا ہے اور اس کی شاخیں میوہ دار ہیں اس کا تنہ پھل لانے والا ہے۔

تیسرے عدم اختلاف (یعنی کہیں کوئی جملہ ایک دوسرے کے برعکس نہیں) جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:- لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (پ۵ آیت ۸۲، سورۃ النساء) اگر یہ قرآن غیر خدا کا کلام ہوتا تو یقیناً اس میں لوگ کثیر اختلاف پاتے" کیونکہ غیر خدا کے کلام میں جو اس قدر طول و طویل ہو ممکن نہیں کہ تناقص و اختلاف نہ ہو۔ اور یہ بھی ہے کہ ہر ایک بلیغ انسان کا علیحدہ علیحدہ کلام جب دیکھا جاتا ہے تو یقیناً فصاحت میں اختلاف ہوتا ہے۔ اگر ایک فقرہ

فصیح ہوتا ہے تو دُوسرا غیر فصیح۔ اگر ایک بیت بلند ہے تو دوسری کمزور۔ ایسا کلام جو اوّل سے آخر تک فصاحت کے ایک درجہ میں ہو صادر نہیں ہوتا سوائے اُس کے کہ جس کی ذات و صفات میں ذرّہ برابر اختلاف نہ ہو۔

چوتھے معارفِ ربانی پر مشتمل ہونے کے سبب سے۔ کیونکہ اُس وقت عرب میں خاص طور سے مکہ والوں میں علم نائل ہو چکا تھا اور آنحضرتؐ مبعوث ہونے سے پہلے کسی ایک اہل کتاب کے عالم سے میل جول نہ رکھتے تھے اور نہ دُوسرے شہروں میں بہت آتے جاتے تھے کہ علم حاصل کرتے۔ باوجود اس کے اتنے ہزار سال تک حکمانے جو معارفِ الٰہی کے بارے میں غور و فکر کیا تھا ہر سُورۃ اور ہر آیت میں اُن کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور جو باتیں عقل سلیم اور فہم مستقیم کے خلاف ہیں اُن میں نہیں ہیں، اور یہ قرآن مجید کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اور اہلِ عرب جو جہالت اور بد اخلاقی میں مشہور آفاق تھے علم کی زیادتی اور آداب و اخلاق پسندیدہ میں تمام عالم کے لوگوں کے لیئے آنحضرتؐ کی برکت سے باعث رشک و حسد ہو گئے اور دُنیا کے علما حصولِ کمال میں انکے محتاج تھے۔

پانچویں آداب کریمہ و طریق پسندیدہ پر مشتمل ہونے کی جہت سے۔ کیونکہ اخلاق حسنہ کے بارے میں علما و حکما نے جو سالہا سال غور و فکر کیا تھا ہر سُورۃ میں اُس سے زیادہ بیان ہوا ہے۔ اور ایسا قانون بندوں کی اصلاح اور اُن کے باہمی فسادات و نزاعات کے دفع کرنے میں مقرر کیا ہے جس کے ہر باب میں عقلائے زمانہ غور و فکر کرتے رہیں مگر کوئی اس میں کمزوری اور کمی نہیں پا سکتے۔ اور جو قاعدہ کلام معجز نظام اور شریعت سیدؐ انام میں مقرر کیا گیا ہے اُس سے بہتر نہیں بنا سکتے اگر کوئی شخص اپنی عقل سے فیصلہ کرے تو وُہ سمجھے گا کہ اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں ہو سکتا۔

چھٹے انبیائے سابقہ اور بعد کے زمانوں کے حالات پر مشتمل ہونے کی صورت سے جو اُس زمانہ میں اہل کتاب سے مخصوص تھے اور دوسروں کو خاص کر اہل مکہ کو اُن حالات سے واقفیت نہ تھی اس طرح سے بیان کیا ہے کہ باوجود اس کے کہ اہل کتاب میں سے بے شمار دشمن موجود تھے ان انبیاء وغیرہ کے قصّوں کے کسی جزو کے بارے میں آنحضرتؐ کی تکذیب نہ کر سکے اور ان کا صحیح اور حق ہونا اُن پر ثابت کیا جو کچھ اُن میں اُن کے خلاف مشہور تھا اور اُن کی کتابوں کے احکام جو وُہ لوگ چھپاتے اُن پر ثابت کیئے جیسا رجم وغیرہ کے معاملہ میں ظاہر ہوا اور اُونٹ کے گوشت کے بارے میں یہودی کہتے تھے کہ پیغمبروں پر حرام رہا ہے۔ خداوند عالم نے ان کی تکذیب کی اور فرمایا:- قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ (پ۴ آیت ۹۳ سورۃ آل عمران)۔ اے رسولؐ کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو توریت لاؤ اور پڑھو" یعنی یقین کے ساتھ جو کچھ توریت میں حکم تھا بیان کیا باوجودیکہ حضرتؐ نے نہ کبھی توریت کو دیکھا تھا نہ پڑھا تھا۔ پھر فرمایا ہے:- يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ (پ۶ آیت ۱۵ سورۃ مائدہ)۔ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسولؐ آیا ہے جو تم پر بہت سی وُہ باتیں ظاہر کرتا ہے جنکو تم چھپاتے ہو یعنی ہمارے رسُول محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم)، کے جو اوصاف توریت

میں لکھے ہیں اور حکم سنگسار اور وُہ بہت سی باتوں سے مصلحتاً درگزر کرتا ہے اور ظاہر نہیں کرتا۔

ساتویں سورتوں اور آیات کریمہ کے خواص و آثار کی جہت سے۔ جن میں تمام جسمانی اور رُوحانی امراض کی شفا ہے اور نفسانی مضرتوں کا اور شیطانی وسوسوں کا دفعیہ اور ظاہری و باطنی خوف اور اندرونی و بیرونی دشمنوں سے امن سب قرآنی آیات اور سورتوں میں موجود ہے۔ اور صحیح تجربوں سے معلوم ہو چکا ہے اور قرآن کی تاثیر میں دلوں کو منوّر کرنے اور قلوب کو شفا دینے اور بارگاہِ اقدس احدیت میں ربط پیدا کرنے اور شیطان کے شبہات سے نجات بخشنے میں اُس سے کہیں زیادہ ہے جس کا کوئی دل والا انکار کرے یا کسی عقلمند کو اُس میں تامل ہو جو پتھر ایسے دل والوں کے دلوں کو مثل کوہ حرکت میں لاتی ہیں اور اُن میں سے چشمے آنکھوں کی نہروں سے رواں کرتی ہیں اور غافلوں کے سینوں میں خدا کی محبت پیدا کرتی ہیں اور مُردہ دلوں کو نُورِ ایمان سے زندہ کرتی ہیں۔

آٹھویں غیب کی خبریں بیان کرنے کی جہت سے۔ جن پر سوائے خدائے عالم و دانا کے کوئی مطلع نہیں ہو سکتا اور وُہ قرآن میں حدِ شمار سے زیادہ ہیں۔ اور ان کی دو قسمیں ہیں:۔ اوّل بہت سی آیتوں میں حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے کافروں اور منافقوں کی اُن باتوں کو ظاہر فرمایا ہے جو وُہ اپنے گھروں میں پوشیدہ طور سے آپس میں راز کی طرح کہا کرتے تھے یا اپنے دلوں میں پوشیدہ رکھتے تھے۔ اور ان کے اظہار کے بعد آنحضرتؐ کی تکذیب نہیں کرتے تھے بلکہ توبہ اور اظہارِ ندامت کرتے تھے۔ اور جب کوئی بات کہتے، تو ڈرتے تھے اور کہتے تھے کہ ابھی جبریلؑ آکر آنحضرتؐ کو بتا دے گا کہ ہم ایسا ایسا مشورہ کر رہے تھے قرآن مجید میں ایسی آیتیں بہت ہیں جیسا کہ فرماتا ہے:۔ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ (پ آیت سورۂ بقرہ) یعنی یہودیوں کی ایک جماعت کے بارے میں ہے کہ جب حضرتؐ کی خدمت میں آتے تو کہتے کہ ہم ایمان لائے اور آپؐ کا وصف توریت میں ہم نے پڑھا ہے۔ اور جب آپس میں مل کر تخلیہ میں بیٹھتے تو بعض لوگ بعض لوگوں سے کہتے کہ جو آنحضرتؐ کے اوصاف خدا نے توریت میں بیان کئے ہیں کیوں مسلمانوں سے اُن کا تذکرہ کرتے ہو تو آنحضرتؐ ان کی ان پوشیدہ باتوں کو ظاہر فرما دیا کرتے تھے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے:۔ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ (پ آیت سورۂ بقرہ) ابتدائے اسلام میں خدا نے لوگوں پر ماہ رمضان کی شبوں میں مباشرت حرام کر دی تھی اور اکثر اُن میں سے ایسا کرتے تھے۔ تو خدا نے بتا دیا کہ خدا جانتا ہے جو تم اپنے نفسوں کے ساتھ خیانت کرتے ہو۔ دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (پ۳ آیت سورۂ آل عمران) ترجمہ:۔ اور اہل کتاب میں سے ایک جماعت نے کہا کہ مسلمانوں پر جو کتاب نازل ہوئی ہے اس پر صبح کو ایمان لاؤ اور آخر وقت انکار کر دیا کرو شائد مسلمان (اس طرح) اپنے دین سے پلٹ جائیں"۔ مروی ہے کہ خیبر کے یہودیوں میں سے گیارہ اشخاص نے یہ طے کیا کہ محمدؐ کے پاس چل کر صبح کے وقت ایمان لائیں اور دن کے آخر ہوتے ہوتے کافر ہو جائیں اور ظاہر کریں کہ توریت میں ہم نے اُن کے اوصاف جو

پڑھے ہیں اُن کے موافق محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو نہیں پایا۔ شائد اس حیلہ سے مسلمان اُن سے پھر جائیں خدا نے ان کی اس مکّاری سے پیغمبرؐ کو مطلع کر دیا۔ اور دُوسری جگہ قرآن میں اُن کے پوشیدہ حالات کی یُوں خبر دی ہے:۔ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ (پ۴ آیت ۱۱۹ سورۂ آل عمران)۔ جب وُہ تخلیہ میں بیٹھتے ہیں تو غیظ و غضب سے اپنی انگلیاں دانتوں سے کاٹتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ (پ۵ آیت سورۃ النسا) اے رسولؐ تمہارے سامنے یہ منافقین تو کہتے ہیں کہ جو کچھ آپ فرمائیں ہم تابعدار ہیں اور تمہارے پاس سے جاتے ہیں تو رات کے وقت ایک گروہ اس کے خلاف کہتا ہے جو تم ان سے کہتے ہو اور جو کچھ وُہ کہتے ہیں خدا لکھ لیتا تھا۔ پھر طعمہ بن ابیرق کے قصہ میں منافقان یہود کی مکاریوں کا ذکر یوں کرتا ہے جنہوں نے کوئی دُوسری تدبیر کی تھی اور دُوسروں کو مطلع نہیں کیا تھا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ (پ۵ آیت ۱۰۸ سورۃ النسآء) لوگوں سے شرم کرتے ہیں اور خیانت کو چھپاتے ہیں لیکن خدا سے شرم نہیں کرتے حالانکہ وہ اُن کے ساتھ ہے اور اُن کے دلوں کی پوشیدہ باتیں اس سے پوشیدہ نہیں ہیں اور وُہ راتوں کو مشورے کرتے ہیں جن کو خدا پسند نہیں کرتا"۔ انشاء اللہ اس قصہ کی تفصیل و شرح بعد میں کی جائے گی۔ پھر فرماتا ہے:۔ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ (پ۶ آیت سورۂ مائدہ) اے رسولؐ منافقین جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے حالانکہ وُہ کفر کے ساتھ آتے ہیں اور حالتِ کفر ہی میں تمہارے پاس سے جاتے ہیں۔ اور خدا اُس سے خوب واقف ہے جو کچھ یہ چھپاتے ہیں۔ اور دُوسری جگہ فرمایا ہے کہ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا (پ۱۰ آیت سورۂ توبہ) وُہ منافقین خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ کلمۂ کفر اُنہوں نے نہیں کہا حالانکہ کہا ہے اور اسلام لانے کے بعد وُہ کافر ہو گئے اور انہوں نے ایسے امر کا ارادہ کیا ہے جس میں وُہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ آیت اوّل و دوم اور دوسرے منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو امیر المومنینؑ کی خلافت کے بارے میں کفر کی باتیں کیں اور ارادہ کیا تھا کہ جب آنحضرتؐ عقبہ میں پہنچیں تو ان کو ہلاک کر دیں اور ٹین کے ڈبے پہاڑ سے پھینکے تاکہ آنحضرتؐ کا اُونٹ بھڑک جائے لیکن خدا نے ان کے اس ارادہ کی پہلے ہی آنحضرتؐ کو خبر دے دی۔ پھر وُہ لوگ آئے اور جھوٹی قسمیں کھائیں کہ ہم نے ایسا نہیں مشورہ کیا لیکن خدا نے ان کا دروغ ظاہر کر دیا اور دُوسرے اقوال بھی اس آیت کی تفسیر میں مذکور ہوئے ہیں۔ بہر حال خدا نے ان کے دل کے ارادہ اور پوشیدہ امور کی آنحضرتؐ کو خبر دے دی۔ اور یہ معجزہ ہے۔ اور دُوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ (پ آیت ۹۴ سورۂ توبہ) یعنی اے رسولؐ کہہ دو کہ عذر مت کرو ہم تمہارا عذر قبول نہیں کریں گے۔ بیشک خدا نے تمہارے اخبار کی

اطلاع ہم کو دے دی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ (پ۱۱ آیت ۱۰۷ سورۃ توبہ) وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے سوائے نیکی کے کوئی ارادہ نہیں کیا لیکن خدا گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔" اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے: وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ۔ (پ۱۴، آیت ۲۴، سورۃ الحجر) یقیناً ہم ان لوگوں سے بھی واقف ہیں جو تم سے پہلے تھے اور تمہارے بعد والوں کو بھی جانتے ہیں۔" منقول ہے کہ ایک خوبصورت عورت نماز کے لیئے حاضر ہوا کرتی تھی۔ بعض نیک دل صحابہ آگے بڑھ جاتے تھے تاکہ نماز میں اس پر نگاہ نہ پڑے اور بدمعاشوں کا ایک گروہ ٹھہرا رہتا تھا تاکہ اس کو دیکھیں۔ خدا نے انکے دل کا حال بیان کر دیا۔ پھر فرمایا ہے وَيَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ (پ۴، آیت ۱۶۷ سورۃ آل عمران) وہ زبانوں سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں ہے۔" غرض قرآن میں ایسی خبریں بہت ہیں۔ خبروں کی **دوسری قسم** وہ ہے کہ بہت سی آیتوں میں خدا نے امور آیندہ کی خبر دی ہے جنکو واقع ہونے سے پہلے سوائے خدا کے بغیر وحی و الہام کے کوئی نہیں جانتا تھا جس کے بعد اُسی کے مطابق وہ امر واقع ہوا ہے۔ اور ایسے حالات بھی بہت ہیں اور اُن کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ اوّل ابولہب وغیرہ کے ایمان نہ لانے کی مثل خبر دینا۔ اور ان کا آنحضرتؐ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیئے اظہارِ ایمان نہ کرنا جیسا کہ سورۃ تَبَّتْ (آیت ۳) میں ابولہب کے ایمان نہ لانے کا ذکر کیا ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (پ۲۲ آیت ۱۰ سورۃ یٰسٓ) اے رسولؐ ان کو عذاب سے ڈراؤ یا نہ ڈراؤ برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے۔" اور ایسے مقولے قرآن میں بہت ہیں۔ **دوسرے** بہت سی آیتوں میں یہ خبر دینا کہ اس قرآن یا اس کے کسی سورۃ کا مثل نہیں لا سکتے اور اسی کے مطابق واقع ہوا۔ جیسا کہ فرماتا ہے:۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا (پ۱ آیت ۲۴ سورۃ بقرہ) اگر اس قرآن کا مثل تم نہ لائے اور ہرگز نہیں لا سکتے۔" اگر آنحضرتؐ کو یقین نہ ہوتا تو اس طرح تاکید و تہدید کے ساتھ کینہ ور کافروں سے یہ کیسے فرماتے کہ ایمان نہ لاؤ گے۔ **تیسرے** یہودیوں کے لیئے آخر زمانہ میں ذلت و خواری کی خبر دینا اُس کے بعد جبکہ ان سب نے آنحضرتؐ کو اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائیں اور حضرتؐ نے اُنپر لعنت کی اور اُسی کے مطابق واقع ہوتا کہ اب تک اُن کو سلطنت و بادشاہی میسر نہ ہوئی اور جس ملک و شہر میں ہیں تمام خلق سے زیادہ ذلیل ہیں جیسا کہ بہت سی آیتوں میں فرمایا ہے۔ منجملہ اُن کے یہ آیتیں ہیں:۔ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ (پ۴ آیت ۱۱۱ و ۱۱۲، سورۃ آل عمران) مسلمانو تم کو یہودی سوائے تھوڑی زبانی اذیت دینے کے کوئی خاص ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اگر تم سے جدال و قتال کریں گے تو پشت پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر کوئی ان کی مدد نہ کرے گا۔ وہ جہاں کہیں پائے جائیں گے ذلت و خواری کی اُنپر مار پڑے گی

سوائے اس کے کہ خدا کا عہد اور مومنین کا عہد قبول کریں یعنی جزیہ دیں اور قتل و غارت سے نجات پائیں اور بعض یہودی خدا سے پھر گئے تو اُنپر فقر و محتاجی کی مار پڑی کہ اگر مالدار بھی ہوتے ہیں تب بھی جزیہ کے خوف سے پریشانی کا اظہار کرتے ہیں۔" یہ تمام باتیں واقع ہوئیں اس لیئے کہ وہ سب بدترین دشمنانِ آنحضرتؐ تھے۔ اور پڑوسی دشمن تھے جو مدینہ کے چاروں طرف آباد تھے اور اُن کے غلبہ کا گمان بہ نسبت دوسروں کے زیادہ تھا۔ خدا نے ان سب کو برباد و ذلیل کر دیا اور وہ سب بھاگ گئے اور کوئی ضرر مسلمانوں کو نہیں پہنچا سکے اور اب تک مذلت میں گرفتار ہیں اس طرح کہ ذلت میں ان کی مثال دی جاتی ہے۔ قرآن میں اسی کے ایسی خبریں بہت مقامات پر دی گئی ہیں جیسا کہ فرماتا ہے:۔ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ (پ۶ آیت ۶۴ سورۃ مائدہ) اور ہم نے یہود و نصاریٰ کے درمیان قیامت تک کے لیئے دشمنی پیدا کر دی ہے۔ جب کبھی وہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ آتش جنگ بھڑکاتے ہیں تو خدا اس کو بجھا دیتا ہے۔" پھر فرمایا ہے کہ اے رسولؐ تمہارے پروردگار نے تم کو اطلاع دے دی ہے کہ کسی نہ کسی کو یہودیوں پر قیامت تک مسلط رکھے گا جو اُنپر بدترین بلائیں اور سخت عذاب توڑتا رہے گا۔ **چوتھے** دُنیا کے تمام دینوں پر آنحضرتؐ کے دین کا غلبہ اور مشرکوں کے مغلوب ہونے کی خبر دینا۔ حالانکہ آنحضرتؐ کی ابتدائی حالت ایسی نہ تھی کہ کسی کی عقل غلبہ کا تصور بھی کر سکتی۔ بلکہ قوی دشمنوں کی زیادتی اور مددگاروں کی نایابی کے باوجود آنحضرتؐ کا غلبہ خوارقِ عادات سے ہے جیسا کہ فرمایا ہے:۔ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (پ۳ آیت ۱۲ سورۃ آل عمران) اے رسولؐ کافروں سے کہہ دو وہ یہودی ہوں یا کفار قریش کہ بہت جلد تم مومنین کی نصرت کے ساتھ مغلوب ہو گے اور جہنم میں جمع کیئے جاؤ گے اور وہ کیا بُری جگہ ہے۔" اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے: قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ (پ۱ آیت ۹۴، ۹۵۔ سورۃ بقرہ) چونکہ یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے سوا کوئی بہشت میں داخل نہ ہوگا ہم ہی سب بہشت میں جائیں گے تو حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسولؐ کہدو کہ اے یہودیو اگر خدا کے نزدیک خانۂ آخرت خاص تمہارے ہی واسطے ہے اور دوسروں کا اس میں کچھ حصہ نہیں ہے تو اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو کیونکہ جو شخص یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ وہ اہل بہشت سے ہے تو اس کو آخرت کا مشتاق ہونا چاہیئے۔ لیکن خدا نے فرمایا کہ وہ ہرگز موت کی آرزو نہیں کریں گے اس سبب سے کہ پہلے وہ اپنے گناہ آلود اعمال خدا کے یہاں بھیج چکے ہیں۔ اور خدا تو ظالموں کو خوب جانتا ہے۔" یہ بھی غیب کی خبروں میں ہے کہ خدا نے آگاہ کر دیا کہ وہ موت کی آرزو نہیں کریں گے اور اُنہوں نے نہ کی۔ جناب رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ اگر وہ آرزو کرتے، تو ہر ایک یہودی اپنے مقام پر مر جاتا اور دُنیا میں کوئی یہودی باقی نہ رہتا۔ اور اسی کے مثل نصاریٰ کے ساتھ معاملہ ہوا جو اس کے بعد مذکور ہوگا اور یہ سب سے بڑی دلیل آنحضرتؐ کی حقیت اور مخالفین کے باطل

اطلاع ہم کو دے دی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ۔ (پ۱۱ آیت ۱۰۷ سورۃ توبہ) وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے سوائے نیکی کے کوئی ارادہ نہیں کیا لیکن خدا گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔" اور دُوسرے مقام پر فرماتا ہے: وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ۔ (پ۱۴، آیت ۲۴، سورۃ الحجر) یقیناً ہم ان لوگوں سے بھی واقف ہیں جو تم سے پہلے تھے اور تمہارے بعد والوں کو بھی جانتے ہیں۔" منقول ہے کہ ایک خوبصورت عورت نماز کے لیئے حاضر ہوا کرتی تھی۔ بعض نیک دل صحابہ آگے بڑھ جاتے تھے تاکہ نماز میں اُس پر نگاہ نہ پڑے اور بدمعاشوں کا ایک گروہ ٹھہرا رہتا تھا تاکہ اُس کو دیکھیں۔ خدا نے انکے دل کا حال بیان کر دیا۔ پھر فرمایا ہے وَيَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ (پ۴، آیت ۱۶۷ سُورۃ آل عمران) وُہ زبانوں سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں ہے۔" غرض قرآن میں ایسی خبریں بہت ہیں۔ خبروں کی **دُوسری قسم** وُہ ہے کہ بہت سی آیتوں میں خدا نے امورِ آیندہ کی خبر دی ہے جنکو واقع ہونے سے پہلے سوائے خدا کے بغیر وحی والہام کے کوئی نہیں جانتا تھا جس کے بعد اُسی کے مطابق وُہ امر واقع ہوا ہے۔ اور ایسے حالات بھی بہت ہیں اور اُن کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ اوّل ابولہب وغیرہ کے ایمان نہ لانے کے مثل خبر دینا۔ اور ان کا آنحضرتؐ کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیئے اظہارِ ایمان نہ کرنا جیسا کہ سورۃ تَبَّتْ (آیت ۳) میں ابولہب کے ایمان نہ لانے کا ذکر کیا ہے۔ اور دُوسری جگہ فرمایا ہے کہ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (پ۲۲ آیت ۱۰ سورۃ یٰسٓ) اے رسُولؐ ان کو عذاب سے ڈراؤ یا نہ ڈراؤ برابر ہے وُہ ایمان نہیں لائیں گے۔" اور ایسے مقولے قرآن میں بہت ہیں۔ **دُوسرے** بہت سی آیتوں میں یہ خبر دینا کہ اس قرآن یا اُس کے کسی سُورۃ کا مثل نہیں لا سکتے اور اسی کے مطابق واقع ہوا۔ جیسا کہ فرماتا ہے:۔ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا (پ۱ آیت ۲۴ سورۃ بقرہ) اگر اُس قرآن کا مثل تم نہ لائے اور ہرگز نہیں لا سکتے۔" اگر آنحضرتؐ کو یقین نہ ہوتا تو اس طرح تاکید و تہدید کے ساتھ کینہ ور کافروں سے یہ کیسے فرماتے کہ ایمان نہ لاؤ گے۔ **تیسرے** یہودیوں کے لیئے آخر زمانہ میں ذلت و خواری کی خبر دینا اُس کے بعد جبکہ ان سب نے آنحضرتؐ کو اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائیں اور حضرتؐ نے اُنپر لعنت کی اور اُسی کے مطابق واقع ہونا کہ اب تک اُن کو سلطنت و بادشاہی میسّر نہ ہوئی اور جس ملک و شہر میں ہیں تمام خلق سے زیادہ ذلیل ہیں جیسا کہ بہت سی آیتوں میں فرمایا ہے۔ منجملہ اُن کے یہ آیتیں ہیں:۔ لَن يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِن يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ۝ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ (پ۴ آیت ۱۱۱ و ۱۱۲ سورۃ آل عمران) مسلمانو تم کو یہودی سوائے تھوڑی زبانی اذیت دینے کے کوئی خاص ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اگر تم سے جدال و قتال کریں گے تو پُشت پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر کوئی ان کی مدد نہ کرے گا۔ وُہ جہاں کہیں پائے جائیں گے ذلت و خواری کی اُنپر مار پڑے گی

سوائے اس کے کہ خدا کا عہد اور مومنین کا عہد قبول کریں یعنی جزیہ دیں اور قتل و غارت سے نجات پائیں اور بعض یہودی خدا سے پھر گئے تو اُنپر فقر و محتاجی کی مار پڑی کہ اگر مالدار بھی ہوتے ہیں تب بھی جزیہ کے خوف سے پریشانی کا اظہار کرتے ہیں۔" یہ تمام باتیں واقع ہوئیں اس لیئے کہ وُہ سب بدترین دشمنانِ آنحضرتؐ تھے۔ اور پڑوسی دشمن تھے جو مدینہ کے چاروں طرف آباد تھے اور اُن کے غلبہ کا گمان بہ نسبت دوسروں کے زیادہ تھا۔ خدا نے ان سب کو برباد و ذلیل کر دیا اور وُہ سب بھاگ گئے اور کوئی ضرر مسلمانوں کو نہیں پہنچا سکے اور اب تک مذلت میں گرفتار ہیں اس طرح کہ ذلت میں ان کی مثال دی جاتی ہے۔ قرآن میں اسی کے ایسی خبریں بہت مقامات پر دی گئی ہیں جیسا کہ فرماتا ہے:۔ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۚ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ (پ۶ آیت ۶۴ سورۃ مائدہ) اور ہم نے یہود و نصاریٰ کے درمیان قیامت تک کے لیئے دشمنی پیدا کر دی ہے۔ جب کبھی وُہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ آتش جنگ بھڑکاتے ہیں تو خدا اس کو بجھا دیتا ہے۔" پھر فرمایا ہے کہ اے رسُولؐ تمہارے پروردگار نے تم کو اطلاع دے دی ہے کہ کسی نہ کسی کو یہودیوں پر قیامت تک مسلط رکھے گا جو اُنپر بدترین بلائیں اور سخت عذاب توڑتا رہے گا۔ **چوتھے** دُنیا کے تمام دینوں پر آنحضرتؐ کے دین کا غلبہ اور مشرکوں کے مغلوب ہونے کی خبر دینا۔ حالانکہ آنحضرتؐ کی ابتدائی حالت ایسی نہ تھی کہ کسی کی عقل غلبہ کا تصور بھی کر سکتی۔ بلکہ قوی دشمنوں کی زیادتی اور مددگاروں کی نایابی کے باوجود آنحضرتؐ کا غلبہ خوارق عادات سے ہے جیسا کہ فرمایا ہے:۔ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (پ۳ آیت ۱۲ سورۃ آل عمران) اے رسُولؐ کافروں سے کہہ دو وُہ یہودی ہوں یا کفار قریش کہ بہت جلد تم مومنین کی نصرت کے ساتھ مغلوب ہو گے اور جہنم میں جمع کیئے جاؤ گے اور وُہ کیا بُری جگہ ہے۔" اور دُوسرے مقام پر فرمایا ہے: قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِندَ اللَّهِ خَالِصَةً مِّن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَلَن يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ (پ۱ آیت ۹۴، ۹۵۔ سورۃ بقرہ) چونکہ یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے سوا کوئی بہشت میں داخل نہ ہو گا، ہم ہی سب بہشت میں جائیں گے تو حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے رسُولؐ کہدو کہ اے یہودیو اگر خدا کے نزدیک خانۂ آخرت خاص تمہارے ہی واسطے ہے اور دُوسروں کا اس میں کچھ حصہ نہیں ہے تو اگر تم سچے ہو تو موت کی تمنا کرو کیونکہ جو شخص یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ وُہ اہل بہشت سے ہے تو اس کو آخرت کا مشتاق ہونا چاہیئے۔ لیکن خدا نے فرمایا کہ وُہ ہرگز موت کی آرزو نہیں کریں گے اس سبب سے کہ پہلے وُہ اپنے گناہ آلود اعمال خدا کے یہاں بھیج چکے ہیں۔ اور خدا تو ظالموں کو خُوب جانتا ہے۔" یہ بھی غیب کی خبروں میں ہے کہ خدا نے آگاہ کر دیا کہ وُہ موت کی آرزو نہیں کریں گے اور اُنہوں نے نہ کی۔ جناب رسُولؐ خدا فرماتے ہیں کہ اگر وُہ آرزو کرتے، تو ہر ایک یہودی اپنے مقام پر مر جاتا اور دُنیا میں کوئی یہودی باقی نہ رہتا۔ اور اسی کے مثل نصاریٰ کے ساتھ معاملہ ہوا جو اس کے بعد مذکور ہو گا اور یہ سب سے بڑی دلیل آنحضرتؐ کی حقیت اور مخالفین کے باطل

ہونے کی ہے۔ اور دُوسرے مقام پر فرمایا ہے:۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (پ۳ آیت ۲۶ سورۃ آلعمران) اے رسُولؐ کہو اے مالکِ مُلک تُو جس کو چاہے بادشاہی دے جس سے چاہے سلطنت چھین لے جس کو چاہے غلبہ دے جس کو چاہے ذلیل کرے۔ تیرے ہی اختیار میں ہر طرح کی بھلائی ہے بیشک تُو ہر شے پر قادر ہے"۔ روایاتِ معتبرہ کے مطابق یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جبکہ فتح مکہ یا جنگِ خندق میں رسولؐ اللہ نے پیشینگوئی فرمائی تھی کہ خدا نے مجھ کو اور میری اُمت کو بادشاہانِ عجم و رُوم ویمن کے مُلک دیئے ہیں اور منافقوں نے کہا محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مکہ و مدینہ پر اکتفا نہیں کی بلکہ بادشاہوں کے مُلکوں کی طمع کرتے ہیں۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور یہ بھی ایسی خبر ہے جو پُوری ہو کر رہی۔ اس کی تفصیل اس کے بعد مذکور ہو گی۔ پھر فرمایا ہے کہ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ (پ۶ آیت ۵۲ سورۃ مائدہ) شاید کہ خدا فتح لا دے"۔ شائد کے معنی کلامِ خدا میں بلاشبہ کے ہیں۔ مروی ہے کہ فتح سے فتحِ مکہ مراد ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مراد مُشرکین کے ممالک کی فتح ہے اور یہ سب کچھ واقع ہوا۔ پھر فرمایا ہے فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (پ۶ آیت ۵۴ سورۃ المائدہ) یہ آیت جناب امیرالمومنینؑ اور آنحضرتؐ کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور حضرت رسُولؐ خدا نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد فرمایا کہ اے علیؑ عنقریب تم اُن لوگوں سے جنگ کرو گے جو تمہاری بیعت کر کے توڑیں گے یعنی عائشہ و طلحہ و زبیر اور اُن لوگوں سے جو ظلم و سرکشی کریں گے یعنی معاویہ اور اُس کے پیرو اور اُن لوگوں سے جو دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے باہر ہو جاتا ہے یعنی خارجیانِ نہروان۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ عنقریب خدا ایسے گروہ کو لائے گا جنکو خدا دوست رکھتا ہے اور وُہ خدا کو دوست رکھتے ہیں اور تواضع اور انکساری کرتے ہیں مومنین کے ساتھ، اور کافروں پر سخت و غالب ہیں، اور راہِ خدا میں جہاد کرتے ہیں اور راہِ خدا میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے"۔ پھر فرمایا ہے:۔ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ (پ۹ آیت سورۃ الانفال) یعنی اُس وقت کو یاد کرو جبکہ خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ یا تو قریش کا قافلہ تم سے ملے گا یا اُن کے اموال تم کو حاصل ہوں گے یا اُن کے لشکر پر تم کو فتح حاصل ہو گی۔ اور جنگ بدر میں اُن کو عجیب طرح سے فتح ہوئی جس کا ذکر بعد میں آئے گا انشاءاللہ۔ پھر فرمایا ہے کہ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ (پ۹ آیت ۳۶ سورۃ الانفال) عنقریب مال و دولت وُہ تم سے بدر یا اُحد میں جنگ کرنے کے لیئے خرچ کریں گے تو اُن کو حسرت و پشیمانی حاصل ہو گی پھر وُہ مغلوب و منکوب ہوں گے۔ اور ایسا ہوا۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے:۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (پ۱۰ آیت ۳۲، ۳۳

سُورۃ توبہ) یہودی، ترسا اور تمام کفّار چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر نُورِ خدا کو بُجھا دیں یعنی آنحضرتؐ کی پیغمبری اور اُن کے حق ہونے کی قرآنی آیتیں مٹا دیں لیکن خدا اپنے نور کو اور اپنے روشن دین کو کامل کر کے رہے گا اگرچہ کفّار ناپسند کرتے رہیں۔ وُہ خدا وُہ ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اُس دین کو عالم کے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو کراہت ہو"۔ خدا کے اس وعدہ کا اثر ظاہر ہو کے رہا اور آنحضرتؐ کا دینِ حق تمام عالم میں پھیلا اور اس وعدہ کی پورے طور سے تکمیل حضرت قائم منتظرؑ کے زمانہ میں ہو گی انشاءاللہ۔ پھر فرمایا وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (پ۶ آیت ۶۷ سورۃ مائدہ) اے رسُولؐ خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اس وعدہ کی حقیت بھی ظاہر ہوئی اور لوگوں نے آنحضرتؐ کے ہلاک کرنے اور ضرر پہنچانے کی ہر چند کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ منقول ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے صحابہ کا ایک گروہ مثل سعد و حذیفہ وغیرہ راتوں کو آنحضرتؐ کی پاسبانی اور حفاظت کیا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی حضرتؐ نے ان کو روک دیا اور فرمایا کہ اب تمہاری پاسبانی کی ضرورت نہیں ہے خدا میری حفاظت کا ضامن ہو گیا ہے۔ یہ بھی آنحضرتؐ کے حق ہونے پر یقین کی دلیل ہے۔ پھر فرمایا ہے كہ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا (پ۱۰ آیت ۸۳ سورۃ توبہ) اے رسُولؐ کہہ دو کہ اے منافقو! آئندہ تم کسی سفر میں میرے ساتھ گھروں سے ہرگز نہ نکلو گے اور نہ میرے ساتھ کسی دشمن سے جنگ کرو گے"۔ یہ معاملہ بعد واپسی جنگ تبوک ہوا۔ پھر ایسا ہی ہوا جیسا کہ خدا نے فرمایا تھا۔ پھر فرمایا اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ (پ۲۰ آیت ۸۵ سورۃ القصص) یقیناً وُہ جس نے تم پر قرآن واجب کیا تمہارے مقامِ بازگشت کی جانب تم کو واپس لائے گا۔ یعنی مکہ معظمہ میں جیسا کہ مشہور ہے۔ اُس کے بعد بہت جلد حق تعالےٰ نے آنحضرتؐ کے لیئے مکہ کو فتح کرا دیا۔ پھر فرمایا ہے:۔ الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (پ۲۱ آیت ۱ تا ۶ سورۃ رُوم) یعنی اہلِ رُوم جو ترسا یعنی نصاریٰ اور آتش پرست ہیں بادشاہ عجم کے لشکر سے جو گبر یعنی آتش پرست ہیں زمینِ عرب پر ان کی نزدیک ترین میں مغلوب ہوئے اور اہلِ رُوم مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سال میں اُن پر غالب ہوں گے۔ ان کے غالب ہونے سے پہلے اور بعد امر و تقدیر خدا ہی کے لیئے ہے۔ اور جب اہلِ رُوم غالب ہوں گے تو مومنین خدا کی نصرت پر خوش ہوں گے۔ خدا جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وُہ غالب اور قادر ہے اُن اُمور پر جنکا ارادہ کرتا ہے اور مومنین پر مہربان ہے۔ وعدہ حقیقت میں خدا ہی کا سچا ہوتا ہے وُہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ بیشک اہلِ رُوم فارس والوں پر غالب ہوں گے لیکن لوگوں کی اکثریت وعدۂ الٰہی کی صداقت نہیں جانتی اور نہ وُہ لوگ پیغمبرؐ کی خبروں پر یقین کرتے ہیں"۔ ان آیتوں کے نازل ہونے کا سبب یہ مشہور ہے کہ جب آنحضرتؐ مکہ میں تھے مسلمانوں اور مشرکوں میں لڑائی جھگڑا ہوتا رہتا تھا۔ اسی اثناء میں معلوم ہوا کہ خسرو بادشاہ عجم نے لشکر بھیجا جس نے رُومیوں کے ساتھ جو عیسائی تھے

جنگ کی اور اُنپر غالب آئے۔ نصاریٰ سے بھاگ گئے اور اُن کے بہت سے شہروں پر دشمنوں نے قبضہ کر لیا۔ کفار یہ خبر سُنکر بہت خوش ہوئے اور طعن وطنز کے ساتھ مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم اور نصاریٰ اہل کتاب ہو ہم اور گبر یعنی آتش پرست اہل کتاب نہیں ہیں۔ تو جس طرح گبر نصاریٰ پر غالب ہوئے اُسی طرح ہم بھی تم پر غالب ہوں گے۔ اس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور پیشینگوئی کر دی کہ چند سال کے بعد اہل روم اہل فارس پر غالب ہو جائیں گے اُس وقت مسلمان بھی خوش ہوں گے کہ خدا نے ان کو مشرکوں کے خلاف مدد دی۔ غرض جنگ بدر کے روز جبکہ مسلمانوں کو فتح ہوئی اور وہ مشرکین مکہ پر غالب ہوئے خبر پہنچی کہ اہل رُوم نے فارس والوں کو مغلوب کر دیا اور اپنے ممالک اُن سے چھین لیئے۔ حدیث حسن میں امام محمد باقرؑ سے ان آیتوں کی تاویل میں منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ ان آیات کی تاویل سوائے خدا اور راسخون فی العلم کے جو ائمہؑ اطہار ہیں کوئی نہیں جانتا۔ بیشک جب حضرت رسولؐ خدا نے مدینہ کیطرف ہجرت کی اور اسلام شایع ہوا۔ حضرتؐ نے بادشاہِ رُوم کو ایک خط لکھ کر قاصد کے ہاتھ اس کے پاس روانہ کیا اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اسیطرح خط اور قاصد بادشاہِ عجم کے پاس بھیجا اور دعوت اسلام دی۔ بادشاہِ روم نے آنحضرتؐ کے خط کا احترام کیا اور قاصد کو عزت کے ساتھ بٹھایا لیکن بادشاہِ عجم نے آنحضرتؐ کے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور قاصد کی بے حُرمتی کی اُسی زمانہ میں دونوں بادشاہوں میں جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ اور مسلمانوں کا دل چاہتا تھا کہ بادشاہِ رُوم غالب ہو کیونکہ اس سے زیادہ نیکی اور بھلائی کی اُمید تھی اور بادشاہِ عجم سے خوفزدہ تھے۔ جب بادشاہِ عجم رُوم پر غالب آیا مسلمان رنجیدہ ہوئے تو خدا نے یہ آیتیں نازل کیں اور وعدہ فرمایا کہ لشکرِ اسلام بادشاہِ عجم پر غالب ہو گا اور باغ باغ ہو گا۔ تو مسلمانوں نے آنحضرتؐ کے بعد بادشاہِ عجم سے جنگ کی اور اُن کو مار بھگایا اور اُن کے مُلک پر قابض ہوئے۔ اور خوش و مسرور ہوئے۔ غرض یہ ہر حیثیت سے قرآن مجید کا ایک معجزہ ہے کہ ایک امر کی خبر دی جس کی اطلاع خدا کے سوا کسیکو نہ تھی اور اُسی کے مطابق واقع ہوا۔ اس وقت پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عجم کے بادشاہ ایک یا دو شاخ سے زیادہ نہیں قطع کر سکیں گے یعنی اُن کو معمولی غلبہ حاصل ہو گا پھر وُہ خود ختم ہو جائیں گے۔ اور اہل رُوم مدتوں رہیں گے اور ان کی بادشاہی آخر زمانہ تک باقی رہے گی۔ آنحضرتؐ کی پیشینگوئی کے مطابق بادشاہانِ عجم باوجود قوت وطاقت کے برطرف ہوگئے اور رُومی جو اہل فرنگ ہیں موجود ہیں، اور رہیں گے۔ حضرت صاحب الامر علیہ السّلام ان کو برطرف کریں گے۔ خدا نے دُوسری چند آیتوں میں فارس و روم کے ملکوں کی فتح اور دُوسری فتحیں اور نصرتیں بھی بیان کی ہیں جنکا ذکر اس کتاب میں مناسب نہیں، بحار الانوار میں اس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ خدا نے دُوسرے مقام پر فرمایا ہے:۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (پ۲۷ سورۃ القمر آیت۴۵) عنقریب یہ گروہ بھاگ جائے گا اور پُشت پھرا لے گا۔" ایسا ہی ہوا جلد ہی جنگ بدر واقع ہوئی اور اُس میں مُشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ پھر فرماتا ہے:۔ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ (پ۲۶ آیت۲۷ سورۃ الفتح) یقیناً خدا نے اپنے پیغمبرؐ کا خواب سچ

کر دکھایا کہ بیشک تم اگر خدا چاہے گا تو مسجد الحرام میں داخل ہو گے اس حال میں کہ امین ہو گے اور تمہارے سر گھٹے ہوئے ہوں گے، ناخن کٹے ہوئے ہوں گے اور تم کسی سے خوفزدہ نہ ہو گے۔" جیسا کہ اس کے بعد مذکور ہو گا۔ اور إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (پ۳۰ آیت۱ سورۃ کوثر) جو قرآن کا سب سے چھوٹا سورۃ ہے علاوہ فصاحتِ واضحہ کے بہت سے معجزات ظاہرہ پر مشتمل ہے۔ چنانچہ متعدد طریق سے منقول ہے کہ عاص بن وائل اور اُسی کے ایسے اکثر کفار اور عمرو بن عاص نے جبکہ عبداللہ آنحضرتؐ کے بیٹے کا انتقال ہوا تو کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتر ہیں (یعنی لاولد) کہ بعد میں نسل باقی نہ رہتی۔ حق تعالیٰ نے فرمایا إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ اے رسولؐ ہم نے تم کو کوثر عطا کیا یعنی ہر چیز میں کثرت۔ یعنی آنحضرتؐ کو علم وکمال ہر شخص سے زیادہ دیا اور آپؐ کی پیروی کرنے والوں اور اُمت کو تمام پیغمبروں کی اُمت کے برابر قرار دیا اور آپؐ کو اولاد میں کثرت عطا کی باوجودیکہ ہر زمانہ میں دشمن لعین اُن میں سے بہتوں کو شہید کرتے رہے پھر بھی اتنی کثرت بخشی کہ قریب ہے کہ تمام لوگوں کے برابر ہوں۔ اور آنحضرتؐ کی شفاعت تمام نبیوں سے زیادہ قرار دی۔ اور چشمۂ کوثر حضرتؐ کو دیا تمام مخلوق قیامت میں جس کی محتاج ہو گی اور اُن کے مرتبے اور ان کی اُمت کے اوصیا کے درجے تمام خلق سے بلند اور زیادہ کیئے۔ مجملاً یہ کہ ہر کمال اور بلندی جو ایک بشر کے لائق ہو سکتی ہے آنحضرتؐ کو تمام خلائق سے زیادہ عطا کیا۔ پھر فرمایا إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ۔ یقیناً تمہارا دُشمن ابتر اور بے اولاد ہو گا۔" ایسا ہی ہوا کہ جو لوگ حضرتؐ کو ابتر کہتے تھے باوجود اپنی کثرت اور اولاد کی زیادتی کے اور بنی اُمیہ باوجود اس شوکت و شان اور کثرت کے کہ بنی ہاشم کے مٹانے میں مشغول رہتے اور اُن میں سے بے شمار لوگوں کو ہر زمانہ میں قتل بھی کرتے رہے اب ان کا نام ونشان تک باقی نہیں اور آنحضرتؐ کی ذریت طاہرہ نے عالم کو منور کر رکھا ہے۔ غرضکہ یہی سورۂ کریمہ قرآن عظیم اور رسولؐ کریم کے معجزہ کے لیئے کافی ہے اس کے لیئے جو یقین کا طالب ہو۔ (مؤلف فرماتے ہیں کہ) اے عزیز ہر چند بے کمال قاصر ہمتوں کے عدم ملال کے لیئے اعجاز کلام ربانی کے وجوہ میں ہزار میں ایک اور بے حد وانتہا میں بہت کم وجہیں مَیں نے بیان کی ہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھو گے تو خدا کے فضل وکرم سے ان آٹھ وجہوں کے ذیل میں رُوحانی بہشت کے آٹھ دروازے تم پر مَیں نے کھول دیئے ہیں کہ جس دروازہ سے ایمان ویقین کے قدم کے ساتھ تم آؤ تمہارے واسطے بے انتہا فائدے اور مواد اور بے اندازہ حقائق کی شقیں مہیا اور موجود ہیں۔ اور کتاب عین الحیات میں بھی حکمتوں اور معرفتوں کے چشمے ان باغوں میں مَیں نے جاری کیئے ہیں۔

واضح ہو کہ تمام پیغمبروں کے معجزوں پر قرآن کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ اُن کے تمام معجزات ان کی زندگی سے مخصوص تھے اور یہ معجزہ روزِ قیامت تک باقی ہے۔ دوسرا امتیاز یہ کہ اُن پیغمبروں کے معجزات کے فائدے اظہارِ حقیقت کے سوا اور کچھ نہ تھے۔ اگر کچھ اور فائدہ تھا تو وُہ عام نہ تھا۔ لیکن یہ خوانِ نعمتِ ربانی قیامت تک ادنیٰ واعلیٰ کے لیئے بچھا ہوا ہے۔ اور ہر گھڑی اس سے لاکھوں مُردہ دل حیاتِ ابدی پاتے ہیں اور ہر لحظہ ہزاروں رُوحانی اندھے اور بہرے بینا وشنوا ہوتے ہیں اور ہر زمانہ میں رنجوروں کا گروہ دردہائے پنہاں سے شفا پاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے پُوچھا کہ کیا سبب ہے کہ جس قدر قرآن کو زیادہ پڑھتے ہیں وُہ تازہ تر معلوم ہوتا ہے اور زیادہ پڑھنے سے مکرر نہیں معلوم ہوتا۔ فرمایا اس لیئے کہ خدا نے قرآن کو کسی مخصوص زمانہ کے لیئے نہیں بھیجا ہے اور نہ کسی خاص جماعت کے لیئے مقرر کیا ہے بلکہ قیامت تک کی تمام مخلوق کے واسطے نازل کیا ہے۔ لہذا اس کو ایسا قرار دیا ہے کہ بار بار کی تلاوت سے مکدر نہ ہو اور اس کی تازگی ہمیشہ بڑھتی رہے۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ قرآن خدا کی مضبوط رسی ہے اور تمسک کرنے والوں کے لیئے عروۃ الوثقیٰ اور طریق مستقیم ہے جو اپنے سالکوں کو بہشت کی جانب کھینچتی ہے اور جہنم کے عذاب سے نجات بخشتی ہے اور زمانہ کے امتداد کے سبب کہنہ نہیں ہوتی اور زبانوں پر بار بار جاری ہونے سے بے قدر نہیں ہوتی اس لیئے کہ اس کو کسی ایک زمانہ کے لیئے نازل نہیں کیا بلکہ ہر زمانہ میں ہر انسان پر دلیل وحجت ہے اور باطل اس کے سامنے اور پیچھے سے نہیں آسکتا اور وُہ حکیم وحمید کی جانب سے بھیجا گیا ہے۔

۱۵ پندرھواں باب

تمام پیغمبروں کے معجزات کے مثل آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے معجزات کے اظہار کا بیان

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ لوگوں نے جناب امیرؑ سے پُوچھا کہ آیا جناب موسیٰؑ ے معجزہ کے مانند جناب رسولؐ خدا کو بھی معجزہ دیا گیا ہے کہ توریت قبول نہ کرنے سے بنی اسرائیل کے سر پر دِہ طور لٹکا دیا گیا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا بیشک اُسی خدا کی قسم جس نے حضرتؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کوئی معجزہ آدمؑ سے آخر پیغمبر تک کو خدا نے نہیں دیا جس کا مثل یا اس سے بہتر آنحضرتؐ کو نہ عطا کیا ہو۔ ک اس معجزہ کا مثل جو تم نے دریافت کیا آنحضرتؐ کو خدا نے عطا فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب پیغمبرؐ خدا مکہ میں اظہارِ دینِ حق فرمایا تمام اہلِ عرب حضرتؐ کے دشمن ہو گئے اور ہر حیلہ وتدبیر سے آنحضرتؐ کو دفع نے کی کوشش کرنے لگے۔ اور مَیں پہلا شخص ہوں جو حضرتؐ پر ایمان لایا۔ وُہ روز دوشنبہ کو مبعوث ئے اور مَیں نے اُن کے ساتھ سہ شنبہ کو نماز پڑھی اور سات سال تک میں تنہا اُن کے ساتھ نماز ھتا رہا یہانتک کہ چند اشخاص اسلام میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد خدا نے اپنے دین کو قوت دی۔ ۔ روز مَیں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ قبل اس کے کہ دُوسرے ایمان لائیں اُس وقت مشرکوں کا گروہ حضرتؐ کے پاس آیا اور کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم دعوےٰ کرتے ہو کہ خدا کے پیغمبر ہو

اور اسی پر بس نہیں بلکہ کہتے ہو کہ تمام پیغمبروں سے افضل و برتر ہو۔ اگر یہ تم سچ کہتے ہو تو چند معجزات گزشتہ پیغمبروں کے معجزات کے مانند ہم تم سے دیکھنا چاہتے ہیں ہم کو دکھاؤ۔ پھر ان میں چار فرقے ہو گئے ایک فرقہ نے معجزۂ نوحؑ طلب کیا کہ انہوں نے اپنی قوم کو غرق کر دیا اور خود مع مومنین کے کشتی میں نجات پائی۔ دُوسرے فرقہ نے کہا ہم معجزۂ موسےٰؑ کے مانند معجزہ چاہتے ہیں جس طرح اُنہوں نے اپنے اصحاب کے سر پر پہاڑ کو بلند کیا تو اُنہوں نے اطاعت کی۔ تیسرے فرقہ نے کہا ہم کو معجزۂ ابراہیمؑ کے مانند معجزہ دکھائیے کہ ان کو آگ میں ڈالا گیا اور آگ انپر سرد اور سلامتی کا باعث ہو گئی۔ چوتھے فرقہ نے کہا ہم کو معجزۂ عیسےٰؑ کے مانند معجزہ دکھائیے کہ وُہ لوگوں کو بتا دیتے تھے جو کچھ وُہ کھاتے تھے یا اپنے گھر میں جمع کرتے تھے۔ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا تمہاری طرف عذابِ خدا سے ڈرانے والا اور معجزات دکھانے والا رسولؐ ہوں اور معجزۂ واضح وظاہر قرآن لایا ہوں۔ تم اور تمام عرب اور ساری قومیں اس کے مقابل اور اس کے مثل لانے سے عاجز ہیں لہذا وہ حجتِ خدا اور میں تم پر خدا کا رسُول ہوں۔ اس کے باوجود مجھ کو مناسب نہیں کہ بارگاہِ اقدس الٰہی میں کسی نئی بات کو پیش کرنے کی جراٗت کروں اور اُس سے سوال کروں۔ مجھ پر صرف اس کی رسالت کا ادا کر دینا لازم ہے۔ اور حجت تمام کر دینے اور میری حقیقت ثابت ہونے کے بعد اگر میں اُس سے کسی نئی بات کی خواہش کروں اور تم ایمان نہ لاؤ تو بہت ممکن ہے کہ وُہ تم پر عذاب نازل ہونے کا سبب ہو جائے۔ اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا کہ خداوند علی الاعلےٰ آپؐ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے رسُولؐ میں ان کے لیئے وُہ تمام آیات و معجزات جو انہوں نے طلب کیئے ہیں فوراً دکھانے کو تیار ہوں اگرچہ وُہ ان کو دیکھنے کے بعد اپنے کفر پر اڑے رہیں گے سوائے اُن کے جنکو میں ضلالت سے بچا لوں۔ لیکن جو کچھ وُہ چاہتے ہیں اتمامِ حجت کی زیادتی کے لیئے میں دکھانے کو تیار ہوں۔ لہذا اُن لوگوں سے کہو جنہوں نے معجزۂ نوحؑ دیکھنا چاہا ہے کہ کوہِ ابو قبیس پر جائیں دامنِ کوہ میں پہنچیں گے معجزۂ نوحؑ مشاہدہ کریں گے۔ اور جب غرق ہونے لگیں تو علیؑ اور اُن کے دونوں فرزندوں کے وسیلے سے جو پیدا ہونے والے ہیں دُعا کریں تو نجات پائیں گے۔ اور اُن لوگوں سے کہو جو معجزۂ ابراہیمؑ دیکھنا چاہتے ہیں کہ مکہ کے کسی جنگل میں چلے جاؤ وہاں آتشِ ابراہیمؑ مشاہدہ کرو گے۔ جب آگ تم کو گھیر لے ہوا کے درمیان تم کو ایک خاتون نظر آئے گی جنکے دونوں جانب مقنع لٹک رہا ہو گا اُنکے وسیلہ سے دُعا کرو تو آگ سے نجات پاؤ گے۔ اور جو گروہ موسےٰؑ کے معجزہ کا طالب ہے اُن سے کہو کہ کعبہ کے پاس جائیں تو موسےٰؑ کا معجزہ نظر آئے گا، اور تمہارے چچا حمزہ ان کو نجات دیں گے۔ اور چوتھی جماعت سے کہو جنکا سردار ابوجہل ہے کہ میرے پاس ٹھہرو تاکہ جناب عیسٰیؑ کا معجزہ دکھاؤں اور جو کچھ تم نے خواہش کی ہے تم کو بتاؤں۔ غرض جب حضرتؐ نے خدا کا یہ پیغام ان کو پہنچایا ابوجہل منافق نے اُن تینوں فرقوں سے کہا کہ اُن مقامات کی طرف جاؤ جہاں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے تاکہ اُن کا جھوٹ ثابت ہو جائے۔ یہ سنکر پہلا گروہ دامنِ کوہِ ابو قبیس میں آیا ناگاہ اُن کے پَیروں کے نیچے سے پانی کے چشمے اُبلنا شروع ہوئے اور بغیر ابر کے آسمان سے پانی برسنے لگا اور آن کی آن میں پانی اُن کے دہن تک پہنچ گیا۔ وُہ پہاڑ کی طرف بھاگے۔ وُہ جس قدر پہاڑ پر چڑھ کر بلند ہوتے تھے اسی قدر پانی بلند

ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ وُہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے اور پانی انکے دہن سے قریب ہوگیا۔ ناگاہ اُنھوں نے علیؑ کو دیکھا کہ پانی پر کھڑے ہیں اور دو لڑکے ان کے داہنے اور بائیں موجود ہیں۔ پھر ان کو علیؑ نے آواز دی کہ میرا ہاتھ پکڑ لو یا ان میں سے ایک بچے کی انگلی پکڑ لو تاکہ نجات پاؤ۔ مجبوراً اُن میں سے بعض نے امیر المؤمنینؑ کا ہاتھ اور بعض نے دونوں میں سے ایک بچے کا ہاتھ پکڑا بعض نے دُوسرے کا ہاتھ پکڑا تو نجات پائی۔ پانی کچھ زمین میں جذب ہوگیا اور کچھ زمین پر ٹھہر گیا اور کچھ آسمان پر چلا گیا۔ اور وُہ پہاڑ سے نیچے اُترے تو مطلق پانی نہ تھا۔ جناب امیر علیہ السلام اُن لوگوں کو لیئے ہوئے جناب رسولؐ خدا کے پاس آئے۔ وُہ لوگ روتے تھے اور کہتے تھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ سردارِ انبیا اور تمام خلائق سے بہتر ہیں، ہم نے طوفانِ نوحؑ کا مثل دیکھ لیا اور ہم کو علیؑ اور اُن کے دونوں فرزندوں نے جنکو فی الحال ہم نہیں دیکھتے ہیں نجات دی۔ حضرتؐ نے فرمایا وُہ آیندہ میرے بھائی علیؑ سے پیدا ہوں گے اور اُن کے نام حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ وُہ جوانانِ اہلِ بہشت کے سردار ہیں اور اُن کے پدرؑ اُن سے بہتر ہیں۔ اور سمجھ لو کہ دُنیا ایک دریا ہے جس میں بہت سی مخلوق ڈُوب چکی ہے اور کشتیٔ نجاتِ دُنیا آلِ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یعنی علیؑ اور اُن کے دونوں فرزندؑ جنکی صورتیں تم نے دیکھیں؛ اور میرے اہلبیتؑ کے تمام فضلا جو میرے اوصیا ہیں۔ تو جو اس کشتی میں سوار ہوگا نجات پائے گا اور جو اس سے دُور رہے گا ڈوب جائے گا۔ اسیطرح آخرت میں جہنم کی آگ اور اس کا کھولتا ہوا پانی مثل دریا کے ہے اور یہ میرے اہلبیتؑ میری اُمت کی کشتی ہیں جو اپنے محبّوں اور شیعوں کو جہنم سے گزار کر بہشت میں پہنچائیں گے۔ پھر جناب رسولؐ خدا نے ابوجہل سے فرمایا تُونے سُنا جو کچھ ان لوگوں نے بیان کیا؟ اُس نے کہا ہاں۔ اب دیکھوں دُوسرا گروہ کیا کہتا ہے۔ پھر دُوسرا گروہ روتا ہوا آیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ پروردگارِ عالم کے رسولؐ اور تمام خلق سے بہتر ہیں۔ ہم ہموار صحرا میں گئے اور جو آپؐ نے بتایا تھا ہم نے دل میں سوچا۔ یکایک ہم نے دیکھا کہ آسمان شگافتہ ہوا اور آگ کے انگارے گرے پھر زمین پھٹی اور اُس سے آگ کے شعلے بلند ہوئے اور اس قدر بڑھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام زمین کو گھیر لیں گے اور ہمارے جسموں میں حرارتِ آتش سے جوش آنے لگا۔ اور ہم کو یقین ہوگیا کہ ہم جل کر ہلاک ہو جائیں گے ناگاہ ہوا میں ہم کو ایک بی بی نظر آئیں جنکے دونوں طرف مقنعے لٹکے ہوئے تھے جو ہمارے قریب تھے کہ ہمارے ہاتھ اُن کے تاروں تک پہنچ سکتے تھے۔ اُس وقت ایک منادی نے ندا کی کہ اگر نجات چاہتے ہو تو مقنعہ کے تاروں کو پکڑ لو۔ یہ سُنتے ہی ہم اُس کے تاروں سے لپٹ گئے اور ہوا میں بلند ہو گئے۔ ہم آگ اور اس کے شعلوں کو دیکھتے تھے، اس کی گرمی و حرارت محسوس کرتے تھے، لیکن اُس کے شرارے ہم تک نہیں پہنچتے تھے اور نہ وُہ باریک تار ہمارے وزن سے ٹوٹتے تھے۔ غرض ہم کو اُن بی بیؑ نے آگ سے نجات دی، اور ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے صحن خانہ میں اُتار دیا۔ ہم اپنے گھروں سے آپؐ کی خدمت میں آ رہے ہیں۔ ہم نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ آپؐ کا دین اختیار کیئے بغیر چارہ نہیں اور آپؐ بیشک ہر اس شخص سے بہت بہتر و برتر ہیں جس سے لوگ ملتجی ہوں اور خدا کے بعد اُس پر بھروسہ کریں۔ اور اپنے قول میں سچے اور اپنے کردار میں حکیم ہیں۔ یہ سُنکر جناب رسولؐ خدا نے ابوجہل لعنہ سے

فرمایا کہ حقتعالٰی نے اس فرقۂ دوم کو معجزۂ ابراہیمؑ دکھا دیا۔ ابوجہل لعنہ نے کہا اب دیکھیں تیسرا گروہ کیا کہتا ہے۔ اُنکی بات بھی سُن لیں۔ حضرتؐ نے اُن لوگوں سے فرمایا جو معجزۂ ابراہیمؑ دیکھ کر آئے تھے کہ اے بندگانِ خدا حق تعالٰے نے جس بی بی کے ذریعہ سے تم کو نجات دی وُہ میری بیٹی فاطمہ (صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا) بہترین زنانِ عالم ہے۔ جب خداوند عالم روزِ حشر اوّلین وآخرین کو مبعوث کرے گا ایک منادی عرش کے نیچے سے ندا دے گا کہ اے گروہِ خلائق اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو تاکہ فاطمہؑ بنت محمدؐ سیّدۂ زنانِ عالمیان صراط پر سے گزریں۔ تمام مخلوق اپنی اپنی آنکھیں بند کرے گی سوائے محمدؐ و علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور تمام ان کے فرزندوں کے جو امامؑ ہیں۔ کیونکہ یہ ذواتِ مقدسہ ان کے محرم ہیں۔ وُہ معصومہؑ صراط سے گزریں گی، اُنکی ردا کا دامن صراط پر کھنچتا ہوگا۔ بہشت کا ایک سرا فاطمہؑ کے ہاتھ میں ہوگا اور دُوسرا ہاتھ صحرائے قیامت کی جانب ہوگا۔ اُس وقت ہمارا پروردگار ندا کرے گا کہ دوستان و محبّانِ فاطمہؑ ان کی چادر کے تاروں سے لپٹ جائیں تو جو شخص آنحضرتؐ کا دوست ہوگا اُس کے ریشے یا کسی تار سے لپٹ جائے گا۔ یہاں ہزار گروہ سے زیادہ لوگ لپٹیں گے اور ہر گروہ میں ہزار ہزار آدمی ہوں گے آن معظمہؑ کی چادر کی برکت سے سب جہنم سے نجات پائیں گے۔ پھر تیسرا گروہ روتا ہوا آیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ اور عالم میں سب سے بہتر ہیں اور علیؑ تمام اوصیائے پیغمبران سے بہتر ہیں اور آپؐ کی آلؑ اُن سب کی آل سے بہتر ہے۔ آپؐ کے اصحابؓ اُن کے اصحاب سے اور آپؐ کی اُمت اُن سب کی اُمتوں سے بہتر ہے۔ ہم نے آپؐ کے معجزات اور آثار اس قدر دیکھے کہ آپؐ کی صداقت کے اقرار و اعتراف کے بغیر چارہ نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا جو کچھ تم لوگوں نے دیکھا بیان کرو۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم کعبہ کے زیر سایہ بیٹھے ہوئے آپ کی باتوں کا مذاق اُڑا رہے تھے اور آپؐ کے معجزات کے دعوے کو غلط سمجھ رہے تھے ناگاہ ہم نے دیکھا کہ کعبہ اپنے مقام سے اُکھڑ کر بلند ہوا اور ہمارے سروں پر آکر رُک گیا۔ ہم سب اپنی جگہ پر سہمے ہوئے تھے اور حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اسی اثناء میں آپؐ کے چچا حمزہؓ آئے اور اپنا نیزہ کعبہ کے نیچے گاڑ دیا اور کعبہ کو باوجود اس عظمت کے اپنے نیزہ پر روک لیا۔ اور ہم لوگوں سے کہا باہر نکلو اور دُور ہو جاؤ۔ جب ہم لوگ نکل کر دُور چلے گئے تو کعبہ اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔ یہ دیکھ کر ہم لوگ مسلمان ہوگئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرتؐ نے ابوجہل لعنہ سے خطاب فرمایا کہ یہ ہیں فرقۂ سوم کے لوگ اور تیرے سامنے کہہ رہے ہیں جو کچھ دیکھ کر آئے ہیں۔ ابوجہل لعنہ نے کہا کیا معلوم سچ کہتے ہیں یا جھوٹ بولتے ہیں، اور کیا معلوم کہ صحیح تحقیق بھی کیا ہے یا کوئی خیال ان کی نگاہوں کے سامنے متشکل ہوا۔ مَیں نے جو کچھ چاہا ہے اگر آپ مجھ کو وُہ دکھائیں تو لازم ہے کہ ایمان لاؤں ورنہ انکی تصدیق کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ حضرتؐ نے فرمایا جبکہ اس جماعت کی باوجود اس خلوص و اعتقاد کے جو اُن سے تجھ کو حاصل ہے تُو تصدیق نہیں کرتا تو اپنے آباؤ اجداد کے کمالات و آثار کی اور اُن کے دشمنوں کی برائیوں اور عیوب کی جنکو ہمیشہ بیان کرتا رہتا ہے تُو کس مُنہ سے تصدیق کرتا ہے اور کیونکر سچ سمجھتا ہے کہ شام اور عراق وغیرہ ہیں جبکہ تُو نے ان میں سے کسی مُلک کو نہیں دیکھا ہے، بلکہ لوگوں کے کہنے سے یقین کر لیا ہے۔ یقیناً حجتِ خدا ان لوگوں پر تمام ہو چکی جو وُہ دیکھ چکے اور اُن لوگوں پر تمام ہو گئی جنہوں نے سُنا۔

پھر حضرتؐ نے فرقۂ سوم کی جانب رُخ کیا اور فرمایا کہ وُہ حمزہؓ جنھوں نے کعبہ کو تمہارے سروں پر روک رکھا تھا رسولؐ خدا کے (میرے) چچا ہیں۔ خداوند عالم نے اُن کو مراتب بلند اور درجات رفیع عطا کیئے ہیں اور ان کو بہت سی فضیلتوں کے ساتھ محبتِ محمدؐ و علیؑ کے سبب سے باوقار کیا ہے۔ یقیناً حمزہؓ عمِ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم روزِ قیامت ان کے محبّوں سے جہنّم کو دُور کریں گے جس طرح آج کعبہ کو تمہارے سروں پر گرنے سے روک دیا۔ وُہ اُس روز صراط کے پاس بے شمار لوگوں کو دیکھیں گے جنکی تعداد سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ وُہ سب حمزہؓ کے دوست ہوں گے۔ اور بہت گنہگار ہوں گے اس لیئے ان کے اور صراط کے درمیان ایک دیوار حائل ہوگی۔ وُہ جب جناب حمزہؓ کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال میں ہیں اُس وقت جناب حمزہؓ رسولؐ خدا اور امیرالمؤمنینؑ سے کہیں گے کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرے محب فریاد کر رہے ہیں۔ تب جناب رسُولؐ خدا اپنے ولیؑ سے کہیں گے کہ اے علیؑ اپنے چچا کی اُن کے دوستوں کو جہنم کی آگ سے بچانے میں مدد کرو۔ اُس وقت امیرالمؤمنینؑ جناب حمزہؓ کے نیزہ کو جس سے اُنھوں نے دُنیا میں راہِ خدا میں جہاد کیا ہے لائیں گے اور جناب حمزہؓ کو دیں گے اور کہیں گے کہ اپنے دوستوں سے جہنم کو دُور کیجئے جس طرح اس نیزہ سے دُشمنانِ خدا کو دوستانِ خدا سے دفع کرتے تھے۔ حضرت حمزہؓ نیزہ کو لے کر اُس سے اپنے دوستوں کو آگ کی دیواروں سے عبُور کرائیں گے جو ان کے اور صراط کے درمیان حائل ہونگی اور بقوتِ الٰہی پانچ سو سال کی راہ کے فاصلہ تک دُور کر دیں گے۔ اور اپنے دوستوں کو کہیں گے کہ چلو اور وُہ لوگ صحیح و سالم صراط سے گزر کر بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر حضرت رسولؐ خدا نے ابوجہل لعنہ سے فرمایا اس فرقۂ سوم نے بھی خدا کے آیات و معجزات دیکھ لیئے۔ اب تُو بتا کیا معجزہ چاہتا ہے تاکہ تجھے بھی دکھا دوں۔ اُس لعین نے کہا جناب عیسےٰؑ کا معجزہ جو آپؐ کہتے ہیں کہ وُہ لوگوں کو بتا دیا کرتے تھے جو وُہ اپنے گھروں میں کھایا اور جمع کیا کرتے تھے۔ لہٰذا مجھے بتائیے کہ آج مَیں نے کیا کھایا ہے اور کھانے کے بعد کیا کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں بتا دُوں گا جو کچھ تُو نے کھایا اور جمع کیا ہے اور جو کچھ کھانے کے درمیان تُو نے کیا ہے۔ وُہ سب تیری رُسوائی کا سبب ہوگا اس لیئے کہ تُو نے جو رسُولؐ خدا کے ساتھ طلبِ معجزہ میں گستاخی کی ہے اگر تُو ایمان لائے گا تو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ اگر ایمان نہ لائے گا تو دُنیا کی فضیحت، رُسوائی اور ذلّت اُٹھائے گا اور آخرت میں ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہوگا اور ہرگز نجات نہ پائے گا۔ اے ابوجہل تُو گھر میں مُرغ کھانے کے لیئے بیٹھا جو تیرے لیئے بریاں کیا گیا تھا، لقمہ تُو نے اُٹھایا ہی تھا کہ تیرا بھائی ابوالبختری دروازہ پر آیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی تو ڈرا کہ وُہ بھی اُس مُرغ میں شریک ہو جائے گا اور اپنے بخل کے سبب سے اپنے دامن کے نیچے تُو نے چھپا لیا تب اُسکو بلایا۔ ابوجہل لعنہ نے کہا جھُوٹ ہے۔ یہ سب کچھ نہیں ہوا۔ مَیں نے آج مُرغ نہیں کھایا اور نہ کچھ ذخیرہ کیا ہے۔ اب آپ اپنی بات پوری کیجئے کہ میں نے اور کیا کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا تین سو اشرفیاں تو خود تیری ہیں اور دس ہزار لوگوں کی امانت ہے۔ ایک کی سَو اشرفی ہے، دُوسرے کی دو سو اشرفی تیسرے کی پانچ سو، چوتھے کی سات سو اور پانچویں شخص کی ہزار اشرفیاں۔ اسیطرح اور لوگوں کی ہیں۔ اور ہر ایک کا مال تھیلیوں میں تھا۔ تُو نے خیانت کا ارادہ کیا۔ جب تیرا بھائی واپس چلا گیا تو تُو نے مُرغ کا سینہ کھایا اور باقی رکھ دیا۔

اور لوگوں کا مال دفن کر دیا تاکہ واپس نہ کرے لیکن خدا کی مصلحت تیری تدبیر کے خلاف ہے۔ ابوجہل ملعون نے کہا آپ نے یہ بھی غلط کہا میں نے کچھ دفن نہیں کیا بلکہ وُہ دس ہزار اشرفیاں چور لے گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے یہ سب کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا ہے بلکہ جبریل علیہ السّلام موجود ہیں اور خدا کی جانب سے خبر دے رہے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ اے جبریلؑ باقی ماندہ مُرغ لے آؤ۔ ناگاہ وُہ مرغ لا کر حاضر کیا گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل لعنہ پہچانتا ہے اس کو؟ اُس نے کہا نہیں میں نے اس میں سے نہیں کھایا ہے، اور نیم خوردہ مُرغ دُنیا میں ہزاروں ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے مُرغ ابوجہل مجھ پر الزام لگاتا ہے کہ میں جبریلؑ کے بارے میں جھُوٹ کہہ رہا ہوں، اور جبریلؑ پر الزام لگاتا ہے کہ وُہ خداوند عالم کے بارے میں دروغ کہتے ہیں لہٰذا میری صداقت اور ابوجہل لعنہ کی غلط گوئی پر گواھی دے۔ ناگاہ وُہ مُرغ بحکمِ خدا گویا ہوا اور کہا میں گواھی دیتا ہوں کہ اے محمدؐ آپ خدا کے رسولؐ ہیں اور بہترین جمیع خلائق ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ ابوجہل لعنہ دشمنِ خدا ہے اور جان بوجھ کر حق کے ساتھ دشمنی کر رہا ہے۔ اس نے میرا گوشت کھایا اور باقی ذخیرہ کر دیا تھا لہٰذا اس پر خدا کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو۔ اور یہ منافق باوجود کفر کے بخیل بھی ہے۔ اس کا بھائی آ گیا تو اس نے مجھے اپنے دامن کے نیچے چھپا لیا اس خوف سے کہ کہیں اس کا بھائی بھی کھانے میں شریک نہ ہو جائے۔ اے رسولؐ خدا آپ تمام سچوں سے زیادہ سچے ہیں اور ابوجہل لعنہ دروغ گو، افترا پرداز اور منافق ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوجہل لعنہ کیا یہ معجزہ جو تُو نے دیکھا کافی نہیں ہے؟ ایمان لا تاکہ عذابِ خدا سے محفوظ ہو جائے۔ ابوجہل لعنہ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ چند باتیں لوگوں کو وہم میں ڈالنے کے لیئے آپ نے کی ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا اس مُرغ کے تیرے دیکھنے اور اس کی آواز سننے میں اور تمام قریش کے دیکھنے اور سننے میں کوئی فرق معلوم ہوتا ہے؟ ابوجہل لعنہ نے کہا نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا پھر کیا احتمال اور شک کرتا ہے کہ جو کچھ اپنے حواس سے تُو نے ادراک کیا سب محض خیال ہے۔ ابوجہل لعنہ نے کہا نہیں میں ان کو صرف خیال نہیں سمجھتا۔ حضرتؐ نے فرمایا جبکہ تُو اس میں اور اُن میں کوئی فرق نہیں سمجھتا تو سمجھ لے کہ یہ محض خیال نہیں ہے۔ پھر حضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک اُس مُرغ پر وہاں ملا جہاں سے اُس ملعون نے کھایا تھا اُس کا وُہ تمام گوشت اور اعضا بدستور مکمل ہو گئے۔ فرمایا یہ معجزہ تُو نے دیکھا۔ اُس نے کہا یہ بھی خیال اور وہم معلوم ہوتا ہے مجھے یقین نہیں۔ پھر فرمایا کہ اے جبریلؑ وُہ مال جو اس دُشمنِ حق نے اپنے گھر میں دفن کیا ہے لے آؤ شاید یہ ایمان لائے۔ ناگاہ وُہ اشرفیوں کی تھیلیاں حضرتؐ کے پاس حاضر ہو گئیں وُہ تھیلیاں سب اُتنی ہی تھیں جس قدر حضرتؐ نے فرمایا تھا۔ پھر حضرتؐ نے ایک تھیلی اُٹھائی اور فرمایا فلاں شخص کو بُلاؤ یہ تھیلی اُس کی ہے۔ وُہ مرد بلایا گیا حضرتؐ نے وُہ تھیلی اُس کو دی اور فرمایا یہ تیرا مال ہے ابوجہل لعنہ نے خیانت کی تھی۔ اسی طرح ایک ایک تھیلی اُٹھاتے اور اس کے مالک کو بلا کر دیتے تھے یہانتک کہ تمام مال سب کو واپس دیا۔ ابوجہل حیرت میں تھا اور رُسوا ہوتا رہا۔ باقی تین سو اشرفیاں ابوجہل کی رہ گئیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا ایمان لا تاکہ یہ اپنی اشرفیاں لے سکے اور خدا تجھ کو اس مال میں اس قدر برکت دے گا کہ تو تمام قریش سے زیادہ مال دار ہو جائے گا۔ اور تجھ کو ان سب پر امیر بنا دے گا۔ اُس نے کہا ایمان تو نہیں لاؤں گا لیکن

اپنا مال لوں گا۔ جب اپنا ہاتھ مال لے لینے کے لیئے بڑھایا تو حضرتؐ نے اُس مُرغ کو آواز دی کہ لے لے اس ملعون کو کہ ہاتھ تھیلی تک نہ پہنچا سکے۔ یہ سُنتے ہی وُہ مُرغ بقدرتِ الٰہی جھپٹا اور اپنے چنگل سے ابوجہل لعین کو پکڑ کر ہوا میں بلند کیا اور اس کو لے جا کر اس کے گھر کی چھت پر ڈال آیا۔ حضرتؐ نے وُہ مال فقرائے مومنین کو تقسیم کر دیا۔ پھر حضرتؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ وُہ معجزہ تھا جس کو خدا نے ابوجہل لعین کے لیئے ظاہر کیا۔ اُس نے بغض و عناد سے انکار کیا۔ اور یہ مُرغ جو زندہ ہوا بہشت کے طائروں سے ہو گا جو تمہارے لیئے بہشت میں پرواز کرے گا۔ بیشک بہشت میں طرح طرح کے طائر شتر کے برابر ہیں جو بہشت میں پرواز کرتے ہوں گے۔ جب مومنین اور محبانِ محمدؐ و آلِ محمد علیہم الصّلوٰۃ والسّلام ان میں سے کسی کے کھانے کی آرزو کریں گے تو وُہ نیچے آ جائے گا اور اُس کے سامنے اس کے بال و پر اُکھڑ جائیں گے۔ وُہ بغیر آگ کے بریاں ہو جائے گا۔ اُس کا ایک حصّہ کباب بن جائے گا دوسرا حصّہ بُھنا ہوا گوشت ہو جائے گا اور وُہ اس کو کھا کر سیر ہو جائے گا اور الحمد للہ ربّ العالمین کہے گا تو وُہ طائر زندہ ہو کر پھر اُڑ جائے گا؛ اور تمام مُرغانِ بہشت پر فخر کرے گا اور کہے گا کون میرا مثل ہے کہ خدا کے دوست نے بحکمِ خدا مجھ کو تناول کیا ہے۔

حدیث معتبر میں موسےٰ بن جعفر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ اصحاب رسولؐ جمع تھے اور جناب امیرؑ ان کے درمیان بیٹھے تھے کہ ایک یہودی آیا اور کہا اے اُمّتِ محمدؐ کوئی درجۂ پیغمبری ایسا باقی نہیں جس کو تم اپنے پیغمبرؐ کے لیئے نہ ثابت کرتے ہو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ اگر خدا نے جناب موسےٰؑ سے طُور پر کلام کیا تو ہمارے پیغمبرؐ سے آسمانِ ہفتم پر باتیں کیں۔ اگر جناب عیسیٰؑ نابینا کو بینا اور مُردوں کو زندہ کرتے تھے تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قریش نے مردہ کو زندہ کرنے کی خواہش کی تو آپؐ نے مجھ کو بلا کر اُن کے ساتھ قبرستان بھیجا۔ مَیں نے دُعا کی تو مُردے بقدرتِ خدا قبروں سے باہر آ گئے؛ اُن کے سروں سے مٹی گر رہی تھی۔ جنگ اُحد میں ابوقتادہ کی آنکھ پر نیزہ لگا جس سے آنکھ باہر نکل پڑی۔ وُہ اس کو لیئے ہوئے رسُولؐ اللہ کے پاس آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ اب تو میری زوجہ کو مجھ سے نفرت ہو جائے گی حضرتؐ نے اُس کی آنکھ حلقۂ چشم میں رکھ دی وُہ درست ہو گئی اور دُوسری آنکھ سے زیادہ روشن اور بینا ہو گئی۔ اُسی جنگ میں عبداللہ بن عتیک کا ہاتھ جدا ہو گیا۔ وُہ رات کو وُہی ہاتھ لے کر حضرتؐ کی خدمت میں آئے حضرتؐ نے اس کو درُست کر دیا کہ کٹنے کا نشان تک باقی نہ رہا۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے ایک روز آپؑ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے کسی پیغمبرؑ کو کوئی معجزہ اور نشانی عطا نہیں کی مگر یہ کہ محمدؐ و علیؑ کے لیئے اُس کے مثل ظاہر فرمایا اور اُس سے برتر آنحضرتؐ کے لیئے مقرر فرمایا۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا یا ابن رسولؐ اللہ جناب عیسےٰؑ کے مانند مُردوں کو زندہ کرنے، اندھے اور مبروص کو شفا دینے اور گھروں میں جو کچھ لوگ کھایا کرتے اور جو کچھ جمع کرتے تھے ان سب کی خبر دینے کے مانند معجزات آنحضرتؐ سے کس طرح ظاہر ہوئے؟ امامؑ نے فرمایا ایک روز آنحضرتؐ حضرت علیؑ کے ساتھ مکّہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے اور ابولہب لعین حضرتؐ کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا اور حضرتؐ کو پتھر مار رہا تھا کہ حضرتؐ کے پیر زخمی ہو گئے تھے اور خون جاری تھا۔ ابولہب چلّا چلّا کر کہہ رہا تھا کہ اے گروہ قریش یہ جادوگر ہے لہٰذا اس کو پتھر

مارو اور اس سے علیحدہ رہو اور پرہیز کرو۔ غرض قریش کے اوباشوں کو حضرتؐ کی ایذادہی اور آزار رسانی پر آمادہ کر رہا تھا، وُہ لوگ بھی حضرتؐ کے پیچھے پڑ گئے اور حضرتؐ کو پتھروں سے مارنے لگے جو حضرت علیؑ کو بھی لگ رہے تھے۔ اُن مشرکین میں سے ایک شخص نے کہا اے علیؑ تم ہمیشہ محمدؐ کی طرفداری ظاہر کرتے ہو اور اُن کی طرف سے لڑنے پر آمادہ رہتے ہو حالانکہ ابھی تم نے کوئی جنگ دیکھی نہیں ہے پھر اپنی دانست میں شجاعت میں اپنا نظیر بھی نہیں رکھتے ہو، اس وقت کیوں ان کی مدد نہیں کرتے۔ جناب امیرؑ نے جواب دیا کہ میں بغیر حضرتؐ کی اجازت کے کچھ نہیں کرتا۔ اگر وُہ حکم دیں تو دیکھو گے کہ کیا کرتا ہوں۔ غرض وُہ اسیطرح حضرتؐ کے پیچھے چل رہے تھے یہانتک کہ مکّہ کے باہر پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ پہاڑ کے پتھر حضرتؐ کی جانب لٹک رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر وُہ خوش ہو گئے اور بولے اب یہ پتھر محمدؐ و علی صلوات اللہ علیہما کو ہلاک کر دیں گے اور ہم ان کے شر سے نجات پا جائیں گے۔ غرض جب وُہ پتھر اُن حضراتؑ کے نزدیک پہنچے تو بقدرتِ خدا گویا ہوئے اور بولے:- السّلام علیك یا محمّد بن عبد اللّٰه بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف السّلام علیك یا علیّ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ھاشم بن عبد مناف السّلام علیك یا رسُولؐ ربّ العالمین وخیر الخلق اجمعین السّلام علیك یا سیّد الوصیین ویا خلیفة رسولؐ ربّ العالمین۔ جب ان کافروں نے یہ عجیب و غریب حالت دیکھی حیرت میں غرق ہو گئے اور اُن میں دس اشخاص بولے جو کفر و عناد میں بہت زیادہ تھے کہ یہ باتیں اُن پتھروں نے نہیں کہی ہیں بلکہ محمدؐ نے ان پہاڑوں کے پیچھے کچھ لوگوں کو چھپا دیا ہے تاکہ ہم کو فریب دیں یہ آوازیں اُنہی لوگوں کی ہیں۔ جب اُن لوگوں نے یہ باتیں کیں تو اُن پتھروں میں سے دس پتھر بلند ہو کر اُن دس اشخاص کے سروں پر ٹکرائے پھر بلند ہوئے پھر ٹکرائے اسیطرح اُن کے سروں پر پڑتے رہے یہانتک کہ اُن کے بھیجے اُن کی ناکوں سے بہہ گئے اور وُہ جہنم واصل ہوئے۔ اُن کے رشتہ دار روتے ہوئے آئے اور فریاد کرنے لگے کہ اُن کے مرنے سے زیادہ رنج و صدمہ تو یہ ہے کہ اب محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خوش ہوں گے کہ وُہ سب ان کے اعجاز سے مرے ہیں۔ جب اُن سب کا جنازہ تیار کیا گیا تو کفن کے اندر سے پکار کر کہنے لگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مطلق جھوٹے نہیں بلکہ سچے ہیں البتہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ یہ سُنکر جنازہ اُٹھانے والے کانپنے لگے اور مُردے زمین پر گر پڑے۔ آخر وُہ لوگ کہنے لگے کہ ہم ان دشمنانِ محمدؐ کو نہیں اُٹھائیں گے کہ عذابِ خدا کی جانب لے جائیں۔ یہ سُنکر ابوجہل ملعون نے کہا کہ ان مُردوں کا بولنا اور وُہ پتھر وغیرہ سب محمدؐ کے جادُو کے سبب سے ہیں۔ اگر تمہارا خیال صحیح ہے کہ یہ اُمور محمدؐ کے اعجاز کا نتیجہ ہیں تو کہو کہ محمدؐ دُعا کریں کہ خدا ان مُردوں کو زندہ کر دے۔ ان کافروں نے آنحضرتؐ سے یہ التجا کی۔ آپؐ نے امیرالمومنینؑ سے فرمایا کہ یا علیؑ ان کی باتیں تم نے سُنیں۔ بتاؤ ان کے پتھر مارنے سے تم کو کے زخم لگے عرض کی چار۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھ کو چھ زخم آئے ہیں؛ وہ مرنے والے کافر بھی دس ہیں۔ چھ کے لیئے میں دُعا کرتا ہوں چار کے لیئے تم دُعا کرو تاکہ خداوند عالم اُن کو پھر دُنیا میں واپس بھیجدے۔ جب اُن حضراتؑ نے دُعائیں کیں وُہ سب زندہ ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے مسلمانو! محمدؐ اور علیؑ کی شان بہت عظیم اور درجے بہت بلند ہیں اس عالم میں

جہاں ہم لوگ ابھی تھے۔ ہم نے وہاں محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ دیکھی کہ وُہ عرش کے پاس کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور علی علیہ السّلام کی شبیہ نظر آئی کہ وُہ ایک تخت پر کرسی کے نزدیک تشریف فرما ہیں اور آسمانوں کے اور عرش و کرسی کے اور حجابات کے تمام فرشتے ان کے گرد جمع ہیں۔ ان کی تعظیم کر رہے ہیں اور اُن پر صلوات بھیج رہے ہیں۔ وُہ دونوں بزرگوار جو فرماتے ہیں وُہ فرشتے ان کی اطاعت کرتے ہیں اور فرشتے جو حاجت خدا سے طلب کرتے ہیں ان کو شفیع قرار دیتے ہیں۔ آخر اُن میں سے سات اشخاص ایمان لائے باقی اپنے کفر پر اڑے رہے۔

پھر جناب امام حسن عسکری علیہ السّلام نے فرمایا کہ اگر خدا نے جناب عیسےٰؑ کی رُوح القدس سے تائید کی تو جبریلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے جس روز آنحضرتؐ نے اپنی عبا اوڑھ کر اس کے اندر علیؑ و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السّلام کو داخل کیا اور فرمایا خداوندا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں۔ میری جنگ اُس سے ہے جو ان سے جنگ کرے اور میں صلح رکھتا ہوں اُس سے جو ان سے صلح رکھے۔ مَیں اُس کا دوست ہوں جو ان کا دوست ہو اور اُس کا دشمن ہوں جو ان کا دشمن ہے۔ لہٰذا پالنے والے تُو جنگ کر اُس سے جو ان سے جنگ کرے اور صلح کر اس سے جو ان سے صلح کرے۔ خدا نے وحی بھیجی کہ اے محمدؐ تمہاری دُعا مقبول ہے۔ اُسوقت جناب ام سلمہؓ نے چادر کا گوشہ اُٹھایا تاکہ اندر داخل ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا تم ان میں شامل نہیں ہو۔ تم نیکی پر ہو اور تمہارا مآل بخیر ہے۔ اُس وقت جبریلؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرماتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا تم ہم میں سے ہو۔ جبریلؑ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا اجازت ہے کہ میں اس چادر میں داخل ہوں؟ فرمایا ہاں اجازت ہے۔ تو جبریلؑ زیرِ عبا داخل ہو گئے۔ پھر جب ملکوت اعلےٰ کی جانب واپس ہوئے اُن کے حُسن و جمال اور نور و ضیا میں ترقی ہو گئی تھی۔ فرشتوں نے دیکھ کر کہا اے جبریلؑ آج تو آپ ہمیشہ کے خلاف زیادہ منور واپس آئے ہو۔ جناب جبریلؑ نے فرمایا کیوں نہ ہو آج تو میں اہلبیتِ محمدؐ میں داخل ہوا ہوں۔ یہ سُنکر آسمانوں کے حجابات کے فرشتوں اور عرش و کرسی کے فرشتوں نے کہا آپ کے لائق ہے یہ شرف کہ آپ ایسے ہی ہوں۔ اور جب جناب امیر علیہ السّلام جہاد کرتے تھے تو جبریلؑ آپؑ کے داہنی جانب، میکائیلؑ بائیں جانب، اسرافیلؑ آپ کے پیچھے اور عزرائیلؑ آگے چلتے تھے۔ اور جناب عیسیٰؑ کی دُعا سے کور و مبروص کو شفا ہونا اور اُن حضرتؑ کا لوگوں کو پوشیدہ باتوں کی خبر دینا ان معجزات کے مثل معجزہ یہ ہے کہ جناب رسُولؐ خدا جب مکہ میں تھے ایک روز کافرانِ قریش نے آنحضرتؐ سے کہا کہ اے محمدؐ ہمارا پروردگار ہُبَل جو سب سے بڑا بُت ہے۔ بیماروں کو شفا دیتا ہے اور لوگوں کو ہلاکت سے نجات دیتا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا تم غلط کہتے ہو۔ ہُبَل ان امور پر قادر نہیں ہے بلکہ پروردگارِ عالم مدبّرِ امور ہے۔ وُہ بولے اے محمدؐ ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہُبَل تم کو سخت بلاؤں اور امراض میں مثل فالج اور لقوہ وغیرہ کے مبتلا نہ کر دے کیونکہ تم اس کی پرستش سے لوگوں کو منع کرتے ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کے سوا کوئی اس پر قادر نہیں ہے۔ کفار بولے اے محمدؐ اگر تم سچ کہتے ہو کہ کوئی تمہارے خدا کے سوا قادر نہیں تو اُس سے کہو کہ ان بلاؤں میں ہم کو مبتلا کرے تاکہ ہم ہُبَل سے شفا کی دُعا کریں۔ پھر تم سمجھو گے کہ وُہ تمہارے پروردگار

کے ساتھ شریک ہے۔ اُس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ آپ بعضوں پر لعنت کیجئے اور کچھ لوگ علیؑ نفرین کریں تو میں ان سبھوں کو مبتلا کروں۔ یہ سُنکر جناب رسولؐ خدا نے بیسؔ اشخاص پر اور امیر المومنینؑ نے دسؔ افراد پر لعنت کی۔ وُہ سب اُسی دم خورہ، برص، کوری، فالج اور لقوہ میں مبتلا ہو گئے۔ اُن کے پیر جُدا ہو گئے اور جسم کا کوئی حصہ سوائے زبان اور کان کے صحیح و سالم باقی نہ رہا۔ پھر وُہ سب ہُبَل کے پاس گئے اور شفا کے لیئے دُعا کی اور کہا محمد و علی (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) نے اس جماعت پر نفرین کی ہے اور یہ لوگ اس طرح مبتلا ہو گئے ہیں تُو ان کو اچھا کر دے۔ اُس وقت بقدرتِ خدا ہُبَل نے اُن کو آواز دی کہ اے دشمنانِ خدا میں کسی امر پر قدرت نہیں رکھتا ہوں۔ مَیں اُسی خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے محمدؐ کو تمام خلائق پر مبعوث فرمایا ہے اور اُن کو تمام پیغمبروں سے بہتر قرار دیا ہے کہ اگر محمدؐ میرے لیئے بددُعا کریں کہ میرے تمام اعضا چُور چُور ہو کر ہوا کے ذریعہ دُنیا میں منتشر ہو جائیں اور نام و نشان مٹ جائے تو بیشک خدا ایسا ہی کر دے گا۔ ان لوگوں نے ہُبَل سے یہ کلام سُنا تو نا اُمید ہو گئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں دوڑے ہوئے آئے اور فریاد کرنے لگے کہ اے محمدؐ ہم آپؐ کے سوا ہر ایک کی طرف سے مایوس ہو چکے۔ اب ہماری فریاد کو پہنچیئے اور اپنے خدا سے دُعا کیجئے کہ ہمارے ساتھیوں کو شفا بخشے۔ اور ہم عہد و پیمان کرتے ہیں کہ آیندہ وُہ کبھی آپ کو کوئی ایذا نہ دیں گے۔ اور اُن بیسؔ اشخاص کو آنحضرتؐ کے پاس لائے جنپر حضرتؐ نے نفرین کی تھی اور دسؔ اشخاص کو امیر المومنینؑ کے پاس لائے جنپر اُن حضرتؐ نے لعنت کی تھی۔ اُن حضراتؑ نے فرمایا اپنی آنکھوں کو بند کر لو اور کہو خداوندا محمد و علی اور اُن کی آل طاہرہ (علیہم الصّلوٰۃ والسّلام) کا صدقہ ہم کو شفا عطا فرما۔ جب ان لوگوں نے اس طرح دُعا کی اسی وقت شفایاب ہو گئے اور پہلے سے زیادہ تندرست اور بہتر ہو گئے۔ اور وُہ تیسؔ اشخاص اور اُن کے اکثر اعزا و اقربا ایمان لائے۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا چاہتے ہو کہ تمہاری بینائی زیادہ ہو جائے؟ انھوں نے کہا ہاں یا رسولؐ اللہ۔ فرمایا کیا تم کو بتا دوں جو تم نے کھایا ہے دوا کی ہے اور جمع کیا ہے پھر سب کچھ بتا بھی دیا۔ اور فرشتوں سے فرمایا کہ ان کے باقی ماندہ طعام مع اُسی دسترخوان کے جس پر انہوں نے کھایا ہے لے آؤ۔ اُسی وقت لوگوں نے دیکھا جمیع خوان اور دسترخوان ہوا میں اُڑتے ہوئے نیچے آ گئے۔ پھر حضرتؐ نے ہر ایک کا کھانا، دوا الگ الگ بتایا۔ پھر فرمایا کہ اے طعام بحکمِ خدا بیان کر کہ تجھ سے کس قدر کھایا ہے اور کس مقدار میں چھوڑ دیا۔ یہ سُنتے ہی وُہ کھانے بحکمِ خدا گویا ہوئے کہ مجھے اتنی مقدار میں کھایا ہے اور اس مقدار میں اس کے خادم نے کھایا ہے اور اس قدر باقی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے خدا کی نعمتو! بتاؤ میں کون ہوں؟ ان کھانوں سے آواز آئی آپ پیغمبرِؐ خدا ہیں۔ پھر آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب ملا یہ آپؐ کے بھائی ہیں جو آپؐ کے بعد اولین و آخرین سے بہتر ہیں اور آپؐ کے وزیر اور خلیفہ ہیں اور بہترین خلفا ہیں۔

پھر راوی نے امام عسکری علیہ السلام سے عرض کی کیا جناب رسولؐ خدا اور امیر المؤمنینؑ کے لیئے جناب موسےٰؑ کے معجزات کے مانند بھی معجزات تھے؟ حضرتؑ نے فرمایا علی علیہ السّلام جناب رسولؐ خدا کی جان کے برابر تھے۔ پیغمبرؐ کے معجزات علیؑ کے معجزات ہیں اور علیؑ کے معجزات پیغمبرؐ کے معجزات ہیں۔ اور ہر

پیغمبرؐ کا معجزہ جناب رسُولؐ خدا کو خدا نے عطا فرمایا ہے بلکہ ان سے زیادہ۔ جناب مُوسٰیؑ کا عصا بھی معجزہ تھا کہ جب اُس کو حضرت موسٰیؑ نے زمین پر ڈال دیا تو وُہ اژدہا بن گیا اور ساحروں کی رسیاں اور عصا جو سانپ بن گئے تھے کھا گیا۔ آنحضرتؐ کے لیئے اس سے بہتر معجزہ تھا۔ ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک گروہ حضرتؐ کے پاس آیا اور اُن لوگوں نے بہت سے سوالات کیئے حضرتؐ نے جوابات شافی ان کو دیئے اور خدا کی حجت اُنپر تمام کر دی۔ پھر اُنہوں نے کہا اگر آپؐ پیغمبر ہیں تو عصائے مُوسٰیؑ کے مانند معجزہ دکھائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں جو کچھ تمہارے لیئے لایا ہوں وُہ عصائے مُوسٰیؑ سے بہتر ہے اور وُہ معجزۂ قرآن ہے جو روزِ قیامت تک باقی ہے اور ہر زمانہ میں بیان شافی ہے۔ اور حجت الٰہی مخالفوں پر تمام کرتا رہے گا اور کوئی اس کے ایک سُورۃ کا مثل نہ لا سکے گا۔ عصائے مُوسٰیؑ تو صرف مُوسٰیؑ کے زمانہ تک مخصوص تھا اور ختم ہو گیا۔ باوجود معجزۂ قرآن کے عصائے موسٰیؑ سے بہتر اور عجیب تر معجزہ دکھاتا ہوں۔ عصا مُوسٰیؑ کے ہاتھ میں رہتا تھا اور وُہ زمین پر ڈال دیتے تھے تو قبطی کہتے تھے کہ انہوں نے عصا میں کوئی فریب کر رکھا ہے کہ اژدہا ہو جاتا ہے۔ لیکن خداوند عالم میرے حق ہونے پر چند لکڑیوں کو اژدہا بنا دے گا جنکو میں نے چھُوا تک نہیں ہو گا اور نہ میں وہاں موجُود ہوں گا۔ آج جبکہ تم لوگ اپنے گھر واپس جاؤگے اور رات کو اکٹھے ہو گے تو تمہارے سقف خانہ کی تمام لکڑیوں کو خداوند عالم سانپ بنا دے گا اور وُہ سَو سے زیادہ لکڑیاں ہوں گی تم میں سے چار اشخاص کا پتہ پھٹ جائے گا اور باقی سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر دوسرے روز جب تمہارے پاس اور یہودی آئیں گے اور تم اُن سے یہ حال بیان کروگے تو وُہ یقین نہ کریں گے، تو پھر وُہ لکڑیاں اُن کے سامنے اژدہا بن جائیں گی۔ جنکو دیکھ کر اُن میں سے اکثر مر جائیں گے اور اکثر دیوانہ ہو جائیں گے۔ یہودیوں نے جب یہ باتیں آنحضرتؐ سے سُنیں تو ہنسے اور آپس میں کہنے لگے دیکھو محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کیسے دعوے کرتے ہیں اور اپنی حد سے باہر ہو گئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اس وقت تو ہنس رہے ہو لیکن وُہ معجزہ دیکھو گے تو روؤ گے، اور حیرت سے بے ہوش ہو جاؤ گے۔ اگر اس وقت کہو گے خداوندا بجاہ محمدؐ جنکو تُونے برگزیدہ کیا ہے اور بحق علیؑ جنکو تُونے پسند کیا ہے اور بہ طفیل اولیائے طاہرین کہ جس نے اُن کی اطاعت کی تُونے اُس کو فضیلت بخشی ہم جو کچھ دیکھتے ہیں اُس سے ہم کو محفوظ رکھ۔ اور یہی دُعا اُن پر پڑھ دو گے جو مر گئے ہوں گے تو وُہ سب زندہ ہو جائیں گے۔ غرض جب وُہ یہودی اپنے گھروں کو واپس گئے اور اپنے مجمع میں اکٹھے ہوئے تو آنحضرتؐ کی باتوں کا مذاق اُڑانے لگے۔ حضرتؐ کی باتوں کو بیان کرتے اور ہنستے تھے۔ ناگاہ گھر کی چھت حرکت میں آئی اور اس کی تمام لکڑیاں سانپ بن گئیں۔ اور دیواروں سے باہر سر نکال کر اُن کی طرف بڑھیں اور پہلے گھر کی چیزیں مٹکے، لوٹے، پیالے، کرسی، کاٹھ کی سیڑھیاں، دروازے، پنجرے وغیرہ کھانا شروع کیا، پھر جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا تھا رُونما ہوا اور چار اشخاص اُن میں سے دہشت سے مر گئے اور اکثر بے ہوش ہو گئے اور بعض نے آنحضرتؐ اور آپؐ کے اہلبیت علیہم السلام کا توسّل اختیار کیا جیسا کہ حضرتؐ نے بتایا تھا، اُن کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ پھر اُنہوں نے یہی دُعا اُن لوگوں پر پڑھی جو مر گئے تھے تو وُہ بھی زندہ ہو گئے۔ اُس وقت اُن کو یقین ہوا کہ یہ دُعا یعنی محمدؐ و آل محمدؐ علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کے توسّل سے خدا سے حاجت طلب کرنا مستجاب ہے

اور محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جو کچھ کہتے ہیں سچ اور حق ہے، لیکن آپ پر ایمان لانا ہمارے لیئے دُشوار ہے۔ لہٰذا ہم کو چاہیئے کہ اُنہی ذوات مقدس کو بارگاہ معبود میں شفیع قرار دیں تاکہ وُہ ایمان لانے کی ہم کو توفیق عطا فرمائے۔ غرض اُنہوں نے اسی طرح دُعا کی تو خدا نے ایمان لانا ان کے لیئے محبوب کر دیا اور اسلام کی رغبت پیدا کر دی اور اُن کے دلوں سے کُفر کی محبت زائل کر دی اور وُہ لوگ خدا و رسُولؐ پر ایمان لائے۔ دُوسرے روز صبح کو اور یہودی آئے اور جو کچھ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا تھا مشاہدہ کیا اور حیرت میں غرق ہو گئے۔ ان میں سے بعض مر گئے اور بعض شقاوت اور کُفر پر قائم رہے۔

اور یدِ بیضا یعنی جناب مُوسٰیؑ کے دستِ نورانی جیسا معجزہ بلکہ اُس سے زیادہ روشن اور بلند تر معجزہ بھی آنحضرتؐ کو حاصل تھا۔ اکثر آنحضرتؐ تاریک راتوں میں امام حسنؑ و امام حسینؑ کو خانۂ جناب سیّدہؑ سے اپنے پاس بُلاتے تھے اور آواز دیتے تھے کہ اے ابو محمدؑ اور اے ابو عبد اللہؑ میرے پاس آجاؤ۔ وُہ صاحبزادے جہاں بھی ہوتے تھے آنحضرتؐ کی مشتاق آواز سُنکر روانہ ہوتے تھے، ادھر حضرتؐ اپنی انگشتِ شہادت روزنِ در سے باہر کر دیتے تھے اور آپؐ کے دستِ نُورانی سے ایک نُور آفتاب و ماہتاب سے روشن تر پیدا ہوتا تھا اور دونوں اخترِ برجِ امامت اُس کی روشنی میں حضرتؐ کے پاس پہنچ جاتے تھے جب وُہ صاحبزادے گھر واپس جانا چاہتے تو پھر حضرتؐ اُسی طرح اپنی انگشتِ شہادت کو دروازے سے باہر نکال دیتے تھے اور وُہ اس کی روشنی میں گھر چلے جاتے تھے۔

اور طوفان جو خدا نے فرعونیوں پر بھیجا اُسی طرح مُشرکین پر حضرتؐ کے معجزہ کی صورت میں بھیجا اور وُہ اس طرح کہ آنحضرتؐ کے اصحاب میں ایک شخص ثابت بن افلح تھا جس نے کسی جنگ میں مشرکین کے ایک شخص کو قتل کیا تھا اُس کی زوجہ نے منت مانی تھی کہ اُس مُسلمان کے کاسۂ سر میں شراب پیئے گی، جس نے اُس کے شوہر کو قتل کیا تھا۔ روزِ اُحد جب مسلمانوں نے فرار کیا اور ثابت ایک بلند مقام پر قتل ہو گئے اُس عورت کے غلام نے اس کی اطلاع دی تو اُس عورت نے اس خوشی میں غلام کو آزاد کر دیا اور اپنی کنیز اُس کو بخش دی۔ جب مشرکین اُحد سے واپس چلے گئے اور آنحضرتؐ اپنے اصحاب کے دفن میں مشغول ہوئے تو وُہ عورت ابو سفیان کے پاس آئی اور کہا کہ کسی کو میرے غلام کے ہمراہ بھیجیے تاکہ جا کر میرے شوہر کے قاتل کا سر کاٹ لائیں تاکہ میں اپنی منت پوری کر سکوں۔ ابوسفیان منافق نے رات کے وقت دوسَو آدمیوں کو بھیجا تاکہ اُس کا سر کاٹ لائیں۔ جب وُہ اس کے پاس پہنچے تو حق تعالےٰ نے سخت بارش نازل کی جس میں وُہ سب ڈوب گئے اور ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔ اور یہ معجزہ اس سے زیادہ عظیم تھا۔

اور ٹڈی کا معجزہ جو بنی اسرائیل پر ظاہر کیا گیا اُس سے عظیم تر معجزہ خدا نے آنحضرتؐ کے دشمنوں پر ظاہر فرمایا کیونکہ مُوسٰیؑ کی ٹڈیاں قبطی مردوں کو نہیں کھاتی تھیں صرف ان کی زراعت کو کھاتی تھیں لیکن آنحضرتؐ کی ٹڈیاں آپؐ کے دشمنوں کو کھا گئیں۔ اُس کا قصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے شام کی جانب سفر کیا۔ جب وہاں سے واپس مکہ آ رہے تھے تو دوسَو یہودی آنحضرتؐ کی ہلاکت کے ارادہ سے شام سے نکلے،

اور موقع کے انتظار میں آنحضرتؐ کے پیچھے لگ گئے۔ آنحضرتؐ کی عادت تھی کہ جب قضائے حاجت کو جاتے تو لوگوں سے بہت دُور سُنسان مقام پر تشریف لے جاتے یا درختوں کی آڑ میں چھُپ جاتے۔ ایک روز اسی غرض سے آنحضرتؐ چلے اور قافلہ سے بہت دُور ہو گئے۔ یہودیوں نے موقع کو غنیمت سمجھا اور آنحضرتؐ کے پاس پہنچ گئے اور چاروں طرف سے گھیر لیا اور تلواریں آپؐ کے قتل کے لئے کھینچ لیں۔ خداوند عالم جلّ نے اُسیوقت آنحضرتؐ کے پیروں کے نیچے سے بے شمار ٹڈیاں ظاہر کیں۔ وُہ ان یہودیوں کے لپٹ گئیں اور کھانے لگیں۔ اُن سب کو خود اپنی جان کی پڑ گئی۔ اُدھر آنحضرتؐ فارغ ہو کر قافلہ میں پہنچے۔ اہل قافلہ نے پُوچھا آپؐ کے پیچھے ایک جماعت گئی تھی وُہ لوگ کیا ہوئے؟ فرمایا وُہ میرے ہلاک کرنے کے ارادہ سے گئے تھے خداوند عالم نے اُن پر ٹڈیوں کو مسلّط کر دیا ہے وُہ اُسی بلا میں گرفتار ہیں۔ اہل قافلہ یہ سُنکر اُن کے قریب گئے دیکھا کہ بیشمار ٹڈیاں ان کو لپٹی ہوئی کھا رہی ہیں۔ اُن میں سے بہت سے مر گئے ہیں اور بہت سے مرنے کے قریب ہیں۔ وُہ لوگ وہاں کھڑے دیکھ رہے تھے یہانتک کہ وُہ سب مر گئے۔

اور جس طرح جوئیں قبطیوں پر مسلّط کی گئیں اُسیطرح آنحضرتؐ کے دشمنوں پر بھی مسلّط کی گئیں اور اُس کا قصّہ یُوں ہے کہ جب آنحضرتؐ کو مدینہ میں فروغ حاصل ہوُا اور آپؐ کے دین کا رواج ہوُا۔ ایک روز آپؐ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے اور پیغمبرانِ خدا کے امتحان کا مصیبتوں پر صبر کرنے وغیرہ کے مانند تذکرہ ہو رہا تھا۔ اسی ضمن میں حضرتؐ نے فرمایا کہ رکن و مقام کے درمیان سُتّر پیغمبروں کی قبریں ہیں جو بھوک کے سبب سے مرے ہیں۔ منافقان یہود و قریش میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ آؤ ہم سب متفق و متحد ہو کر اس دروغگو کو (معاذ اللہ) قتل کر دیں تاکہ پھر اس کا جھوٹ نہ سُنیں۔ غرض دوسو اشخاص نے آپس میں قسم کھائی اور موقع کا انتظار کرنے لگے یہانتک کہ ایک روز آنحضرتؐ تنہا مدینہ سے کہیں سفر کے لیئے روانہ ہوئے۔ اُن منافقوں اور مشرکوں نے بھی موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرتؐ کا تعاقب کیا۔ اُن میں سے ایک نے اپنے لباس کو دیکھا تو بہت جوئیں نظر آئیں۔ جب اپنے گریبان کو کھولا تو تمام بدن میں بے شمار جُوئیں دکھائی دیں اور تمام جسم میں کھجلی شرُوع ہو گئی۔ وُہ یہ دیکھ کر اپنی جگہ پر بہت نادم ہوُا اور دُوسروں کو اس کی خبر کرنا مناسب نہ سمجھا اور اُن سے علیحدہ ہو کر بھاگ آیا۔ اسیطرح ہر ایک کا حال ہوُا اور سب کے سب بھاگ آئے۔ ہر چند علاج کرتے رہے فائدہ نہ ہوتا تھا، بلکہ جوئیں ہر وقت زیادہ ہوتی رہیں یہانتک ہر ایک کے گلے میں سُوراخ ہو گیا اور آب و طعام سے محرُوم ہو کر دو مہینے کے اندر واصلِ جہنّم ہو گئے۔ بعض پانچ روز میں مر گئے بعض کم میں اور بعض اس سے زیادہ دنوں میں۔ غرض دو ماہ سے زیادہ کوئی زندہ نہ رہا اور سب بھوکے پیاسے جُوں کی تکلیف میں مبتلا رہ کر ختم ہو گئے۔

اور مینڈکوں کو جس طرح خدا نے دُشمنانِ مُوسےٰؑ پر مسلّط کیا، اُسیطرح آنحضرتؐ کے اعدا پر بھی مسلّط کیا۔ اور اُس کا قصّہ اس طرح ہے کہ موسم حج میں مکّہ کے رہنے والے مشرکین و یہودی و کفّار میں سے دوسو افراد نے مشورہ کیا کہ آنحضرتؐ کو قتل کر دیں۔ یہ ارادہ کر کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے اور کسی ایک منزل پر اُنہوں نے ایک حوض دیکھا جس میں نہایت شیریں اور صاف پانی تھا۔ سب نے اپنی مشکیں

بھر لیں اور روانہ ہوئے۔ دُوسری منزل پر پہنچے تو خدا نے اُن کی مشکوں پر مینڈکوں اور چوہوں کو مسلّط کر دیا۔ ان سب نے ان کی مشکوں میں سُوراخ کر دیا اور سب پانی اُس بیابان میں بہہ گیا۔ وُہ پیاسے ہوئے تو مشکوں کو دیکھا تو بھاگے ہوئے اُسی منزل کی طرف واپس چلے تاکہ اُس حوض سے پانی پئیں۔ لیکن چوہے اور مینڈک اُن سے پہلے پہنچے ہوئے تھے اور حوض میں سُوراخ کر دیا تھا جس سے سارا پانی چٹانوں پر بہہ گیا تھا اور حوض میں ایک بوند پانی نہ تھا۔ آخر وُہ سب زندگی سے مایوس ہوئے اور اُسی صحرا میں پڑے سسکتے رہے اور پیاس سے ہلاک ہو گئے۔ لیکن اُن میں سے ایک شخص متنبہ ہوُا اور سمجھا کہ اس بلا کے نازل ہونے کا سبب سرورِ انبیاء کی عداوت ہی ہے۔ لہٰذا اُس نے دل سے آنحضرتؐ کی جانب سے کینہ دُور کیا اور آپؐ کی محبت پر مائل ہوُا حضورؐ کا اسم مبارک زبان پر جاری کیا اور زبان و شکم پر نامِ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نقش کرنے لگا۔ اور دُعا کی کہ اے پروردگارِ عالم میں نے محمدؐ کے آزار سے توبہ کی لہٰذا مجھ کو بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ نجات دے تو خدا نے آنحضرتؐ کی برکت سے اُس کو بچا لیا اور اس کی پیاس دفع کر دی یہانتک کہ ایک قافلہ اُس بیابان میں پہنچا اور اُس کو پانی پلایا۔ اس کے ہمراہیوں کے اُونٹ چونکہ ابھی زندہ تھے لہٰذا اُس نے اُن سب کا تمام سامان اُن اُونٹوں پر بار کیا اور اُس قافلہ کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوُا اور اپنا اور اپنے تمام ساتھیوں کا حال بیان کیا اور ایمان لایا۔ حضرتؐ نے اُس کا ایمان قبول فرمایا اور اُس گروہ کا سارا مال و اسباب اُسیکو بخشدیا۔

اور خُون کہ خدا نے قبطیوں پر مسلّط فرمایا تھا اس کی مثال بھی آنحضرتؐ کے معجزات میں ہے۔ اور وُہ اس طرح ہے کہ ایک روز حضرتؐ نے فصد کھلوائی اور خُون ابو سعید خُدری کو دے دیا کہ لے جا کر کہیں پوشیدہ کر دیں۔ ابو سعید لے کر چلے گئے اور اُس خون کو پی لیا۔ واپس آئے تو آنحضرتؐ نے پُوچھا خُون کیا کیا؟ اُنہوں نے کہا میں پی گیا یا رسولؐ اللہ۔ فرمایا میں نے تو کہا تھا اس کو کہیں چھپا دو۔ عرض کی میں نے اس کو محفوظ مقام پر چھپا دیا یعنی اپنے بدن میں۔ فرمایا کبھی ایسا نہ کرنا۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ اب جبکہ تمہارا گوشت اور خُون میرے خُون کے ساتھ مخلوط ہو چکا ہے خدا نے تمہارے بدن پر آتشِ دوزخ کو حرام فرما دیا۔ یہ سُنکر چالیس منافقوں نے مذاق اُڑایا کہ ابُو سعید خُدری کو آتشِ دوزخ سے نجات مل گئی کیونکہ اُن کے خُون میں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا خُون مل گیا۔ سوائے کذب و افترا کے یہ اور کیا ہے؟ اگر ہم ہوتے تو ہرگز اُن کا خُون نہ پیتے۔ آنحضرتؐ وحی الٰہی کے ذریعہ سے اُن کی بے ادبانہ گفتگو پر مطلع ہوئے اور فرمایا خداوند عالم ان کو خُون ہی میں ہلاک کرے گا حالانکہ قومِ مُوسیٰؑ خون میں ہلاک نہیں ہوئی تھی۔ آخر بہت جلد ان کی ناک اور دانتوں کی جڑوں سے خون جاری ہوُا اور چالیس روز وُہ منافقین اس عذاب دنیا میں مبتلا رہے پھر جہنّم واصل ہوئے۔

اور قحط اور پھلوں کی کمی کہ منکرین موسےٰؑ کو خدا نے جن میں مبتلا فرمایا تھا، آنحضرتؐ کے دُشمن بھی اسمیں مبتلا ہوئے۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے قبیلہ مضر پر نفرین کی اور کہا خداوندا قبیلۂ مضر پر سخت عذاب کر اور انکو قحط میں اُسی طرح مُبتلا کر جس طرح تُونے یُوسفؑ کے زمانہ والوں کو مبتلا فرمایا تھا۔ تو خدا نے ان کو بھُوک اور قحط میں گرفتار کیا۔ تجّار اُن کے واسطے دُوسرے شہروں سے کھانا لاتے تھے اور وُہ خرید کر گھر روانہ ہوتے راستہ ہی میں

اُس میں کیڑے پڑ جاتے تھے اور اُس میں بدبُو پیدا ہو جاتی تھی۔ اس طرح ان کا مال طعام کے خریدنے میں ضائع ہوتا اور وُہ اس سے فائدہ نہ اُٹھا سکتے تھے۔ یہانتک کہ قحط اور بھُوک اُن کی اس درجہ تک پہنچی کہ مُردہ کتوں کے گوشت کھانے لگے اور اپنے مُردوں کی ہڈیاں جلا جلا کر کھاتے تھے اور مردوں کو قبروں سے کھود کر نکالتے اور ان کے گوشت اور ہڈیاں کھاتے اکثر ایسا ہوتا کہ عورتیں اپنے بچوں کو مار ڈالتیں اور کھا جاتیں۔ آخر قریش کے رئیسوں کا ایک گروہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور سب نے بعجز و انکساری عرض کی، یا رسولؐ اللہ اگر ہم نے خطا کی ہے تو ہماری عورتوں اور بچوں اور چوپایوں پر رحم فرمائیے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ قحط تمہارے واسطے ایک عذاب ہے اور اطفال و حیوانات کے لئے رحمت ہے خدا ان کو دُنیا و آخرت میں اجر و عوض دے گا۔ پھر حضرتؐ نے ان کو معاف کیا اور دُعا کی پالنے والے اس بلا کو ان سے دُور کر دے۔ پھر اُن میں نعمت کی فراوانی ہوئی جیسا کہ حقتعالٰی ارشاد فرماتا ہے:۔ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (پ ۳۰ آیت ۳، ۴، سورۃ قریش) تو اُن کو چاہیئے کہ اس خانۂ کعبہ کے خالق کی عبادت کریں جس نے ان کو بھُوک میں کھانا دیا اور خوف سے امان بخشی۔

اور قوم فرعون کے اموال کی بربادی اور ان کا پتھر ہو جانا۔ اس معجزہ کی مثال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السّلام کے لیئے بھی ظاہر ہوئی۔ اور اس کا قصہ یوں ہے کہ ایک مردِ پیر اپنے لڑکے کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور رو رو کر کہنے لگا کہ یہ میرا لڑکا ہے اس کی پرورش میں مَیں نے مال صرف کیا اپنے ہاتھ پیروں سے اس کی خدمت کی ہمیشہ اس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا اور اب جبکہ یہ جوان ہوا اس کو طاقت و قوت حاصل ہوئی اور اس نے مال و دولت جمع کیا اور میری طاقت اور میرا مال ختم ہو چکا ہے مجھے اتنا کھانے تک کو نہیں دیتا کہ مَیں زندہ رہ سکوں۔ حضرتؐ نے لڑکے سے پُوچھا تو کیا کہتا ہے؟ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ میرے پاس میرے اور میرے اہل و عیال کے خرچ سے زیادہ نہیں ہے کہ میں اسے بھی دوں۔ پھر حضرتؐ نے اُس کے باپ سے پوچھا کہ اب تم کیا کہتے ہو؟ اُس نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ اس کے پاس گندم، جو، خرما اور منقے کے انبار موجود ہیں اور چاندی سونے کے سکے اشرفیاں وغیرہ تھیلیوں میں بھر بھر کر رکھی ہوئی ہیں۔ یہ بہت دولتمند ہے۔ لڑکے نے کہا یا رسُولؐ اللہ یہ سب غلط ہے میرے پاس یہ کچھ نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں اس مہینے کا خرچ اس کو دیئے دیتا ہوں آیندہ مہینے سے تو دینا اور حضرتؐ نے اُسامہ سے فرمایا کہ سو درم اس کو دے دو۔ جب دُوسرا مہینہ شروع ہوا پھر وُہ بُوڑھا لڑکے کو لے کر حضرتؐ کے پاس آیا اور شکایت کی پھر لڑکے نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا تو جھُوٹ بولتا ہے تیرے پاس بہت مال ہے لیکن آج رات ہونے تک تُو اپنے باپ سے زیادہ پریشان اور مفلس ہو جائے گا اور تیرے پاس کچھ نہ رہے گا۔ غرض وُہ جوان واپس گھر آیا تو اُس کے ہمسائے اُس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے غلّے کے ڈھیروں کو ہمارے گھروں کے پاس سے ہٹا لے جاؤ کیونکہ اس کی عفونت و بدبُو سے ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔ وُہ یہ سُنکر اپنے ڈھیروں پہ آیا دیکھا کہ وُہ سب سڑ گل گئے ہیں،

اور تمام گندم، جو، خرما وغیرہ خراب و فاسد ہو گئے ہیں۔ اُس کے ہمسایوں نے اُس کو مجبور کیا کہ ان کو یہاں سے جلد پھنکواؤ۔ آخر اُس نے بہت سے مزدوروں کو بُلایا اور زیادہ سے زیادہ اُجرت دینا طے کر کے وُہ تمام غلّے وغیرہ کے ڈھیر مدینہ سے دُور پھنکوائے۔ اور اُن کی مزدُوری دینے کے لیئے اپنے تھیلوں کو کھولا جن میں اشرفیاں وغیرہ تھیں، دیکھا کہ وُہ چاندی سونے کے تمام سکّے پتھر ہو گئے ہیں۔ مزدوروں نے سختی کی تو اُس نے اپنا لباس، گھر کا تمام اثاثہ فروخت کر کے ان کی مزدوری ادا کی اور رات کے کھانے تک کا خرچ اُس کے پاس نہ بچا۔ اس صدمہ میں وُہ بیمار ہو گیا (یعنی صحت بھی کھو بیٹھا) جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے وُہ لوگو جو باپ یا ماں کی طرف سے عاق ہو گئے ہو عبرت حاصل کرو اور سمجھو کہ جس طرح اُس لڑکے کا مال دُنیا میں متغیر ہو گیا۔ اسیطرح بہشت میں جو اُس کے درجات مقرر کیئے گئے تھے جہنم کے طبقوں سے بدل دیئے گئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ حق تعالٰی نے یہودیوں کی اس وجہ سے مذمت کی ہے کہ ان معجزات کے دیکھنے کے بعد بھی گئو سالہ کی پرستش کرتے رہے لہٰذا ہرگز اُن کے مثل مت بنو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ ہم اُن کی شبیہ کیونکر ہو سکتے ہیں فرمایا اس طرح کہ خدا کی عبادت کے ساتھ کسی مخلوق کی عبادت کرو اور کسی مخلوق پہ بھروسہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو بچھڑے کی پرستش کے مانند یہودیوں کی شبیہہ ہو جاؤ گے۔

حدیث معتبر میں مُوسٰے بن جعفر علیہم السّلام سے منقول ہے کہ شام کا ایک یہودی مدینہ میں آیا جو توریت و زبور و انجیل اور پیغمبروں کی تمام کتابیں پڑھے ہوئے تھا اور اُن کے معجزات کو جانتا تھا۔ مسجد میں جو لوگ حضرتؐ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اُن میں حضرت علیؑ، ابن عباسؓ اور ابو سعید خُدری بھی تھے۔ اُس یہودی نے کہا اے اُمتِ محمدؐ کسی پیغمبر کے لیئے کوئی درجہ اور فضیلت ایسی نہیں ہے جو تم اپنے پیغمبرؐ کے لیئے ثابت نہ کرتے ہو۔ کیا تم میرے سوالوں کا جواب دے سکتے ہو؟ یہ سُنکر تمام صحابہ خاموش رہے۔ لیکن حضرت علیؑ نے فرمایا ہاں اے یہودی خدا نے ہر پیغمبر کو جو درجہ اور فضیلت دی ہے سب ہمارے پیغمبر میں جمع کر دیا ہے بلکہ اُن سے زیادہ سے زیادہ ہمارے پیغمبرؐ کو عطا کیا ہے۔ یہودی نے کہا اچھا میں سوال کرتا ہوں جواب کے لیئے تیار رہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا پُوچھو جو پُوچھنا چاہو۔ یہودی نے کہا خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السّلام کو سجدہ کریں کیا محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے بھی ایسا ہوا ہے؟ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ملائکہ کا سجدہ آدمؑ کی پرستش کے لیئے نہ تھا بلکہ اُن کی فضیلت کا اقرار تھا؛ لیکن خدا نے محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بہتر عطا کیا کہ خدا اور فرشتے ملکُوتِ اعلٰے میں اُن پر صلوات بھیجتے ہیں؛ مزید برآں مومنوں پر واجب کیا کہ اُن پر قیامت تک صلوات بھیجیں۔ یہودی نے کہا خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ محمدؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے اس سے بہتر قرار دیا۔ بغیر اس کے کہ حضرتؐ سے کوئی گناہ صادر ہو فرما دیا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ (پ ۲۶ آیت ۲ سورۃ فتح) "تاکہ خدا تمہارے گزشتہ اور آیندہ گناہوں کو بخش دے"۔ جب آنحضرتؐ قیامت میں آئیں گے تو آپؐ کے ذمّہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔ یہودی نے کہا خدا نے ادریسؑ کو مکان بلند تک پہنچایا اور مرنے کے بعد بہشت کے میوے کھلائے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے

محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بہتر عطا کیا ہے کیونکہ ان سے خطاب فرمایا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ رپ ۳۰ آیۂ سورۃ انشراح) یعنی ہم نے تمہارا ذکر بلند کیا" اور یہی آنحضرتؐ کی عظمت اور شان کی بلندی کے لیئے کافی ہے۔ اگر ادریسؑ کو مرنے کے بعد طعام بہشت عطا فرمایا تو محمدؐ کو جو یتیم مادر و پدر تھے دُنیا ہی میں طعام جنت بھیجا۔ ایک روز جبریلؑ حضرتؐ کے لیئے ایک جام بہشت لائے جس میں بہت سے تحفے تھے جب آنحضرتؐ کے ہاتھ میں دیا وُہ تحفے سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ پڑھنے لگے۔ پھر اسیطرح میرے اور فاطمہؑ کے اور حسنؑ و حسینؑ کے ہاتھوں میں وُہ تحفے دیئے گئے تو تسبیح و تہلیل اور تحمید و تکبیر کرتے تھے۔ آنحضرتؐ کے صحابہ میں سے ایک شخص نے وُہ جام لینا چاہا تو جناب جبریلؑ نے وُہ جام حضرتؐ کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا اس میں سے آپؐ اور آپؐ کے اہلبیتؑ کھائیں کیونکہ یہ تحفے آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیتؑ کے واسطے خدا نے بھیجے ہیں اور طعام بہشت دُنیا میں سوائے پیغمبرؐ اور وصیٔ پیغمبرؐ کے اور کسی کے واسطے سزاوار نہیں ہے۔ غرض آنحضرتؐ نے اور ہم اہلبیتؑ نے وُہ طعام کھائے اور اُن کی لذت ابتک میرے دہن میں موجود ہے۔ یہودی نے کہا جناب نوحؑ نے اپنی اُمت سے بہت تکلیفیں اُٹھائیں اور صبر فرمایا۔ لوگوں نے ہر چند ان کی تکذیب کی لیکن اُنہوں نے تبلیغ رسالت کی۔! جناب امیرؑ نے فرمایا ہاں ایسا ہی تھا۔ اور جناب سرور کائناتؐ نے بھی مکہ میں قریش کی ایذا رسانیوں پر صبر کیا وُہ جس قدر آپؐ کی تکذیب کرتے تھے آنحضرتؐ اتنا ہی رسالت کی تبلیغ فرماتے رہے یہانتک کہ لوگوں نے ان کو پتھروں سے زخمی کیا اور ابولہبؑ نے ناقہ کی کثافت سے بھری ہوئی آنتیں حضرتؐ کے سر و جسم پر ڈالیں۔ اُس وقت خدا نے جابیلؑ ایک فرشتہ کو جو پہاڑوں پر موکل ہے حکم دیا کہ پہاڑوں کو شگافتہ کر اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوم کے بارے میں تجھے جو حکم دیں اُس کو بجا لا۔ وُہ ملکؑ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا اگر آپؐ فرمائیں تو پہاڑوں کو اُکھیڑ کر ان کے سروں پر گرادوں تاکہ یہ سب ہلاک ہوجائیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ میں رحمت کے ساتھ مبعوث ہؤا ہوں۔ میرے معبود میری قوم کی ہدایت کر کیونکہ وُہ میرے رُتبہ سے ناواقف ہیں۔ اے یہودی جب نوحؑ نے اپنی قوم کو دیکھا کہ غرق ہوگئی تو اپنے لڑکے کے لیئے رحم وکرم کا اظہار کیا اور اُس کی محبت میں خدا سے التجا کی کہ پالنے والے یہ میرے اہل سے ہے تو اسکو بچالے۔ خدا نے اُن کی تسکین و تسلی کے لیئے فرمایا کہ یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے کیونکہ اس کا عمل بد ہے۔ اور آنحضرتؐ نے جب دیکھا کہ اُن کی قوم حق کی دُشمن ہے تو اُن سے انتقام کے لیئے تلوار سے کام لیا۔ اور یگانگت کے سبب اُن کے دل میں رحم نہ آیا اور اُن کی جانب شفقت سے نہ دیکھا اور اُن کو خدا کا دشمن سمجھا۔

یہودی نے کہا نوحؑ نے اپنی قوم کے لیئے بددُعا کی تو اُن کی قوم کے لیئے آسمان سے بے اندازہ پانی برسا جس میں وُہ لوگ ڈوب گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی تھا۔ لیکن دُعائے نوحؑ دُعائے غضب تھی۔ اور آنحضرتؐ نے اپنی قوم پر رحمت کے لیئے دُعا کی اور آسمان سے رحمت کے لیئے بے اندازہ پانی برسا۔ اس کا قصہ اس طرح ہے کہ جب آنحضرتؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے جمعہ کے دن اہل مدینہ نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسولؐ اللہ پانی برسنا موقوف ہوگیا ہے درخت خشک ہوگئے ہیں پتیاں جھڑ گئی ہیں اور

کھیت سُوکھے جارہے ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے دستِ مبارک آسمان کی جانب بلند کیا کہ بغل کی سفیدی نمایاں ہوگئی۔ اُس وقت بادل آسمان پر مطلق نہ تھا۔ لیکن حضرتؐ نے ابھی اپنے مقام سے حرکت نہ کی تھی کہ بارش شروع ہوگئی اور ایسی ہوئی کہ لوگوں کو گھروں تک جانا دُشوار ہوگیا۔ اور سات روز تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔ پھر وُہ لوگ دوسرے جمعہ کو خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ اب تو ہمارے مکانات گرے جارہے ہیں اور قافلے کے راستے بند ہوگئے ہیں۔ حضرتؐ نے تبسم فرمایا اور کہا آدمؑ کی اولاد کتنی نعمتوں سے اُکتا جاتی ہے۔ پھر حضرتؐ نے دُعا کی پروردگارا اب یہاں بارش روک دے اور ہمارے اطراف میں باراں نازل فرما۔ خداوندا چراگاہوں اور کھیتوں میں اب پانی برسا۔ اسیوقت مدینہ میں بارش بند ہوگئی اور اس کے اطراف و جوانب میں پانی برسنے لگا۔ خدا کے نزدیک آنحضرتؐ کی یہ قرب منزلت تھی۔ یہودی نے کہا خدا نے ہُودؑ کے دشمنوں سے ہوا کے ذریعہ انتقام لیا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں لیکن آنحضرتؐ کے لیئے اس سے بہتر معجزہ تھا۔ خدا نے جنگِ خندق کے دن ہوا کو بھیجا جس میں کنکر تھے اور فرشتوں کو بھیجا جنکو کفار نہیں دیکھتے تھے۔ اس طرح آنحضرتؐ کا معجزہ جناب ہُودؑ کے معجزہ سے دو زیادتی کا حامل تھا۔ اوّل یہ کہ آٹھ ہزار فرشتے حضرتؐ کے ہمراہ تھے، دوسرے یہ کہ ہودؑ کی ہوا قوم عاد کے لیئے غضب تھی اور بادِ آنحضرتؐ رحمت تھی جس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو کافروں سے نجات ملی اور ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا جیسا کہ خلاقِ عالم ارشاد فرماتا ہے: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا رپ ۲۱ آیۂ ۹ سورۃ الاحزاب) یہودی نے کہا خدا نے صالحؑ کے لیئے اُونٹ پہاڑ سے پیدا کیا تاکہ ان کی قوم کو عبرت ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں ایسا ہی تھا لیکن آنحضرتؐ کو اس سے بہتر دیا۔ ناقۂ صالحؑ حضرت صالحؑ سے گفتگو نہیں کرتا تھا اور نہ اُن کی پیغمبری کی اُس نے گواہی دی، لیکن ہم کسی غزوہ میں آنحضرتؐ کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ ایک اُونٹ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور فریاد کی۔ خدا نے اس کو گویا کردیا۔ اُس نے کہا یارسولؐ اللہ فلاں مرد میرا مالک ہے وُہ مجھ سے کام لیتا رہا اب چونکہ میں بُوڑھا ہوگیا ہوں وُہ چاہتا ہے کہ مجھے نحر کرے لہذا میں حضورؐ کے پاس پناہ لینے آیا ہوں۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے کسی کو اُس کے مالک کے پاس بھیجا اور اُس اُونٹ کو اُس سے مانگ لیا اور آزاد کردیا۔ دُوسرے روز ہم لوگ خدمتِ اقدس میں حاضر تھے ناگاہ ایک اعرابی ایک اُونٹ کو کھینچتا ہؤا آیا، ایک دوسرا شخص بھی اُس کے ساتھ اُسی اُونٹ کا دعویدار تھا۔ وُہ اپنے ساتھ گواہوں کو بھی لائے تھے جنہوں نے جھوٹی گواہی دی۔ تو وُہ اونٹ بحکم خدا گویا ہؤا کہ یا رسولؐ اللہ فلاں شخص کا مجھ پر کوئی حق نہیں ہے۔ میرا مالک یہی اعرابی ہے۔ مجھ کو فلاں یہودی نے اس اعرابی کے پاس سے چُرایا تھا۔ پھر یہودی نے کہا حضرت ابراہیمؑ کو خدا نے ان کے زمانۂ طفلی میں آسمان و زمین کے عجائب سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق بخشی کہ وُہ معرفتِ الٰہی میں کامل ہوگئے اور حق شناسی کے دلائل بیان کیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی تھا۔ لیکن جناب ابراہیمؑ کو پندرہ سال کے بعد یہ معرفت ہوئی تھی، اور آنحضرتؐ سات سال کے تھے کہ عیسائی تاجروں کا ایک

گروہ مکّہ میں آیا اور صفا و مروہ کے درمیان ان لوگوں نے قیام کیا۔ اُن میں سے بعض نے آنحضرتؐ کو دیکھا اور آپ کو اُن صفات و کمال کے ذریعہ سے جو کتابوں میں پڑھا تھا پہچان لیا۔ پُوچھا آپؐ کا نام کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا میرا نام محمّد (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) ہے۔ پُوچھا آپؐ کے والد کون ہیں فرمایا عبداللہؑ۔ پھر اُنہوں نے زمین کی طرف اشارہ کر کے پُوچھا یہ کیا ہے فرمایا زمین۔ پھر آسمان کی جانب اشارہ کر کے پُوچھا یہ کیا ہے فرمایا آسمان۔ پھر پُوچھا ان کا پروردگار کون ہے فرمایا خداوند عالمین۔ پھر حضرتؐ نے اُن لوگوں سے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میرے دین کے بارے میں مجھ کو شک میں ڈالو۔ مَیں نے کبھی دینِ حق میں شک نہیں کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اے یہودی آنحضرتؐ کو اس وقت معرفت حاصل تھی جبکہ آپؐ ایسی جماعت کے درمیان تھے جن میں سے ہر ایک بتوں کی پرستش کرتا تھا، جوا کھیلتا تھا، خدا کے ساتھ شرک کرتا تھا جناب رسُولِ خدا صلّے اللہ علیہ و آلہ وسلم تنہا لا الٰہ الّا اللہ کہتے تھے۔ یہودی نے کہا جناب ابراہیم علیہ السلام تین مرتبہ نمرودؑ سے حجاب میں پوشیدہ ہوئے اور وُہ حضرتؑ کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ لیکن جناب رسُولِ خدا صلّے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو خدا نے پانچ حجابات سے ان کی نگاہوں سے چھپایا جو حضرتؐ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ اور دو پردے تو جناب ابراہیمؑ کے پردوں سے زیادہ تھے۔ جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا (ہم نے اُن کے سامنے ایک دیوار قائم کر دی) اور یہ پہلا حجاب تھا۔ وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا (اور ایک دیوار اُن کے پیچھے کھڑی کر دی) اور یہ دُوسرا حجاب تھا۔ فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (آیہ۹ سورۃ یٰسین پ۲۲) پھر ہم نے اُن کی آنکھوں کو پوشیدہ کر دیا تو وُہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اور دُوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (پ۱۵ آیت۴۵، سورۃ بنی اسرائیل) "جب تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تمہارے اور ان لوگوں کے درمیان جو ایمان نہیں لائے قیامت تک کے لیئے چھپا ہوا یا چھپانے والا حجاب قائم کر دیتے ہیں"۔ یہ چوتھا حجاب ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ (آیت۸ سورۃ یٰسین پ۲۲) "بیشک ہم نے اُنکی گردنوں میں طوق ڈالدیئے ہیں جو اُنکی ٹھڈیوں تک پہنچے ہوئے ہیں تو وُہ سر نہیں ہلا سکتے اور نہ آنکھیں کھول سکتے ہیں۔ یہ ہے پانچواں حجاب۔ یہودی نے کہا جناب ابراہیمؑ نے اُس کافر (نمرودؑ) پر حجت تمام کی جس نے آپ سے خدا کے بارے میں جھگڑا کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسُولؐ خدا ایک روز تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اور قیامت کے روز مُردوں کے زندہ ہونے سے انکار کیا۔ اُس کا نام ابی بن خلف تھا۔ وُہ اپنے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی لیئے ہوئے تھا۔ پھر اُس نے اُس ہڈی کو چُور چُور کر ڈالا اور کہا ایسی سڑی ہوئی ہڈیوں کو زندہ کریگا؟ تو خدا نے آنحضرتؐ پر وحی کی تو حضرتؐ نے فرمایا کہ ہاں ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے اور وُہ ہر مخلوق کے بارے میں عالم و دانا ہے۔ یہ سُنتے ہی وُہ شخص مغلوب و ذلیل ہو کر چلا گیا۔ یہودی نے کہا جناب ابراہیمؑ نے خدا کے لیئے غصّہ میں اپنی قوم کے بتوں کو توڑا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ حضرت رسالتمآبؐ نے محض خدا کے لیئے کعبہ سے تین سو ساٹھ بتوں کو نکالا اور توڑا، اور ملک عرب سے

بُت پرستی مٹا دی اور بُت پرستوں کو تلوار سے ذلیل کیا۔ یہودی نے کہا حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند کو لٹایا تا کہ اُن کو خدا کی خوشنودی کے واسطے قربان کر دیں۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے اُن کے فرزند کے عوض دُنبہ بھیج دیا اُنہوں نے اپنے فرزند کو ذبح نہ کیا۔ لیکن آنحضرتؐ کے دل میں اُس سے بہت زیادہ صدمہ پہنچا جبکہ وُہ جنگِ اُحد میں اپنے شہید چچا حضرت حمزہؓ کے سرہانے آئے جو خدا اور رسُولؐ کے شیر تھے، اور ان کے دین کے مددگار تھے۔ حضرتؐ نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھا مگر باوجود اُس محبت کے جو اُن سے تھی خدا کی رضا کے لیئے اُس کے حکم کو تسلیم کر لیا، اور سر جُھکا دیا۔ اور کچھ رنج و غم کا اظہار نہ کیا نہ آہ کی اور نہ آنسو آنکھوں سے بہائے۔ بلکہ فرمایا کہ اگر ان کی بہن صفیہ کے محزون و مغموم ہونے کا خوف نہ ہوتا، تو میں اپنے چچا کی لاش کو یقیناً اسی طرح بے گور و کفن چھوڑ دیتا کہ درندے اور طیور کھاتے اور قیامت میں اُن کے شکم سے وُہ محشور ہوتے۔ یہودی نے کہا کہ جناب ابراہیمؑ کو ان کی قوم نے آگ میں ڈالا اور خدا نے اُن کے لیئے آگ کو گلزار کر دیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ جب رسُولؐ خدا نے خیبر میں قیام کیا ایک خیبریہ عورت نے آپؐ کو زہر دیا خدا نے اُس مار ڈالنے والے زہر کی آگ کو آنحضرتؐ کے شکم اقدس میں سرد و باعثِ سلامت کر دیا یہانتک کہ آپ اپنی عمر کو پہنچے اور آخر میں اُسی زہر کے اثر سے دُنیا سے رحلت فرمائی، اور ثوابِ شہادت پایا۔ یہودی نے کہا خدا نے جناب یعقوبؑ کو نیکیوں کا عظیم حصّہ عنایت فرمایا کہ اسباط اُن کی نسل سے پیدا ہوئے اور مریمؑ اُن کی اولاد میں سے ہوئیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسُولِ خدا کے لیئے اُن سے زیادہ نیکیوں کا حصّہ تھا کیونکہ فاطمہ علیہا السلام بہترین زنانِ عالمین اُن کی دُختر ہیں اور حسنؑ و حسینؑ اور نسلِ حسینؑ سے ائمہ اطہار صلوات اللہ وسلامہٗ علیہم اُن کی اولاد میں ہیں۔ یہودی نے کہا یعقوبؑ نے اپنے فرزند کی جدائی میں صبر کیا یہانتک کہ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ اندوہِ یعقوبؑ آخر ملاقاتِ فرزند سے خوشی میں تبدیل ہو گیا؛ لیکن جناب رسولؐ خدا اپنے اختیار سے اپنے فرزند ابراہیم کی وفات پر راضی ہو گئے اور اُن کی جُدائی پر صبر کیا۔ اور فرماتے رہے کہ اے ابراہیمؑ دل اندوہناک ہے اور رو رہا ہے اور ہم مغموم و محزون ہیں۔ لیکن زبان سے کوئی لفظ نہیں کہتے جو خدا کی ناخوشی کا باعث ہو۔ آنحضرتؐ ہر حال میں حکم خدا پر راضی تھے اور تمام افعال میں مطیع خدا تھے۔ یہودی نے کہا یُوسفؑ نے باپ کی مفارقت کا صدمہ برداشت کیا اور معصیت و گناہ سے بچنے کے لیئے قید خانہ منظور کیا اور اندھیرے کنویں میں ڈالے گئے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کعبہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کی جو امن و انس کی جگہ تھا۔ غربت کی تکلیفیں برداشت کیں اور اپنے اہل و عیال سے جُدائی اختیار کی۔ چونکہ خداوند کریم مکّہ اور کعبہ کی مفارقت پر اُن کے رنج و غم کی شدّت کو جانتا تھا اس لیئے خوابِ یُوسفؑ کے مانند حضرتؐ کو خواب دکھایا اور تمام عالم کے لوگوں پر آپؐ کے خواب کی سچائی ظاہر کر دی جیسا کہ فرماتا ہے۔ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ (آیت۲۷ سورۃ الفتح، پ۲۶) تا آخر آیت۔ اور اگر جناب یوسفؑ زندان میں قید ہوئے، رسُولؐ خدا بھی تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور رہے اور آپؐ کے عزیزوں اور رشتہ داروں نے آپؐ سے دوری اختیار کی اور ہر طرح آپؐ کی

زندگی کو تنگ کر دیا یہانتک کہ خدا نے ان کی شرارتوں اور مکّاریوں کو اپنی ضعیف ترین خلق کے ذریعہ باطل کر دیا اور دیمک کو اس عہد نامہ پر مسلط کیا جو آنحضرتؐ سے ترک تعلقات و آزار رسانی کے لیئے لکھا گیا تھا اور کعبہ میں محفوظ کیا گیا تھا۔ دیمکوں نے اُس کو چاٹ کر بے کار کر دیا اور آنحضرتؐ کی حقیقت اُنپر ظاہر ہوئی۔

اس کے بعد ایک دُوسرا یہودی آیا اور اُس نے کہا خدا نے حضرت مُوسٰیؑ پر توریت نازل کی جس میں احکام اور خدائی حکمتیں ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو انجیل کے عوض سُورۂ بقرہ اور سورۂ مائدہ اور طٰسٓ ہا اور طٰہٰ اور سورۃ ہائے مفصّل کہ جو سورۂ محمدؐ سے آخر قرآن تک عطا فرمایا، اور توریت کے عوض حٰمٓ ہا سجدہ اور نصف سورۂ مفصّل مع مسبحات کے زبور کی جگہ عنایت فرمایا اور سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ برأت صحف ابراہیمؑ و موسٰےؑ کے بدلے کرامت فرمایا؛ بلکہ تمام پیغمبروں کی کتابوں سے زیادہ دیا۔ اور حمٓ بڑی سورتیں اور سورۂ حمد جو سبع مثانی ہے اور تمام کتاب قرآن اور بے حساب حکمتیں حضرتؐ کو عطا فرمائیں یہودی نے کہا خداوند عالم نے جناب موسٰےؑ سے طور سینا پر کلام کیا' حضرتؑ نے فرمایا خدا نے ہمارے پیغمبرؐ سے سدرۃ المنتہٰی پر گفتگو کی۔ آنحضرتؐ کا درجہ اور مقام تمام آسمانوں میں مشہور ہے اور عرش الٰہی کے نزدیک آپؐ کا ذکر ہوتا ہے۔ یہودی نے کہا خداوند عالم نے جناب مُوسٰےؑ کو اپنی محبت عطا فرمائی تھی کہ جو شخص آپؑ کو دیکھتا تھا آپؑ کی محبت میں بیتاب ہو جاتا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا آنحضرتؐ کے لیئے خدا نے نہایت بلند درجہ اور عظیم محبت قرار دی اسی سبب سے ہے کہ اپنی وحدانیت کی گواہی کے ساتھ آنحضرتؐ کی رسالت کی شہادت کو متصل فرمادیا کہ جب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی صدا بلند ہوتی ہے ساتھ ہی اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه کی آواز بھی بلند ہوتی ہے۔ یہودی نے کہا مُوسٰےؑ کے شرف کے لیئے خدا نے ان کی ماں کو وحی کی۔ حضرتؑ نے فرمایا جناب رسولؐ خدا کی مادر گرامی کے لیئے بھی فرشتوں کی آواز آئی اور اُنھوں نے شہادت دی کہ وہ خدا کے رسولؐ ہیں اور آنحضرتؐ کا نام نامی خدا کی تمام کتابوں میں لکھا ہوا ہے اور یہ کہ جو فرزند آپ کے شکم میں ہے اوّلین و آخرین کا سردارؐ ہے اس کا نام محمدؐ رکھیئے۔ غرض خدا نے اپنے بزرگ ناموں میں سے اُن کا نام مشتق فرمایا۔ خدا محمُود ہے اور وہ محمدؐ ہیں۔ یہودی نے کہا خدا نے موسٰیؑ کو فرعونؑ پر مبعوث فرمایا اور اُن کو ایک بڑی نشانی عطا کی۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو بہت سے فرعونوں پر ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ابوالبختری، نضر بن الحرب، امیہ بن خلف اور منبہ و مبینہ کے ایسے اور دوسرے پانچ اشخاص پر مبعوث فرمایا یعنی ولید بن مغیرہ مخزومی، عاص بن وائل سہمی، اسود بن عبد یغوث زہری، اسود بن مطلب اور حارث بن طلاطلہ جو آنحضرتؐ کا مذاق اُڑاتے تھے۔ خدا نے ان کو دُنیا میں اور خود اُن کے نفسوں میں نشانیاں اور معجزات دکھائے یہانتک کہ اُنپر واضح ہو گیا کہ آنحضرتؐ کا دعوٰے برحق ہے۔ یہودی نے کہا خدا نے فرعونؑ سے مُوسٰےؑ کا انتقام لیا۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کے لیئے اُن کے زمانہ کے فرعونوں سے انتقام لیا۔ وُہ پانچ اشخاص جو آنحضرتؐ کا مذاق اُڑایا کرتے تھے انکے بارے میں خدا نے فرمایا اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ (آیۃ ۹۵، سورۃ الحجر پ۱۴) اے ہمارے حبیبؐ ہم نے مذاق اُڑانے والوں کے شر سے تم کو محفوظ کر دیا۔ خدا نے اُن پانچوں اشخاص کو ایک ہی روز خاص طرح

ہلاک کیا۔ ولید ایک موضع میں گیا تھا وہاں خزاعہ کا ایک شخص ایک تیر کو تراش کر اُس کے ریزے اور ٹکڑے چھوڑ گیا تھا جو ولید کے پاؤں میں چُبھ گئے اور خون جاری ہو گیا۔ ہر چند کوشش کی گئی خُون بند نہ ہوا۔ وُہ تکلیف کی شدت سے چلّایا کرتا تھا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خدا نے مجھے مار ڈالا یہانتک کہ جہنّم داصل ہوا۔ عاص بن وائل شہر سے باہر کسی کام کو گیا تھا راستہ میں ایک پتھر سے اُس کا پَیر پھسل گیا اور وُہ پہاڑ سے نیچے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ وُہ بھی یہی فریاد کیا کرتا تھا کہ محمدؐ کے خدا نے مجھے مار ڈالا۔ یہانتک کہ جہنّم کی آگ میں داخل ہو گیا۔ اسود بن عبد یغوث اپنے فرزند زمعہ کے استقبال کے لیئے گھر سے نکلا اور ایک درخت کے سائے میں ٹھہرا۔ جبریلؑ نے آکر اُس کا سر درخت سے ٹکرا دیا۔ وُہ غلام کو پکارتا رہا کہ اس شخص کو پکڑ لے جو میرے سر کو درخت پر مار رہا ہے۔ غلام کہتا تھا کہ تُو خود ہی اپنا سر ٹکرا رہا ہے مجھے تو کوئی اور دکھائی نہیں دیتا۔ تو وُہ چلّانے لگا کہ محمدؐ کے پروردگار نے مجھے مار ڈالا اسی طرح وُہ بھی جہنّم واصل ہوا۔ اسود بن مطلب پر پیغمبرؐ نے لعنت کی کہ خدا اس کو نابینا کر دے اور اس کے فرزند کے غم میں مبتلا کرے۔ ایک روز وُہ گھر سے نکلا۔ جناب جبریلؑ نے اس کی آنکھ پر ایک سبز پتّی سے مارا کہ وُہ اندھا ہو گیا۔ پھر اُس کا لڑکا فوت ہوا اُسی کے ساتھ وُہ بھی جہنم میں پہنچا۔ اسیطرح اسود بن حارث بھی معذب ہوا۔ ایک روز اُس نے بھنی ہوئی مچھلی کھائی اس سے اس قدر پیاس بڑھی اور اتنا پانی پی گیا کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا وُہ بھی یہی کہتا رہا کہ محمدؐ کے پروردگار نے مجھ کو مار ڈالا یہانتک کہ جہنم واصل ہوا۔ وُہ پانچوں اشقیا ایک ہی وقت میں معذب ہوئے اس لیئے کہ ایک مرتبہ وُہ سب جناب رسُولؐ خدا کے پاس آئے اور بولے کہ اے محمدؐ ہم نے تم کو دو پہر تک کی مُہلت دی۔ اگر تم اپنی بات سے باز نہ آئے تو ہم تم کو مار ڈالیں گے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ غمگین و رنجیدہ ہو کر گھر واپس آئے اور دروازہ بند کر لیا۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور یہ آیۃ لائے۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (پ۱۴ آیۃ ۹۴ سورۃ الحجر) "اہل مکہ پر احکام الٰہی پہنچا دو اور اُن کو ایمان کی دعوت دو اور مشرکوں کی پروا مت کرو"۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کے بارے میں کیا کروں جنہوں نے مجھے مار ڈالنے کی دھمکی دی ہے؟ جبریلؑ نے پھر یہ آیت پڑھی:- اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ (پ۱۴ سورۃ الحجر آیۃ ۹۵) حضرتؐ نے فرمایا وُہ سب ابھی میرے پاس آئے تھے۔ جبریلؑ نے کہا مَیں نے اُن سب کو دفع کر دیا۔ پھر حضرتؐ باہر نکلے اور اپنے امر تبلیغ میں مشغول ہو گئے۔ ان کے علاوہ باقی فرعونوں کو خدا نے روزِ بدر فرشتوں اور مومنوں کی تلوار سے ہلاک کیا اور باقی مشرکین بھاگ گئے۔ یہودی نے کہا خدا نے مُوسٰےؑ کو عصا دیا۔ جب وُہ اُس کو زمین پر ڈال دیتے تھے تو وُہ اژدہا بن جاتا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو اس سے بہتر معجزہ عطا فرمایا۔ اور وُہ اس طرح ہے کہ ایک شخص کے اُونٹ کی قیمت ابوجہل کے ذمہ باقی تھی اور وُہ شراب میں مشغول تھا اُس شخص کو ابوجہل سے ملاقات کا موقع نہ ملتا تھا۔ جو لوگ آنحضرتؐ کا مذاق اُڑایا کرتے تھے ان میں سے ایک شخص نے اُس سے پُوچھا کہ کس کو تلاش کرتے ہو۔ اُس نے کہا عمرو بن ہشام کو۔ اُس سے اپنے اُونٹ کی قیمت لینا ہے۔ اُس نے کہا کیا میں تم کو ایسا شخص نہ بتا دوں جو لوگوں کا حق دلواتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں ضرور بتاؤ۔ اُس نے آنحضرتؐ کا پتہ

بتادیا۔ وُہ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور عرض کی مَیں نے سُنا ہے کہ آپؐ کے اور عمرو بن ہشام کے درمیان دوستی ہے۔ چاہتا ہوں کہ آپ اُس سے میری سفارش کر دیں کہ وُہ میرا حق مجھے دیدے۔ ابوجہل ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ میری تمنا ہے کہ کبھی محمدؐ کو مجھ سے کوئی حاجت درپیش ہو تو مَیں اُن کا مذاق اُڑاؤں اور اُن کی حاجت کبھی پوری نہ کروں۔ غرض آنحضرتؐ اس شخص کے ساتھ ابوجہل لعؔ کے دروازہ پر آئے اور فرمایا اے ابوجہل اس کا روپیہ دیدے۔ حضرتؐ نے اُسی روز اس کو "ابوجہل" کی کنیت سے خطاب فرمایا اس سے پہلے کوئی اس کو ابوجہل نہیں کہتا تھا۔ غرض حضورؐ کا حکم سُنتے ہی ابوجہل لعؔ جلدی سے اُٹھا اور اُس مرد کی رقم لاکر ادا کردی پھر اپنے دوستوں کے پاس گیا اُن میں سے ایک شخص نے کہا محمدؐ کے خوف سے تُو نے بہت جلد اُس کا مطالبہ پُورا کردیا۔ ابوجہل بولا مجھ کو معذور رکھو۔ جب محمدؐ میرے سامنے آئے تو اُن کی داہنی جانب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ہاتھوں میں حربے لیئے ہوئے ہیں اور وُہ چمک رہے ہیں، بائیں جانب دو اژدہے تھے جو اپنے دانت کڑکڑا رہے تھے۔ اور اُن کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ اگر مَیں اُس کا روپیہ نہ دیتا، تو یقیناً وُہ لوگ اُن حربوں سے میرا پیٹ پھاڑ ڈالتے اور وُہ اژدہے میرے ٹکڑے کر ڈالتے۔ ان میں سے ایک اژدہا تو موسٰیؑ کے اژدہے کے برابر تھا اور دُوسرا اژدہا اور وُہ آٹھ فرشتے جو ہاتھوں میں حربے لیئے ہوئے تھے وُہ اژدہائے موسٰیؑ کے معجزہ سے زیادہ تھے جو خدا نے آنحضرتؐ کو عطا کیئے۔ بیشک آنحضرتؐ سے دینِ حق کی دعوت کے سبب کفارِ قریش کو بہت ایذا تھی۔ آنحضرتؐ ایک روز ان کے مجمع میں کھڑے ہوئے ان کو احمق و جاہل اور ان کے دین کو مہمل قرار دے رہے تھے اُن کے بتوں کو بُرا کہہ رہے تھے اُن کے باپ داداؤں کو گمراہی کے ساتھ نسبت دے رہے تھے۔ یہ باتیں سُنکر وُہ کفار بہت رنجیدہ ہوئے۔ ابوجہل نے کہا خدا کی قسم اس زندگی سے ہمارے لیئے موت بہتر ہے۔ اے گروہِ قریش کیا تم میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ موت کے لیئے آمادہ ہو اور محمدؐ کو قتل کر دے۔ ان لوگوں نے کہا کوئی نہیں۔ ابوجہل لعؔ نے کہا مَیں اُس کو قتل کروں گا۔ اگر اولادِ عبدالمطلب مجھے چاہے تو قتل کر دے گی یا معاف کر دے گی۔ قریش نے کہا اگر تم ایسا کروگے تو تمام اہلِ مکّہ پر تمہارا احسان ہوگا اور ہمیشہ تمہاری یاد قائم رہے گی۔ ابوجہل لعؔ نے کہا کہ وُہ کعبہ کے گرد بہت سجدہ کیا کرتا ہے اب جسوقت وُہ کعبہ کے قریب آئے گا اور سجدہ کرے گا تو میں ایک بڑے پتھر سے اس کا سر کچل دُوں گا۔ غرض آنحضرتؐ کعبہ کے پاس جب آئے تو سات مرتبہ طواف کیا پھر نماز پڑھی اور سجدہ میں سر رکھا اور سجدہ میں طول دیا۔ اُدھر ابوجہل ملعون ایک بھاری پتھر اُٹھا کر حضرتؐ کے قریب آیا تو دیکھا کہ ایک نہایت مست اُونٹ حضرتؐ کی طرف سے مُنہ کھولے ہوئے اُس کی طرف بڑھا۔ اس کو دیکھ ابوجہل کانپنے لگا اور پتھر ہاتھ سے چھُوٹ کر اُس کے پیروں پر گرا جس سے پیر زخمی ہو گئے اور خُون جاری ہو گیا۔ وہاں سے وُہ خوف زدہ بھاگا اس کے چہرے سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ اُس کے ساتھیوں نے کہا ہم نے کبھی تیری ایسی حالت نہیں دیکھی تھی۔ اُس نے کہا مجھے معاف کرو مَیں نے وُہ کیفیت دیکھی جو کبھی نہیں دیکھی تھی۔! یہودی نے کہا خدا نے موسٰےؑ کو دستِ نورانی دیا تھا۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو اس سے بہتر معجزہ عطا فرمایا تھا۔ آپؐ جس مجلس میں تشریف فرما ہوتے تھے آپؐ کے داہنے بائیں سے ایسا نور ظاہر ہوتا تھا جس کو

تمام لوگ دیکھتے تھے۔ یہودی نے کہا خدا نے دریا کو جناب موسٰےؑ کے لیئے شگافتہ کیا۔ فرمایا آنحضرتؐ کے لیئے اس سے بلند تر معجزہ ہُوا جس وقت ہم لوگ آپؐ کے ساتھ جنگِ حنین میں جا رہے تھے ایک دریا کے قریب پہنچے جس کی گہرائی چودہ آدمیوں کے قد کے برابر تھی۔ صحابہ نے عرض کی یارسولؐ اللہ اب کیا ہوگا دریا حائل ہے اور دشمن تعاقب میں ہیں جس طرح جناب موسٰےؑ کے ساتھیوں نے کہا تھا اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ (پ۱۹ آیت۶۱ سورۃ الشعراء) یہ سُنکر آنحضرتؐ ناقہ سے اُترے اور بارگاہِ احدیت میں مناجات کی کہ پالنے والے ہر پیغمبر و مرسل کے لیئے تُو نے ایک معجزہ عطا فرمایا ہے مجھے اپنی قدرت کی نشانی دکھا دے۔ یہ کہہ کر سوار ہوئے اور پانی پر چلے۔ آپؐ کا لشکر بھی آپؐ کے پیچھے روانہ ہُوا اور اُس دریا سے سب پار اُتر گئے اس طرح کہ گھوڑوں کے سُم تک تر نہ ہوئے۔ پھر وہاں سے مظفر و منصور واپس آئے۔ یہودی نے کہا خدا نے موسٰیؑ کو ایسا پتھر دیا تھا جس سے بارہ چشمے جاری ہوتے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا جب آنحضرتؐ نے حُدیبیہ میں قیام کیا اور اہلِ مکہ نے آپؐ کا محاصرہ کیا حضرتؐ کے اصحاب نے تشنگی کی شکایت کی۔ اُن کے چوپائے پیاس کی شدت سے ہلاکت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ظرف منگایا اور اپنا دستِ مبارک اُس میں ڈالا۔ آپؐ کی اُنگلیوں سے پانی جاری ہُوا اس قدر کہ ہم سب سیراب ہوگئے اور چوپائے بھی سیراب ہوئے اور سب نے اپنی اپنی مشکیں بھرلیں، پھر وُہ پانی ناپید ہو گیا۔ اس مقام پر ایک کنوآں تھا جو خشک ہو چکا تھا۔ حضرتؐ نے ترکش سے ایک تیر نکالا اور براء بن عازب کو دے کر فرمایا کہ اس کنوئیں کے درمیان میں اس کو نصب کر دو۔ جب انہوں نے ایسا کیا اُس تیر کے نیچے سے بارہ چشمے جاری ہوئے، اور سنگِ موسٰےؑ کے مانند معجزہ آنحضرتؐ کی پیغمبری کے منکر لوگوں کی عبرت اور نشانی کے واسطے روزِ میثاق ظاہر ہُوا کہ پانی اُن کے پاس نہ تھا۔ وُہ پیاسے تھے اور وضو کے لیئے محتاج تھے۔ حضرتؐ نے ظرفِ وضو طلب فرمایا اور دستِ معجز نما اس ظرف میں رکھا اُس میں سے پانی جاری ہُوا اور بلند ہُوا، پھر آٹھ ہزار اشخاص نے وضو کیا اور پانی پیا، جانوروں کو پلایا اور جس قدر ضرورت تھی ساتھ میں لے لیا۔ یہودی نے کہا خدا نے موسٰیؑ کے لیئے من و سلوٰے نازل کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ اور آپؐ کی اُمّت کے لیئے کافروں کی غنیمت حلال کی حضرتؐ سے پہلے کسی کے لیئے حلال نہ تھی، اور یہ من و سلوٰے سے بہتر ہے۔ اور اس سے زیادہ خدا نے آنحضرتؐ کو اور آپؐ کی اُمّت کو کرامت فرمایا کہ صرف عملِ صالح کے ارادہ پر ان کے لیئے ثواب مقرر فرمایا اور یہ دُوسری اُمتوں کو میسّر نہ تھا۔ حضرتؐ کی اُمّت سے اگر کوئی شخص ایک نیک عمل کا ارادہ کرتا ہے اور نہیں بجا لاتا تو اس کے واسطے ایک ثواب لکھا جاتا ہے اور اگر وُہ فعل عمل میں لاتا ہے تو اس کے لیئے دس ثواب لکھا جاتا ہے۔ یہودی نے کہا خدا نے موسٰےؑ اور آپؑ کے لشکر کے واسطے ابر کو سائبان بنایا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا خدا نے اُس وقت ایسا کیا جبکہ اُن کو صحرائے تیہ میں سرگشتہ و پریشان کر رکھا تھا۔ لیکن آنحضرتؐ کو اس سے بہتر عطا کیا کہ ابر اُن کے سر پر حضر و سفر میں جس روز سے آپؐ پیدا ہوئے سایہ فگن رہتا تھا یہاں تک کہ حضرتؐ نے عالمِ قدس کی جانب رحلت فرمائی۔ یہودی نے کہا خدا نے حضرت داؤدؑ کے لیئے لوہا نرم کر دیا تھا جس سے وُہ زرہ بنایا کرتے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے روزِ خندق سخت پتھر کو

حضرتؑ کے لیئے نرم کردیا اور آپؐ کے پائے اقدس کے نیچے صخرۂ بیت المقدس کو جو نہایت سخت پتھر ہے مثل خمیر آرد
کے نرم کردیا اور ایسا معجزہ اکثر و بیشتر آنحضرتؐ سے غزوات میں لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ یہودی نے کہا داؤدؑ
نے اپنی لغزش کے سبب اس قدر گریہ کیا کہ پہاڑ اُن کے ساتھ فریاد و فغاں کرنے لگے۔ حضرتؑ نے فرمایا
سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خوفِ خدا کے سبب جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو آپؐ کے سینہ سے
معرفتِ آثار سے شدتِ گریہ کے سبب ایسی آواز سُنائی دیتی تھی جیسے دیگ کے جوش مارنے کی آواز ہوتی ہے
جو آگ پر رکھا ہو۔ باوجود اس کے کہ خدا نے آپؐ کو عذاب سے ایمن کر دیا تھا۔ یہ حضرتؐ کا اپنے پروردگار کیلئے
خشوع تھا کہ دُوسرے خشوع و خضوع و تضرع و زاری میں عبادت میں آنحضرتؐ کی پیروی کرتے ہیں اور
حضرتؐ نے دس سال تک پنجوں کے بل کھڑے ہو کر نماز ادا کی کہ آپؐ کے پیروں پر ورم آجاتا تھا اور چہرہ اقدس
کا رنگ زرد ہو جاتا تھا یہاں تک کہ خداوند عالم نے تسکین ظاہر کی کہ ہم نے قرآن اس لیئے نہیں نازل کیا
ہے کہ تم اپنے تئیں اس قدر تعب و مشقت میں ڈالو۔ اور حضرتؐ خوفِ خدا سے اس قدر روتے تھے کہ بیہوش
ہو جاتے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ یا رسولؐ اللہ خدا نے تو آپؐ کے گزشتہ اور آیندہ گناہ سب بخش دیئے ہیں تو
حضرتؐ فرماتے تھے کیا میں خدا کا بندۂ شکر گزار نہ بنوں۔ اور اگر پہاڑ حضرت داؤد علیہ السلام کے لیئے
حرکت میں آتے اور تسبیح کرتے تو سُنو! ایک روز میں آنحضرتؐ کے ساتھ کوہِ حرا پر تھا ناگاہ پہاڑ کو حرکت
ہوئی۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنی جگہ پر قائم رہ کیونکہ تیری پُشت پر ایک پیغمبرؐ اور ایک صدیق و شہید ہے۔ تو
کوہ نے اطاعت کی اور ساکن ہو گیا۔ ایک روز حضرتؐ کے ساتھ ایک پہاڑ پر ہم گئے جس سے قطراتِ اشک
کے مانند پانی ٹپک رہا تھا۔ حضرتؐ نے اُس کوہ سے خطاب فرمایا کہ کیوں روتا ہے؟ وُہ پہاڑ بحکمِ خدا گویا ہوا
کہ یا رسولؐ اللہ ایک روز جناب عیسیٰؑ مجھ پر سے گزرے لوگوں کو ڈرا رہے تھے کہ جہنم کی آگ کے ایندھن
آدمی اور پتھر ہوں گے اُسی وقت سے مَیں گریاں ہوں اس خوف سے کہ کہیں میں بھی اُنہی پتھروں میں
شامل نہ ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا خوف مت کر وُہ سنگِ کبریت ہے۔ یہ سُنکر کوہ ساکن ہو گیا اور اُس کا
گریہ بند ہوا۔ یہودی نے کہا خدا نے جناب سلیمانؑ کو ایسی بادشاہی دی کہ اُن کے بعد کسی کے لئے سزاوار
نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس سے بہتر خدا نے آنحضرتؐ کو عطا کی۔ اُس نے ایک روز ایک فرشتہ کو آنحضرتؐ
کے پاس بھیجا جو پہلے کبھی زمین پر نہ آیا تھا اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ اگر آپ چاہیں ہمیشہ دُنیا میں نعمات اور
تمام عالم کی بادشاہی کے ساتھ زندہ رہیں۔ تمام دُنیا کے خزانوں کی کنجیاں آپؐ کے واسطے لایا ہوں۔ پہاڑ
آپؐ کے لیئے سونے اور چاندی کے ہو جائیں گے اور جہاں آپ چاہیں گے وُہ آپ کے ساتھ چلیں گے، اور
آخرت میں جو بلند درجات آپؐ کے لیئے مقرر ہیں اُن میں مطلق کمی بھی نہ ہوگی۔ حضرتؐ نے اُس وقت جبرئیلؑ
نے جو آنحضرتؐ کے خلیل ہیں فرشتوں کے درمیان سے اشارہ کیا کہ یا حضرتؐ تواضع اور انکساری اختیار کیجئے
حضرتؐ نے پھر اُس فرشتہ سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ پیغمبر اور معمولی بندہ کی طرح رہوں۔ ایک روز اگر
کھانے کو مل جائے تو کھاؤں اور اُس کا شکر کروں اور دُوسرے روز اگر نہ ملے تو نہ کھاؤں اور شکایت
نہ کروں اور جلد اپنے پیغمبر بھائیوں سے جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں مل جاؤں۔ تو خدا نے ان کے درجوں

میں حوض کوثر اور شفاعت کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ دُنیا کی بادشاہی سے ابتدا سے آخر دُنیا
تک ستّر گنا بہتر ہے۔ اور خدا نے آنحضرتؐ سے قیامت میں مقامِ محمود کا وعدہ فرمایا کہ اپنے عرش
پر آپ کو بٹھائے گا اور اُس روز حکومت آپؐ کے لیئے مخصوص فرمائے گا۔ یہودی نے کہا خدا نے
ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے لیئے مسخر فرمایا جو اُن کو ایک مہینہ کی راہ تک صبح کو لے جاتی تھی اور اسیطرح
شام کو سیر کراتی تھی۔ حضرتؑ نے فرمایا خدا نے آنحضرتؐ کو ایک رات کے تیسرے حصّہ سے کم میں مکہ سے
مسجد اقصےٰ تک کہ ایک مہینے کی راہ ہے اور وہاں سے ملکوت سمٰوات تک کہ پچاس ہزار سال کی راہ ہے
لے گیا اور ساحتِ قرب میں ان کو مرتبۂ قاب قوسین تک پہنچایا بلکہ قرب میں دُو کمان سے بھی کم فاصلہ تھا
حضرتؐ نے ساقِ عرش میں دل کی آنکھوں سے انوارِ جمال ذوالجلال مشاہدہ کیا۔ اور خدا نے آنحضرتؐ
پر ایسی شفقت و رحمت کا اظہار فرمایا کہ دُوسری اُمتوں کی سخت اور دُشوار تکلیفوں کو آنحضرتؐ کی اُمت
پر آسان کر دیا جیسا کہ اس سے پہلے ذکر ہو چکا۔ یہودی نے کہا خدا نے شیاطین کو جناب سلیمانؑ کا
تابع کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ جناب سلیمانؑ کے تابع کافر شیاطین تھے لیکن آنحضرتؐ کے تابع ایسے
شیاطین اور جن تابع ہوئے جو آنحضرتؐ پر ایمان لائے۔ چنانچہ نصیبین اور یمن کے اکابر و اشراف اجنہ
میں سے نو افراد آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو فرزندانِ عمرو بن عامر میں سے تھے جنکے نام یہ
ہیں۔ شصاد، مصاہ، الہملکان، مرزمان، مازمان، نضاہ، صاحب، ہاضب اور عمرو۔ اُس وقت آنحضرتؐ
بطن النخل میں تھے وُہ لوگ ایمان لائے جیسا کہ خداوند عالم نے اُن کا حال قرآن میں بیان فرمایا ہے:۔
وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ (پ۲۶ آیت ۲۹ سورۃ احقاف) اس کے بعد
اکہتر ہزار جن خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آنحضرتؐ کی بیعت کی کہ روزہ رکھیں گے، نماز پڑھیں
گے، زکوٰۃ دیں گے، حج کریں گے، جہاد کریں گے اور مسلمانوں کے خیر خواہ رہیں گے اور کفر و بُت پرستی سے
توبہ کی اور اپنی خوشی سے ایمان لائے اور سرکشی ترک کی۔ اور آنحضرتؐ تمام جن و انس پر مبعوث تھے۔
یہودی نے کہا جناب یحییٰؑ کو خدا نے اُن کے بچپنے میں علم و حکمت عطا کیا اور وہ بغیر اس کے کہ کوئی گناہ ہو
گریہ و زاری کرتے رہے۔ حضرتؑ نے فرمایا یحییٰ علیہ السلام اُس زمانہ میں تھے جبکہ جہالت اور بُت پرستی
نہ تھی۔ اور آنحضرتؐ کو خدا نے آپؐ کے زمانۂ طفلی میں علم و حکمت عطا کی جبکہ آپؐ اُس گروہ کے درمیان تھے
جو بُت پرست اور شیاطین کے لشکر تھے۔ لیکن آنحضرتؐ نے کبھی بُت پرستی کی جانب رغبت نہ کی اور نہ اُنکی
عیدگاہ میں حاضر ہوئے۔ نہ حضرتؐ سے کسی نے کبھی کوئی جھوٹ سُنا۔ ہمیشہ اُن کو امین اور صادق کہا کرتے
تھے۔ حضرتؐ ایک ہفتہ کا یا زیادہ اور کم کا روزہ ایک دُوسرے سے متصل رکھا کرتے تھے جنکے درمیان
آب و غذا کھاتے پیتے نہ تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں۔ رات اپنے
پروردگار کے پاس بسر کرتا ہوں وُہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ اور حضرتؐ خوفِ خدا سے بغیر کسی گناہ کے اس قدر
گریہ فرماتے کہ جانماز تر ہو جاتی تھی۔ یہودی نے کہا مشہور ہے کہ جناب عیسیٰؑ نے گہوارہ میں کلام کیا۔
حضرتؐ نے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب شکمِ مادر سے زمین پر تشریف لائے آپؐ نے داہنا ہاتھ

زمین پر رکھا اور بائیں ہاتھ کو آسمان کی جانب بلند کیا اور لبہائے مبارک سے کلمۂ شہادت ارشاد فرمایا آپکے دہن اقدس سے ایسا نُور ساطع ہوا کہ اہلِ مکہ نے قصرہائے شام اور اس کے گرد و نواح کو اور یمن کے سُرخ محلوں اور اصطخرِ فارس کے سفید قصر اور اس کے اطراف کو دیکھا اور آپؐ کی ولادت باسعادت کی شب تمام دُنیا روشن ہوگئی اور جن وانس و شیاطین سب خوفزدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ کوئی امرِ عجیب دُنیا میں ظاہر ہوا ہے جس سے ایسے حیرت انگیز اُمور ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اُس شبِ نورانی میں فرشتے آسمان سے آ رہے اور جا رہے تھے لوگ ان کی تسبیح و تقدیس کی آواز سُنتے تھے اور ستارے حرکت میں تھے اور نیچے آ رہے تھے اور شہاب ثاقب ہر طرف دَوڑ رہے تھے جنکے مشاہدہ سے شیاطین مضطرب ہو رہے تھے اور چاہتے تھے کہ ان عجیب و غریب حالات کے دریافت کرنے کے لیئے آسمانوں پر جائیں اُن کے لیئے آسمان سوم تک پہنچنا ممکن تھا وہاں سے وُہ فرشتوں کی آوازیں سُنتے تھے اُس رات جب وُہ آسمان کی طرف چلے تو اُن کے لیئے راستہ بند تھا فرشتے ان کو تیر شہاب سے (دُھکتے ہوئے انگارے سے) مارتے تھے۔ یہ تمام اُمور آنحضرتؐ کے لیئے دلیلیں اور نشانیاں تھے۔ یہودی نے کہا جناب عیسٰےؑ اندھے اور کوڑھی کو خدا کے حکم سے اچھا کرتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جناب رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بہت سے اصحاب کو بلاؤں اور بیماریوں سے تندرست کیا۔ منجملہ اُن کے ایک واقعہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے ایک صحابی کا حال دریافت کیا لوگوں نے بیان کیا کہ وُہ شدتِ بیماری سے ایک چوزے کے مانند ہوگئے ہیں جس کے بال و پر گر گئے ہوں۔ حضرتؐ اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے اور دریافت کیا کہ تم اپنے زمانۂ صحت میں دُعا کرتے تھے؟ عرض کی ہاں میں یہ مناجات کرتا تھا کہ ہر وُہ بلا جو میرے لیئے آخرت میں آنے والی ہے میرے معبود تو اُسے میرے لیئے دُنیا ہی میں بھیجدے۔ حضرتؐ نے فرمایا کیوں یُوں دُعا نہ کی۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آیت ۲۰۱، پ ۲ سورۃ بقرہ) یعنی پالنے والے مجھے دُنیا میں بھی نعمت و رحمت عطا فرما اور آخرت میں بھی اور جہنم کی آگ سے محفوظ رکھ۔ جب اُنہوں نے یہ دُعا پڑھی صحت پائی گویا قید سے رہائی ملی۔ وُہ اُسیوقت اُٹھے اور ہمارے ساتھ باہر آئے۔ اسیطرح ایک شخص قبیلۂ جہنیہ کا خورہ میں مبتلا تھا اُس کے اعضا کٹ کٹ کر گر رہے تھے وُہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور اپنے مرض کی شکایت کی۔ حضرتؐ نے ایک پیالے میں پانی طلب کیا اور اپنا لعابِ دہن اُس میں داخل کیا اور فرمایا اس پانی کو اپنے جسم پر مل لو۔ اُس نے ایسا ہی کیا، اور اس طرح تندرست ہوگیا گویا کچھ بیمار ہی نہ تھا۔ اور ایک مبروص اعرابی حضرتؐ کے پاس آیا حضرتؐ نے اپنا لعابِ دہن اُس کے برص پر لگا دیا وُہ ابھی حضرتؐ کے پاس سے ہٹنے نہ پایا کہ اُس نے شفا پائی۔ اور اگر تُو کہتا ہے کہ جناب عیسٰی علیہ السلام دیوانوں اور جن زدہ لوگوں کو نجات دیتے تھے تو تجھ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ رسُولِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے ناگاہ ایک عورت آئی اور کہا یا رسُولؐ اللہ میرا لڑکا مرنے کے قریب ہے کوئی چیز نہیں کھاتا۔ جب کھانا اُس کے لیئے لایا جاتا ہے تو بہت سا پانی پی جاتا ہے کھانا نہیں کھا سکتا۔ حضرتؐ اُس کے گھر تشریف لے گئے ہم سب حضرتؐ کے ساتھ تھے۔ جب اُس بیمار کے پاس پہنچے حضرتؐ نے

فرمایا: جَانِبْ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ مِنْ وَلِیِّ اللّٰہِ فَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ اے خدا کے دُشمن ولیٔ خدا سے دُور ہو۔ میں خدا کا رسُولؐ ہوں تجھ کو حکم دے رہا ہوں۔" وُہ اُسی وقت صحیح سلامت اُٹھ کھڑا ہوا اور اب وُہ ہمارے لشکر میں ہے۔ اگر تُو کہتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اندھوں کو بینا کر دیتے تھے تو سُن لے کہ جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے زیادہ قوت حاصل تھی۔ قتادہ بن ربعی ایک خوبصورت شخص تھا۔ جنگِ اُحد میں اُس کی آنکھ میں نیزہ لگا کہ اُس کی آنکھ نکل پڑی۔ وُہ اپنی آنکھ لیئے ہوئے حضرتؐ کے پاس آیا اور کہا یا رسُولؐ اللہ اب تو میری زوجہ کو مجھ سے نفرت ہو جائے گی۔ حضرتؐ نے اُس کی آنکھ اُس کے حلقہ میں رکھدی اور وُہ بالکل صحیح ہوگئی کہ دُوسری آنکھ سے اُس آنکھ میں کوئی فرق نہ کر سکتا تھا اور وُہ آنکھ دوسری آنکھ سے بھی زیادہ روشن اور منور ہوگئی۔ اور جنگ ابن ابی الحقیق میں عبداللہ بن عتیک کو زخم لگا کہ اُس کا ہاتھ جُدا ہوگیا وُہ رات کو اپنا دست بریدہ لیئے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ حضرتؐ نے وُہ ہاتھ اُس کی جگہ پر رکھ کر اپنا دست مبارک پھیر دیا وُہ اُسیطرح بہتر و سالم ہوگیا کہ دُوسرے ہاتھ میں اور اُس میں کوئی فرق نہ تھا۔ اور جنگ کعب بن الاشرف میں محمد بن مسلمہ کے ہاتھ اور آنکھ کو ایسا ہی صدمہ پہنچا۔ حضرتؐ نے اپنا دست مبارک پھیر دیا اس کے دونوں اعضا درست ہوگئے۔ اسیطرح عبداللہ بن اُنیس کی آنکھ میں ایسا ہی زخم لگا تھا آپؐ نے ہاتھ پھیر دیا اور وُہ اچھی ہوگئی۔ یہ تمام اُمور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیلیں ہیں۔ یہودی نے کہا جناب عیسٰےؑ بحکم خدا مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا سنگریزے آنحضرتؐ کے دستِ مبارک میں تسبیح کیا کرتے تھے باوجود اس کے کہ وُہ جمادات میں تھے لیکن ان کی آواز سنائی دیتی تھی بغیر اس کے کہ اُن میں رُوح ہو۔ اور مُردے حضرتؐ سے باتیں کرتے تھے اور فریاد کرتے تھے اُس عذاب کے سبب جو وُہ خدا کی جانب سے دیکھتے تھے۔ ایک روز آنحضرتؐ نے ایک شہید کی میت پر صحابہ کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اس شخص کو بہشت کے دروازہ پر روک دیا گیا ہے کیونکہ اس کے ذمہ فلاں یہودی کا قرض تھا اور اس نے ادا نہیں کیا تھا۔ بنی النجار میں سے کوئی یہاں موجود ہے کہ اس کا قرض ادا کر دے تاکہ یہ بہشت میں داخل ہو۔ اے یہودی اگر تُو کہتا ہے کہ جناب عیسٰےؑ مُردوں سے باتیں کرتے تھے تو جناب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے زیادہ عجیب معجزہ دکھایا۔ جب طائف کے قلعہ کا حضرتؐ نے محاصرہ کیا تو اُن لوگوں نے ایک گوسفند کو بریاں کر کے حضرتؐ کے لیئے بھیجا جس میں زہر ملا دیا تھا۔ اُس گوسفند کے شانے سے آواز آئی کہ یا رسُولؐ اللہ مجھ کو نہ کھائیے کیونکہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ اگر زندہ جانور بات کرے تو یہ بہت بڑا معجزہ ہے۔ لیکن اگر ذبح کیا ہوا اور بریاں حیوان کلام کرے تو یہ اس سے بھی عظیم ہے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ حضرتؐ کسی درخت کو بلاتے تو وُہ فرمانبرداری کرتا، اور درندے، چوپائے اور حیوانات نے متعدد بار حضرتؐ سے گفتگو کی ہے اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دی ہے؛ اور انسانوں کو حضرتؐ کی مخالفت سے منع کیا ہے۔ اور یہ اُمور جناب عیسٰےؑ کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ یہودی نے کہا جناب عیسٰےؑ لوگوں کو بتا دیتے تھے جو کچھ وُہ کھاتے تھے اور اپنے گھروں میں جمع کرتے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا عیسٰےؑ اُن چیزوں سے آگاہ کرتے تھے جو دیوار کے

پیچھے چھپی ہوتی تھیں۔ اور جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگِ مُوتہ کا حال اور جو کچھ لڑائی میں ہو رہا تھا بیان فرما رہے تھے کہ اب وُہ شخص شہید ہُوا اور اب فلاں؛ اور آنحضرتؐ کے اور اُن کے درمیان ایک مہینہ کا راستہ تھا۔ کبھی کوئی شخص آتا اور کچھ معلوم کرنا چاہتا تو آپؐ فرماتے اپنی حاجت تو بیان کرے گا، یا میں خود تجھے بتا دوں۔ اگر وُہ کہتا کہ یا حضرتؐ آپ ہی فرمائیے تو حضرتؐ ارشاد فرماتے کہ تُو اس حاجت کیلئے آیا ہے اور تیرے دل میں یہ ہے۔ اور اہل مکہ کے پوشیدہ رازوں کو بیان کر دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عمیر بن وہب مکہ سے مدینہ آیا اور آنحضرتؐ سے کہا میں اپنے لڑکے کی رہائی کی غرض سے آیا ہوں حضرتؐ نے فرمایا تُو جھوٹ کہتا ہے بلکہ صفوان بن اُمیّہ سے حطیم میں تیری ملاقات ہوئی اور تم کو کشتگانِ بدر یاد آئے تو تم نے کہا واللہ اس زندگی کے بعد جس میں محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے موت بہتر ہے۔ کیا اُن کشتوں کے بعد جنکو ہم چاہِ بدر میں دیکھتے ہیں خوشگوار زندگی ہو سکتی ہے۔ کیا تُو نے یہ نہیں کہا کہ اگر میں صاحب عیال اور قرضدار نہ ہوتا تو یقیناً تجھ کو محمدؐ سے نجات دلاتا۔ صفوان نے تجھ سے کہا کہ میں تیرا قرض ادا کر دوں گا تیری لڑکیوں کو اپنی لڑکیوں کے ساتھ رکھوں گا جو کچھ میری لڑکیوں پر گزریگا وُہ اُن پر بھی گزرے گا تُو نے کہا یہ راز پوشیدہ رکھو کسی پر ظاہر نہ کرو۔ اور میں جاتا ہوں اور اس کو (محمدؐ کو) قتل کرتا ہوں۔ تو یہ ارادہ کر کے آیا ہے۔ اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ آپؐ نے سچ فرمایا۔ اب میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ آپ پیغمبرؐ ہیں، اُس کی جانب سے بھیجے ہوئے ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ایسی باتیں بہت واقع ہوئی ہیں جنکا شمار ممکن نہیں۔ یہودی نے کہا جناب عیسےٰؑ مٹی سے طائر بنا کر اُس میں پھونک دیتے تھے اور وُہ اُڑ جاتا تھا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا آنحضرتؐ نے بھی ایسا کر دکھایا۔ جنگ حنین کے روز حضرتؐ نے ایک پتھر اُٹھایا وہ تسبیح و تقدیسِ الٰہی کرنے لگا۔ پھر حضرتؐ نے اُس سے خطاب فرمایا تو وُہ پتھر تینؔ ٹکڑے ہو گیا اُس کے ہر حصّہ سے تسبیح کی آواز آ رہی تھی۔ دوسرے موقع پر ایک درخت کو طلب فرمایا وُہ زمین کو چیرتا ہُوا حضرتؐ کے پاس آیا۔ اس کی ہر شاخ سے تسبیح و تقدیس و تہلیل کی صدا بلند تھی۔ پھر اُس درخت کو حکم دیا کہ دوؔ ٹکڑے ہو جا وُہ ہو گیا۔ پھر فرمایا بدستور مِل جا وُہ اپنی حالت پر ہو گیا۔ پھر فرمایا میری رسالت کی گواہی دے اُس نے شہادت دی تو فرمایا کہ اپنی جگہ پر واپس جا۔ وُہ تسبیح و تقدیس کرتا ہوا واپس جہاں تھا پہنچ گیا۔ اور یہ واقعہ مکہ میں قصاب خانہ کے پاس ہُوا تھا۔ یہودی نے کہا جناب عیسیٰؑ دُنیا میں ہر جگہ گھومتے پھرتے اور سیاحت کرتے تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا رسُولؐ اللہ نے بھی بیسؔ سال تک جہاد کیا اور اپنے لشکر کے ساتھ سفر کرتے رہے اور بے شمار کافروں کو جہنم واصل کیا جن میں سے ہر ایک شجاعت اور شمشیر زنی میں مشہورِ عالم تھا اور حضرتؐ ہمیشہ کارزار میں مشغول رہے اور دشمنانِ دین سے جہاد کے لئے سفر کرتے رہے۔ یہودی نے کہا جناب عیسیٰؑ زاہد تھے۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ جناب رسُولؐ خدا زاہد ترین پیغمبران تھے۔ ان کی تیرہؔ بیبیاں تھیں کنیزوں کے علاوہ جن سے مقاربت کرتے تھے۔ ہرگز دسترخوان آپؐ کے سامنے سے نہیں اُٹھایا گیا جس میں کھانا رہا ہو۔ حضرتؐ نے کبھی گیہوں کی روٹی نہیں کھائی اور نہ جَو کی روٹیاں تینؔ روز مسلسل سیر ہو کر تناول کیں۔ جب دُنیا سے

رخصت ہوئے تو آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں چودہ درہم پر رہن تھی۔ سونے چاندی کے سکّے کبھی رکھے نہیں باوجودیکہ شہروں کو فتح کیا اور کافروں سے غنیمت حاصل کیا۔ اکثر ایک ایک دن میں تین تین چار چار لاکھ درہم لوگوں کو تقسیم کیئے لیکن رات کو ایک صاع جَو گھر میں تھا نہ گندم نہ ایک درہم تھا نہ ایک دینار اُس وقت یہودی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی خدا نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسُولؐ ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے کسی پیغمبر اور کسی رسُول کو کوئی درجہ اور مرتبہ نہیں بخشا مگر یہ کہ وُہ تمام مراتب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جمع کر دیئے بلکہ جو کچھ ان انبیا کو دیا تھا اُس سے زیادہ آنحضرتؐ کو عطا فرمایا۔ یہ سُنکر ابن عباسؓ نے بھی جناب امیرالمومنینؑ سے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ راسخون فی العلم میں سے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ میں ایسے بلند مرتبہ شخص کے فضائل و مناقب کیا بیان کر سکتا ہوں کہ خود خلاق عالم باوجود اپنے جلال و عظمت کے جس کے اخلاق کو بلند و عظیم فرماتا ہے اور کہتا ہے اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (پ۲۹ آیۂ سورۃ القلم) اے ہمارے حبیبؐ بیشک تم اخلاق عظیم پر فائز ہو۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ جب جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور آپؐ کی سچائی اور پیغمبری کے معجزات ظاہر ہوئے یہودیوں نے آپؐ کے خلاف مکر و فریب کرنا شروع کیا اور آپؐ کے معجزات اور انوار کو باطل کرنا چاہا ان میں سب سے زیادہ پیش پیش مالک بن الصیف، کعب بن الاشرف، حیّ بن اخطب، جدی ابن اخطب، ابو یاسر بن اخطب، ابو لبابہ بن عبد منذر اور شعبہ تھے۔ ایک روز مالک بن الصیف نے آنحضرتؐ سے کہا کہ اے محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم دعوےٰ کرتے ہو کہ خدا کے رسول ہو، اگر یہ بساط جس پر میں بیٹھا ہوں تم پر ایمان لائے اور تمہارے رسُول ہونے کی گواہی دے تو میں بھی ایمان لاؤں گا۔ ابو لبابہ نے کہا یہ تازیانہ جو میرے ہاتھ میں ہے ایمان لائے تو میں بھی ایمان لاؤں گا۔ کعب نے کہا جبتک میرا یہ دراز گوش جس پر میں سوار ہوں ایمان نہ لائے میں بھی ایمان نہ لاؤں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا بندوں کے لئے مناسب نہیں کہ حجت ظاہر اور معجزات دیکھنے کے بعد پھر بارگاہِ الٰہی میں ایسے نامناسب سوالات کریں۔ ان کو چاہیئے کہ اطاعت و فرمانبرداری کریں؛ اور جو کچھ خدا نے دلیلیں اور حجتیں ظاہر کر دی ہیں اُنہی کو کافی سمجھیں۔ کیا یہ تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ خدا نے میری حقیت اور نبوت کا توریت، انجیل اور صحف ابراہیمؑ میں ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ کہ علیؑ بن ابی طالبؑ میرا بھائی، میرا وصی و خلیفہ ہے اور میرے بعد بہترین خلق ہے۔ اور یہ قرآن جیسا معجزہ جو خدا نے میرے لئے نازل فرمایا ہے تمہارے واسطے کافی نہیں ہے جس کا مثل لانے سے ساری دُنیا عاجز ہے۔ اب جو کچھ تم طلب کر رہے ہو اُس کے بارے میں میری جرأت نہیں ہے کہ خدا سے سوال کروں بلکہ میں تو یہی کہوں گا کہ جو کچھ معجزات و دلائل و براہین خدا نے مجھے عطا فرمائے ہیں وہی میرے اور تمہارے لئے کافی ہیں۔ اور اگر جو معجزات تم چاہتے ہو وُہ بھی تمہارے لئے وُہ پورے کر دے تو اس کا اور زیادہ کرم و احسان ہوگا؛ اور اگر نہ پورے کرے تو سمجھو کہ اس کے اظہار میں مصلحت نہیں ہے۔ جب حضرتؐ

اپنے کلام سے فارغ ہوئے بساط بقدرتِ الٰہی گویا ہوئی اور کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ معبودِ یکتا کے سوا کوئی خدا نہیں، اُس کا کوئی شریک نہیں وُہ ایجادِ خلق میں یکتا ہے تمام چیزیں اپنے وجود وبقا میں اس کی محتاج ہیں لیکن وُہ کسی شے کا محتاج نہیں۔ تغیر وزوال اُس کے واسطے محال ہے۔ اُس کے لیئے زن و فرزند جائز نہیں۔ اُس نے کسیکو اپنی حکومت میں شریک نہیں کیا۔ اور اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں گواہی دیتی ہوں کہ آپؐ اس کے بندہؐ اور رسولؐ ہیں۔ آپؐ کو اُس نے ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ آپؐ کے دین کو تمام دینوں پر غالب کردے اگرچہ مشرکین ناپسند ہی کریں اور گواہی دیتی ہوں کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ آپؐ کے بھائی، آپؐ کے بعد اُمّت میں آپؐ کے وصی اور خلیفہ ہیں اور آپؐ کے بعد خلق میں سب سے بہتر ہیں۔ جس نے اُن سے محبت کی اُس نے آپؐ سے محبت کی۔ جس نے اُن کو دشمن رکھا تو آپؐ کو دشمن رکھا۔ جس نے اُن کی اطاعت کی تحقیقت میں آپؐ کی اطاعت کی اور جس نے اُن کی نافرمانی کی اُس نے آپؐ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے آپؐ کی اطاعت کی تو اُس نے خدا کی اطاعت کی اور سعادتؔ و رحمتِ خدا کا مستحق ہوگیا۔ اور جس نے آپؐ کی نافرمانی کی تو خدا کی نافرمانی کی اور ہمیشہ کے عذاب کا سزاوار ہوگیا۔ یہودیوں نے یہ کیفیت مشاہدہ کی تو بہت متعجّب ہوئے اور بولے یہ کچھ نہیں بس کھُلا ہوُا جادو ہے۔ جب اُنہوں نے یہ کہا تو بساط ہوا میں بلند ہوئی اور جو لوگ اُس پر بیٹھے تھے سب کو مُنہ کے بل زمین پر گرا دیا۔ پھر بحکمِ خدا گویا ہوئی کہ میں تو ایک بوریا ہوں لیکن خدا نے مجھ کو اپنی توحید وتمجید کے سبب گویا کیا اور اس لیئے کہ میں گواہی دوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے پیغمبر ہیں بلکہ تمام انبیا و مرسلین سے بہتر ہیں۔ اور اُس کی تمام مخلوق کی جانب اُسی کے رسُولؐ ہیں اور عدالت وحق کے ساتھ بندوں کے درمیان حکم کرتے ہیں۔ اور گویا کیا مجھے تاکہ میں گواہی دوں کہ اُن کے بھائی علی علیہ السّلام اُن کے وزیر اور وصی ہیں کیونکہ وُہ حضرتؐ کے نُور سے پیدا ہوُئے اور اُن کے معین ومددگار ہیں ان کے قرضوں کے ادا کرنے والے اور اُن کے وعدوں کے پُورا کرنے والے اور اُن کے دوستوں کے مددگار اور دشمنوں کو ذلیل کرنے والے ہیں۔ میں اُس کی اطاعت کرتی ہوں جس کو محمدؐ نے امام بنایا ہے اور اُس سے بیزار ہوں جو اُن سے دُشمنی کرتا ہے۔ لہٰذا کافروں کو جائز نہیں کہ مجھ پر بیٹھیں۔ مجھ پر بیٹھنے کا حق اُنہی کو ہے جو خُدا اور رسُولؐ اور اُن کے وصیؑ پر ایمان لایا ہو۔ اُس وقت حضرتؐ نے سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور عمارؓ کو حکم دیا کہ اس بساط پر بیٹھو کیونکہ تم لوگ ایمان لائے ہو جیسا کہ اِس بساط نے گواہی دی۔ جب وُہ لوگ اُس پر بیٹھ گئے تو خدا نے ابولبابہ کے تازیانہ کو گویا کیا۔ اُس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اُس خدا کی یکتائی کی جو خلائق کا پیدا کرنے والا اور روزی کا کشادہ کرنے والا اور تمام اُمور کی تدبیر کرنے والا ہے اور ہر شَے پر قادر ہے۔ اور اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے بندہؐ، رسُولؐ، برگزیدہ خلیل اور اُس کے پسندیدہ اور خلیفہ ہیں۔ اُس نے آپؐ کو رسالت وسفارت کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ نیکبخت لوگ آپؐ کے ذریعہ سے نجات پائیں اور بدبخت ہلاک ہوں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ کا ذکر ملاءِ اعلےٰ میں ہے کہ وُہ آپؐ کے بعد خلائق کے سردار ہیں اور وُہی آپؐ کے دُشمنوں سے تنزیلِ کتابِ خدا پر قتال کریں گے

تاکہ وُہ آپؐ کے دین کو قبول کریں۔ اور آپؐ کے بعد منافقوں سے تاویلِ قرآن پر جنگ کریں گے جو دین سے منحرف ہوگئے ہونگے اور جن کی نفسانی خواہشیں ان کی عقلوں پر غالب آگئی ہوں گی اور کتابِ خدا کے معنی میں اُنہوں نے تحریف کی ہوگی۔ وُہ پیشوائے خلق لوگوں کو بہشت کی جانب لے جائیں گے، اور دشمنانِ خدا کو اپنی شمشیرِ آبدار سے جہنم واصل کریں گے۔ یہ کہہ کر تازیانہ ابولبابہ کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کو مُنہ کے بل زمین پر گرا دیا۔ وُہ ہر چند اُٹھنے کی کوشش کرتا، وُہ اس کو گرا دیتا۔ ابولبابہ کہنے لگا وائے ہو مجھ پر مجھے کیا ہوگیا ہے۔ تازیانہ بولا میں تیرا تازیانہ ہوں خدا نے مجھ کو اپنی توحید کے ساتھ گویا کیا اور اپنی حمد کے ساتھ گرامی کیا، اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری کی تصدیق سے مشرف فرمایا جو اس کے تمام بندوں میں سب سے بہتر ہیں اور مجھ کو اُن میں سے قرار دیا جنہوں نے آنحضرتؐ کے بعد بہترین خلق کی محبت واطاعت اختیار کی ہے اُس کی جس کو خدا نے اپنے پیغمبرؐ کی دُختر کا شوہر بنایا ہے۔ وُہ دختر جو تمام زنانِ عالم کی سردار ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالبؑ جنکو خدا نے اپنے رسُولؐ کے فرش پر سونے کا شرف بخشا! اُس رات جبکہ لوگوں نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ وُہ اس رسُولؐ کے دشمنوں کو اپنی شمشیر سے مقتول ومنکوب کرنے والا ہے اور وُہ آنحضرتؐ کے بعد آپؐ کی اُمّت میں شریعت کے حلال وحرام سے سبکو آگاہ کرنے والا ہے۔ سزاوار نہیں کہ میں ایسے شخص کے ہاتھ میں رہوں جو آنحضرتؐ کے ساتھ دُشمنی کرے اور آپؐ کی مخالفت پر آمادہ ہو۔ میں تیرے ساتھ اے ابولبابہ یہی عمل کرتا رہوں گا یہانتک کہ تُو ایمان لائے یا جہنم واصل ہوجائے۔ ابولبابہ نے کہا اے تازیانے میں بھی وہی گواہی دیتا ہوں جو تُو نے دی اور میں نے اعتقاد کیا اور ایمان لایا جو کچھ تُو نے بیان کیا۔! تازیانے سے آواز آئی چونکہ تُو نے ایمان کا اظہار کیا لہٰذا میں تیرے ہاتھ میں رہوں گا۔ لیکن خدا بہتر جانتا ہے جو تیرے دل میں ہے اور وُہ روزِ قیامت تیرا فیصلہ کرے گا۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُس کا اسلام صحیح ونیک نہ ہوُا، اُس سے اعمالِ بد ہی ظاہر ہوتے رہے۔ غرض وُہ یہودی حضرتؐ کے پاس سے چلے گئے اور آپس میں کہتے تھے کہ مُحمّد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی تقدیر والے ہیں۔ جو کچھ چاہتے ہیں ان کے لیئے ہوجاتا ہے لیکن وُہ پیغمبر نہیں ہیں۔ جب کعب بن اشرف اپنے دراز گوش پر سوار ہونے لگا دراز گوش بھڑکا اور اس کو سر کے بل گرا دیا کہ اس کا سر زخمی ہوگیا۔ پھر اُس نے دوبارہ سوار ہونا چاہا دراز گوش نے پھر اُسکو زمین پر پٹک دیا اسیطرح سات مرتبہ کیا۔ اور ساتویں مرتبہ وہ بقدرتِ خدا گویا ہوُا اے بندۂ خدا تُو ناشائستہ بندہ ہے۔ تُو نے خدا کی نشانیاں دیکھیں اور اُن سے انکار کرتا رہا اور ایمان نہ لایا۔ میں کہ تیرا گدھا ہوں لیکن خدا نے مجھے اپنی توحید کے سبب گرامی فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں اُس خدا کی یکتائی کی جو تمام لوگوں کا پیدا کرنے والا اور صاحبِ جلال واکرام ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندہ اور رسولؐ ہیں اور اہلِ دارالسلام میں سب سے بہتر ہیں۔ وُہ اس لیئے بھیجے گئے ہیں کہ سعادتمند اُن لوگوں کو بنا دیں جنکی سعادت سے خدا آگاہ ہے اور اُن کو شقی وبدبخت ثابت کردیں جن کی شقاوت خدا کے علم میں گزر چکی ہے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ

علی علیہ السلام خدا کے ولی اور اس کے رسولؐ کے وصی ہیں۔ خداوند عالم اُن کے ذریعہ سے سعادتمندوں کو کامیاب فرماتا ہے جبکہ وہ اُن حضرتؐ کے مواعظ اور نصیحتیں قبول کرنے کی توفیق حاصل کرتے ہیں، اور آپؐ کے ارشادات پر عمل کرتے ہیں اور جو کچھ آپؐ حکم دیتے ہیں اُس کو بجالاتے ہیں اور جن باتوں سے منع کرتے ہیں اُن کو ترک کرتے ہیں۔ یقیناً خداوند عالم ان کی سطوت و ہیبت کی تلوار اور زوردار حملوں سے دشمنانِ محمدؐ کو ذلیل کرے گا اور وہ حضرتؑ شمشیر قاطع اور برہان ساطع سے انکو قتل اور زیر کریں گے۔ اور وہ لوگ یا تو ایمان کے مدرجے حاصل کریں گے یا جہنم کے طبقوں میں جلیں گے۔ لہٰذا سزاوار نہیں ہے کہ مجھ پر کوئی کافر سوار ہو۔ مجھ پر تو وُہی سوار ہوگا جو خدا پر ایمان لایا ہوگا اور اُس کے رسول محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اقوال وارشادات کی تصدیق کرتا ہوگا اور اُن کے تمام افعال کو درست جانتا ہوگا خصوصاً اُن کا اپنے بھائی علیؑ کو اپنے بعد ہادیٔ خلق مقرر فرمانا حق سمجھتا ہوگا جو اُن کے وصی اور خلیفہ اور اُن کے علوم کے وارث اور اُن کی اُمت پر گواہ ہیں اور اُن کے قرضوں کے ادا کرنے والے اور وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ اُن کے دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دشمن ہیں۔ یہ سُنکر جناب رسولِ خدا نے فرمایا اے کعب تیرا دراز گوش تجھ سے زیادہ عقلمند ہے۔ اُس نے انکار کردیا اس سے کہ تو اس پر سوار ہو اور آیندہ کبھی تو اس پر سوار نہ ہو سکے گا لہٰذا اس کو کسی مومن کے ہاتھ فروخت کردے۔ کعب نے کہا میں خود اس کو نہیں چاہتا اس لیئے کہ تمہارا جادو اسپر اثر کرچکا ہے۔ یہ سُنکر اُس دراز گوش نے پھر خدا کی قدرت سے اُس مردود و ملعون کو ندا دی کہ اے دُشمنِ خدا بے ادبی کو ترک کر۔ خدا کی قسم اگر حضرتؐ کا خوف نہ ہوتا تو بے شبہہ میں تجھ کو اپنے سموں سے روند ڈالتا اور تیرے سر کو اپنے دانتوں سے چُور کردیتا۔ یہ سُنکر وہ ذلیل ساکت اور دراز گوش کی باتوں سے بہت رنجیدہ ہوا اور شقاوت اُس پر غالب آئی کہ ان معجزات کے دیکھنے کے بعد بھی ایمان نہ لایا۔ پھر ثابت ابن قیس نے اُس حمار کو سو درم کے عوض خرید لیا۔ وُہ ہمیشہ اُسپر سوار ہوکر آنحضرتؐ کی خدمت میں آتے تھے، وہ نہایت نرمی اور خوشخرامی سے راہ طے کرتا تھا۔ حضرتؐ ثابت سے فرماتے تھے کہ تمہارے ایمان کے سبب سے ایسا رہوار ہموار ہوا ہے اور تمہارا فرمانبردار ہے۔ غرض جب سب یہودی آنحضرتؐ کے پاس سے چلے گئے تو یہ آیت نازل ہوئی سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (آیت ۶ پ سورۃ بقرہ) اے رسولؐ برابر ہے تم اُن کو ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وُہ ایمان نہ لائیں گے۔

دیگر تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے امامؑ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے والد بزرگوار امام علی نقی علیہ السلام سے جناب رسالتمآبؐ کے مشہور معجزات دریافت کیئے۔ آپؑ نے فرمایا کہ پہلا معجزہ یہ تھا کہ آپؐ کے فرقِ اقدس پر ابر نے سایہ کیا جبکہ آنحضرتؐ نے جناب خدیجہؑ کی طرف سے بغرض تجارت شام کی جانب سفر کیا۔ اُس وقت گرمی کی شدت تھی اور اُن بیابانوں میں اور زیادہ شدت تھی گرم ہوائیں چل رہی تھیں۔ تو خدا نے ایک ابر بھیجا جو آنحضرتؐ کے سر پر سایہ کیئے ہوئے تھا۔ جب حضرتؐ چلتے تھے وُہ ابر بھی چلتا تھا، حضرتؐ رُک جاتے تھے تو وُہ بھی رُک جاتا تھا۔ غرض سرورِ عالم جس طرف جاتے وُہ ابر

آنحضرتؐ کے فرقِ اقدس پر ابر کا سایہ فگن ہونا

حضرتؐ کے ساتھ ساتھ جاتا اور حرارت آفتاب حضرتؐ تک نہیں پہنچتی تھی۔ اور جب تیز ہوا چلتی تو ریت اور خاک قریش کے چہروں پر پڑتی لیکن آنحضرتؐ کے پاس جب ہوا پہنچتی تو نہایت ہلکی صاف اور لطیف ہو جاتی۔ قریش کہتے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قرب خیموں اور مکانوں سے بہتر ہے اور ہواؤں کی شدت کے وقت حضرتؐ کے پاس پناہ لیتے تھے۔ مگر ابر حضرتؐ کے لیئے مخصوص اور اس کا سایا کسی دُوسرے کے لیئے نہ تھا۔ جب کوئی گروہ قافلہ کے پاس سے گزرتا تو پُوچھتا کہ اس ابر کا سبب کیا ہے کہ ایک مقام سے مخصوص ہے اور قافلہ کے ساتھ حرکت کرتا ہے لیکن ہر ایک پر سایا نہیں ڈالتا۔ اہل قافلہ کہتے تھے کہ ابر کو دیکھو اُس پر اُس کے مخدوم کا نام لکھا ہے۔ وُہ لوگ دیکھتے تو اس پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ سَيِّدِ الْوَصِيِّيْنَ وَشَرَّفْتُهٗ بِاٰلِهِ الْمُوَالِيْنَ لَهٗ وَلِعَلِيٍّ وَاَوْلِيَآئِهِمَا وَالْمُعَادِيْنَ لِاَعْدَآئِهِمَا۔ لکھا ہوا نظر آیا۔ یعنی خدائے یکتا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسولؐ ہیں۔ مَیں نے محمدؐ کو قوت دی علیؑ کے ذریعہ سے جو بہترین اوصیا ہیں اور مشرف کیا ان کو ان کی آلؑ کے ذریعہ سے جو محمدؐ و علیؑ کے دوست اور پیرو اور ان کے دوستوں کے دوست اور اُن کے دشمنوں کے دشمن ہیں۔ یہ عبارت ہر پڑھا لکھا اور بغیر پڑھا لکھا پڑھ لیتا اور سمجھ لیتا تھا۔

دُوسرا معجزہ پہاڑوں اور پتھروں کا آنحضرتؐ کو سلام کرنا اُس وقت جبکہ آپؐ تجارت کر کے سفرِ شام سے واپس تشریف لائے تو جس قدر نفع آپؐ کو اُس سفر میں ہوا تھا خدا کی راہ میں خرچ کردیا۔ ہر روز کوہِ حرا پر جاتے اور پہاڑ کی چوٹی سے رحمتِ خدا کے آثار، اُس کی حکمتیں اور خلقت کے عجائب مشاہدہ فرماتے اور اپنی حقیقت بین نگاہوں سے آسمانوں، دریاؤں، پہاڑوں اور بیابانوں کو دیکھتے تھے اور اُن آثار کے ذریعہ سے وحدت و حکمت و عظمت و جلالِ قادرِ مختار کے متعلق استدلال کرتے تھے اور حکمت کی باریکیوں سے عبرت حاصل کیا کرتے تھے اور خدا کی عبادت جیساکہ سزاوار ہے کیا کرتے تھے جب آپؐ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوگئی اور آپؐ کا حق پسند قلب انوار سُبحانی اور رموز و حکمتہائے ربانی کے انعکاس کے قابل ہوگیا تو خدا نے آپؐ پر اسرار و حقایق کے دروازے کھول دیئے۔ حضرتؐ ہمیشہ ملکوت اعلا میں نظر فرماتے۔ خلاق عالم افواج ملائکہ کو حضرتؐ کی خدمت میں بھیجتا اور وُہ آنحضرتؐ کے پاس فوج فوج حاضر ہوتے اور آپؐ سے گفتگو کرتے تھے۔ انوار ربانی ساق عرش اعظم سے حضرتؐ کے فرقِ مبارک تک پہنچنے لگے اور خورشید جلال کریم متعال کی کرنوں نے ظاہر و باطن ہر طرف حضرتؐ کو گھیر لیا اور جبریلؑ مجسم نور جو طاؤس ملائکہ رحمان ہیں حضرتؐ پر نازل ہوئے اور بولے اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پڑھو۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا پڑھوں؟ کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۚ (پ ۳۰ آیات ۱ تا ۵۔ سورۃ علق) یعنی اپنے پروردگار کے نام سے پڑھو جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا، آدمیوں کو منجمد خون سے خلق فرمایا۔ اور تمہارا پروردگار سب سے زیادہ کریم ہے جس نے لوگوں کو قلم سے

لکھنا سکھایا اور انسان کو تعلیم دی جو کچھ وُہ نہیں جانتا تھا۔ پھر خدا نے انکی طرف وحی کی جو کچھ وحی کی۔ اور جبریلؑ آسمان پر واپس گئے اور جناب رسالتمآبؐ پہاڑ سے نیچے آئے۔ اور عظمت و جلال الٰہی کے آثار اور عجیب حالات جو آپؐ نے مشاہدہ فرمائے آپؐ کے دل و دماغ پر چھائے ہوئے تھے اور تپ ولرزہ کے ہورہے تھے۔ اور آپؐ غور فرما رہے تھے کہ اپنی قوم پر رسالت کی تبلیغ کیونکر کروں وُہ لوگ باور نہ کریں گے اور مجھ کو دیوانگی اور شیطان کے ساتھیوں کے ساتھ منسوب کریں گے حالانکہ آپؐ سب سے زیادہ عقلمند اور بلند مرتبہ سمجھے جاتے تھے؛ اور حضرتؐ کے نزدیک سب سے زیادہ قابلِ نفرت شیطان اور دیوانوں کے اعمال واقوال تھے۔ اس سبب سے دل تنگ ہورہے تھے۔ لہٰذا خدا نے چاہا کہ اُن کے سینہ کو کشادہ کردے اور آپؐ کے دل کو دلیر بنادے تو اس نے حکم دیا کہ ہر پتھر و پہاڑ و کلوخ آپؐ سے ہمکلام ہوں۔ غرض حضرتؐ جس چیز کی طرف سے گزرتے تھے وُہ آپؐ کو پکار کر کہتی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُؐ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آپؐ کو خوشخبری ہو کہ حق تعالیٰ نے آپؐ کو فضیلت وجمال اور زینت وکمال عطا فرمایا اور آپؐ کو تمام مخلوقات اولین وآخرین سے افضل قرار دیا۔ آپ دل تنگ نہ ہوں اگر قریش آپ کو دیوانہ و بیوقوف وبے عقل کہیں تو پرواہ کیجئے۔ بیشک فضل و شرف اُس کے لیئے جس کو خدا فضیلت عطا فرمائے اور کریم وُہ ہے جس کو خدا گرامی رکھے؛ لہٰذا قریش اور عرب کے ظالموں کی تکذیب سے دلتنگ نہ ہوجیئے۔ کیونکہ عنقریب آپ کو خداوند عالم کرامات کے مراتب عالیہ پر پہنچائے گا، اور بہت جلد آپ کے دوستوں کو شاد و خرم فرمائے گا۔ آپؐ کے وصی علیؑ بن ابی طالب کے ذریعہ سے جو آپؐ کے علوم کو بندوں میں اور شہروں میں پھیلائیں گے؛ کیونکہ وُہ آپ کے علوم کے دروازہ ہیں اور بہت جلد فاطمہ زہرا علیہا السلام کے ذریعہ سے آپ کی آنکھیں روشن ہوں گی جو آپ کی دختر ہیں، اور اُن سے اور علیؑ سے دو فرزند حسنؑ وحسینؑ پیدا ہوں گے جو جوانانِ اہل جنت کے سردار ہوں گے اور بہت جلد آپ کا دین عالم میں منتشر ہوگا اور آخرت میں آپؐ کے دوستوں اور آپؐ کے بھائی کا اجر عظیم ہوگا۔ خداوند عالم لوائے حمد آپؐ کو عطا فرمائے گا اور آپ اپنے بھائی علیؑ کو دیں گے جس کے سایہ میں ہر پیغمبر، صدیق اور شہید ہوگا اور علیؑ انکو بہشت میں لے جائیں گے۔ پھر حضرتؐ کے لیئے آسمان سے میزان جلال لائی گئی جس کے ایک پلڑے میں آنحضرتؐ کو اور دُوسرے میں آپؐ کی تمام اُمت کو رکھا، لیکن حضرتؐ سب سے زیادہ گراں اور وزنی ٹھہرے۔ پھر آنحضرتؐ کو ہٹا کر علی مرتضےٰؑ کو اُسی پلڑے میں بٹھایا اور تمام اُمت کے ساتھ تولا وُہ بھی سب سے زیادہ وزنی ثابت ہوئے۔ اُس وقت آسمان سے ندا آئی کہ اے محمدؐ یہ علی بنؑ ابی طالب میرے برگزیدہ ہیں جنکے ذریعہ سے مَیں آپؐ کے دین کو مستحکم کروں گا اور وُہ آپؐ کے بعد آپ کی تمام اُمت سے بہتر ہیں۔ اُس وقت خدا نے آپ کے سینہ کو ادائے رسالت اور اُمت کی ناگوار باتوں کے تحمل کے لیئے کشادہ کردیا اور اُن سے بحث ومباحثہ اور جنگ وقتال آسان کردی۔ تیسرا معجزہ یہ ہے کہ خدا نے ان لوگوں کو آپ سے دفع کیا اور ان کو ہلاک کیا جو آپؐ کے ہلاک کرنے کا قصد رکھتے تھے۔ منجملہ اُن کے ایک واقعہ یہ ہے کہ آپؐ

سات برس کے تھے اور خیر وسعادت میں بچوں میں آپؐ کا کوئی مثل ونظیر نہ تھا۔ اُسی وقت شام کے یہودیوں کا ایک گروہ مکہ میں وارد ہوا۔ جب ان کی نظر آنحضرتؐ پر پڑی وُہ اوصاف نظر آئے جو پیغمبر آخرالزمان کے کتابوں میں پڑھ چکے تھے، تو آپس میں بطور راز ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بخدا یہ وہی محمدؐ ہیں جن کے بارے میں ہم نے پڑھا ہے کہ آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے اور یہودیوں اور تمام اہل دین پر غالب ہوں گے اور خداوند عالم اُن کے ذریعہ سے یہودیوں کی قوت وسلطنت زائل کردے گا، اور اُن کو ذلیل وخوار کرے گا۔ غرض حسد نے حضرتؐ کے اوصاف چھپانے پر اُن کو مجبور کیا اور ان لوگوں نے دوسرے تمام یہودیوں سے کہا کہ یہ وُہ بادشاہؐ ہے جس کی بادشاہی زائل نہ ہوگی۔ بہتر ہے کہ اس کے مار ڈالنے کی تدبیر کرنا چاہیئے کیونکہ خدا جو کچھ مقدر کرتا ہے اس کو محو بھی کرسکتا ہے۔ لہٰذا اُن لوگوں نے حضرتؐ کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا اور قرار پایا کہ پہلے اُن کا امتحان کرنا چاہیئے اگر اُن میں وُہی اوصاف موجود ہیں جنکو ہم نے آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے تو اُن کو مار ڈالنا چاہیئے کیونکہ حلیہ اور صورت اکثر لوگوں کی ملتی جلتی ہؤا کرتی ہے۔ ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ خدا اُن کو حرام اور مشتبہ چیزوں کے کھانے سے محفوظ رکھے گا۔ لہٰذا اُن کو دعوت دو اور کوئی حرام چیز اُن کے پاس کھانے کو لاؤ۔ اگر اُس میں سے کچھ بھی وُہ کھالیں گے تو ہم سمجھ لیں گے وُہ نہیں ہیں ورنہ اُن کے ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ وُہ ہمارے دین کو زائل نہ کردیں۔ غرض وُہ لوگ ابوطالب کے پاس گئے اور آپؐ کو اور قریش کے چند لوگوں کو ضیافت کے لیئے دعوت دی اور ایک مرغ بریاں جس کی گردن توڑ کر مارا تھا یعنی ذبح نہ کیا تھا، اُن کے پاس لائے۔ ابوطالب اور تمام قریش نے اُس میں سے کھایا اور حضرتؐ ہر چند اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے تھے لیکن آپؐ کا دستِ اقدس دوسری طرف چلا جاتا تھا۔ یہودیوں نے کہا اے محمدؐ اس مرغ کو کیوں نہیں کھاتے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں کوشش کرتا ہوں مگر میرا ہاتھ وہاں تک نہیں جاتا معلوم ہوتا ہے یہ مُرغ حرام ہے اس لیئے میرا پروردگار اس کے کھانے سے مجھے روکتا ہے۔ وُہ بولے نہیں یہ حلال ہے۔ اگر آپ کہیں تو ہم آپ کو اس میں سے ایک لقمہ لے کر کھلائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم سے ہوسکے تو کھلاؤ۔ انہوں نے اس میں سے ایک ٹکڑا توڑ کر حضرتؐ کے دہن میں دینا چاہا مگر باوجود کوشش کے دہن تک نہ لے جاسکے، اُن کا ہاتھ دوسری طرف چلا جاتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا اب تو تم کو یقین ہؤا کہ خدا مجھ کو حرام سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر دوسرا کھانا ہو تو لاؤ۔ انہوں نے ایک دوسرا مُرغ بریاں کیا جو ہمسایہ کے گھر سے غائب ہوگیا تھا اور ان لوگوں نے اس کو پکڑ رکھا تھا۔ اور نیت یہ تھی کہ وُہ ہمسایہ مانگے گا تو اس کی قیمت دے دیں گے۔ غرض وُہ مُرغ بھی مشتبہ صورت میں تھا۔ جب وُہ لایا گیا اور حضرتؐ نے اُس میں سے ایک لقمہ لے کر کھانا چاہا تو اس قدر وزنی ہؤا کہ حضرتؐ کے ہاتھ سے گر گیا؛ حضرتؐ نے دوسرا لقمہ کھانا چاہا، وُہ بھی اسیطرح گر گیا۔ ان سب نے کہا اے محمدؐ اس میں سے کیوں نہیں کھاتے؟ حضرتؐ نے فرمایا اس کے کھانے سے بھی ممانعت ہورہی ہے؛ میرا خیال ہے کہ یہ مشتبہ ہوگا۔ یہودیوں نے کہا ایسا نہیں ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو ہم آپ کے دہن میں لقمہ کھلائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم سے ہوسکے تو کھلاؤ۔ انہوں نے ہر چند

کوشش کی اور لقمہ لے کر اُٹھانا چاہا لیکن وُہ نہ اُٹھ نہ سکا اور اُن کے ہاتھ سے گر گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ طعام مشتبہ ہے اور خدا مجھ کو اس کے کھانے سے بچاتا ہے۔ یہ دیکھ کر قریش کو حیرت ہوئی اور آنحضرتؐ سے انکی عداوت اور بڑھ گئی۔ پھر یہودیوں نے کہا یہ لڑکا تم لوگوں کو بہت تکلیفیں پہنچائے گا اور تمہاری نعمتیں تم سے ضایع ہو جائیں گی۔ اس کے معاملات بہت بلند ہوں گے۔ پھر ان میں سے ستّر یہودیوں نے آنحضرتؐ کے قتل پر اتفاق کیا اور اپنے اسلحے زہر میں بجھائے اور اندھیری رات میں جبکہ آنحضرتؐ کوہِ حرا پر جاتے تھے آپؐ کے پیچھے چلے۔ تلواریں کھینچ لیں، اور وُہ سب شجاعت و بہادری میں تمام یہودیوں میں مشہور تھے۔ جب اُنہوں نے حضرتؐ پر حملہ کا ارادہ کیا ناگاہ پہاڑ کے دو کنارے اُن کے اور آنحضرتؐ کے درمیان حائل ہو گئے۔ سینتالیسؓ مرتبہ ایسا ہی ہوتا رہا یہانتک کہ آنحضرتؐ پہاڑ کی بلندی پر پہنچ گئے۔ وُہ حضرتؐ کے پیچھے وہاں پہنچے اور آپؐ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور چاہا کہ حضرتؐ پر وار کریں تو پہاڑ کھینچ کر اُن کو حضرتؐ سے دُور لے گیا۔ بار بار ایسا ہی ہوتا رہا یہانتک کہ حضرتؐ عبادت و اوراد سے فارغ ہوئے۔ اور پہاڑ سے نیچے آنے کا ارادہ کیا تو یہودی بھی آپؐ کے پیچھے چلے اور بار بار حضرتؐ کے قتل کی کوشش کرتے رہے لیکن ہر مرتبہ پہاڑ کے دونوں سرے ان کو آپس میں متصل ہو کر گھیر لیتے تھے۔ سینتالیس مرتبہ اسیطرح وُہ کوشش کرتے رہے یہانتک کہ آنحضرتؐ پہاڑ سے نیچے اُتر آئے۔ آخری بار پہاڑ نے ان کو اس طرح دبایا کہ ان کی ہڈیاں چُور چُور ہو گئیں اور وُہ سب جہنم واصل ہوئے۔ اُس وقت آنحضرتؐ کو آسمان سے ندا آئی کہ اپنے پیچھے دیکھو کہ تمہارے دُشمنوں کو کس طرح ہم نے دفع کیا ہے۔ حضرتؐ نے مُڑ کے دیکھا تو پہاڑ کے دونوں کنارے ایک دُوسرے سے علیحدہ ہوئے اور درمیان سے ان کی لاشیں برآمد ہوئیں جنکے چہرے کچلے تھے، پہلو شکستہ تھے رانوں اور پنڈلیوں کی ہڈیاں چُور چُور تھیں، حضرتؐ اُن کے شر سے محفوظ و مامون روانہ ہوئے۔ پہاڑ کے ہر پتھر سے آواز آ رہی تھی کہ خدا کی مدد آپؐ کو مبارک ہو کہ اُس نے ہمارے ذریعہ سے آپؐ کے دشمنوں کو دفع کیا اور بہت جلد جبکہ آپؐ کا امر ظاہر ہو گا آپؐ کی اُمّت کے سرکشوں سے علیؑ بن ابی طالب کے ذریعہ آپؐ کی مدد و حفاظت کرے گا اور آپؐ کی نبوت کے اظہار میں اور دین کے غالب کرنے میں اور آپؐ کے دوستوں کے اکرام میں اُن کے اہتمام و سعی سے آپؐ کی اعانت فرمائے گا اور عنقریب خداوند عالم اُن کو آپؐ کا شریکِ کار اور آپؐ کا نفس قرار دے گا۔ وُہ آپؐ کے کان آنکھ اور ہاتھ پَیر کے مانند ہوں گے۔ آپؐ کے قرضوں کو ادا کریں گے، آپؐ کے وعدوں کو پُورا کریں گے۔ وُہ آپؐ کی اُمّت کی زیب و زینت ہوں گے اور پروردگار عالم اُن کے دوستوں کو اُن کے سبب سعادت مند قرار دے گا اور اُن کے دُشمنوں کو ہلاک کرے گا۔

چوتھا معجزہ یہ تھا کہ جب آنحضرتؐ قضائے حاجت کو جاتے تو لوگوں کی نگاہوں سے چُھپ جاتے اور کوئی شخص آپؐ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ایک مرتبہ آپؐ اپنے لشکر کے ہمراہ مکّہ و مدینہ کے درمیان قیام پذیر تھے اور منافقین نے جو لشکر میں تھے کہا کہ اس میدان میں کوئی درخت، کوئی دیوار یا ٹیلہ نہیں ہے جس کی آڑ میں آنحضرتؐ رفع حاجت کو جائیں۔ آج تو ہم ان کو رفع حاجت کرتے ہوئے ضرور مشاہدہ کر لیں گے۔ ان میں سے

بعضوں نے کہا کہ آنحضرتؐ میں باکرہ لڑکیوں سے زیادہ شرم و حیا ہے۔ جب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کوئی ان کو دیکھ رہا ہے، تو رفع حاجت کے لیئے کبھی نہ بیٹھیں گے۔ جبریلؑ نے اُن کی باتیں حضرتؐ کو بتائیں۔ حضرتؐ نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ وُہ دو درخت جو بہت دُور نظر آ رہے ہیں اور وُہ دونوں ایک دُوسرے سے بہت فاصلہ پر ہیں اُن کے درمیان کھڑے ہو کر اُن سے کہو کہ رسُولؐ خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دُوسرے کے قریب ہو جاؤ اور مل جاؤ تاکہ تمہارے عقب میں حضرتؐ قضائے حاجت فرمائیں۔ زید نے جا کر اُن درختوں سے آواز دی، وُہ دونوں اپنے مقام سے متحرک ہوئے، اور بہت جلد ایک دُوسرے سے مل گئے جیسے دو دوست سالہائے سال سے بچھڑے ہوئے آپس میں گلے ملتے ہیں اور حضرتؐ نے اُن کی آڑ میں رفع حاجت فرمائی۔ منافقوں میں سے کچھ لوگ اُن درختوں کی جانب گئے۔ وُہ جس جس طرف جاتے تھے درخت بھی گھومتے جاتے تھے۔ آخر اُنہوں نے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک درختوں کے چاروں طرف پھیل جائے اور ہم درختوں کو اپنے حلقہ میں لے لیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو وُہ درخت کشادہ ہوئے اور ہر طرف سے آنحضرتؐ کو اپنے درمیان لے کر مل گئے یہانتک کہ آنحضرتؐ فارغ ہوئے اور واپس آئے۔ اور زید بن ثابت سے فرمایا کہ جا کر درختوں سے کہہ دیں کہ اپنے اپنے مقام پر واپس جائیں۔ زید نے بموجب ارشادِ آنحضرتؐ درختوں کو واپسی کے لیئے کہا تو اپنے مقامات کی طرف اس تیزی سے چلے جیسے کوئی شخص کسی سوار سے بھاگتا ہے جو تلوار کھینچے ہوئے اُس کو قتل کرنا چاہتا ہو۔ پھر منافقوں نے کہا چلو اُن کے فضلہ کو دیکھیں کہ وُہ ہمارے ہی فضلہ کی طرح ہے یا نہیں۔ جب وہاں پہنچے تو فضلہ کا نشان تک نہ پایا۔ آنحضرتؐ کے اصحاب نے جو یہ حال دیکھا متعجب ہوئے تو آسمان سے ایک آواز آئی کہ درختوں کی اس سُرعت و سعی سے کیا تعجب کرتے ہو یقیناً دوستانِ محمدؐ و علیؑ کی جانب خدا کی کرامتوں کے ساتھ فرشتوں کی سعی و کوشش اس سے زیادہ تیز ہے اور قیامت میں جہنم کے شعلوں کا اُن کی طرف سے گریز کرنا اس سے سریع ہے۔

پانچواں معجزہ۔ قبیلۂ ثقیف کا ایک شخص حارث بن کلدہ علم طب میں بہت مشہور تھا۔ وُہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا اے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم)، میں تمہارے جنون کا علاج کروں گا میں نے بہت سے دیوانوں کو دوا دی ہے اور وُہ شفایاب ہو گئے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تُو خود پاگلوں کے سے کام کرتا ہے اور مجھ کو دیوانہ کہتا ہے۔ حارث نے کہا میں نے دیوانوں کی طرح کون سا کام کیا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا یہی کہ بغیر میرا امتحان کیئے ہوئے مجھ کو دیوانگی سے نسبت دیتا ہے۔ اور بغیر میری سچائی اور دروغ کو سمجھے ہوئے مجھ کو مجنون سمجھتا ہے۔ یہ عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ حارث نے کہا میں تمہارے دعوائے پیغمبری کے سبب تم کو دروغگو اور پاگل سمجھتا ہوں۔ کیونکہ تم کو پیغمبری پر قدرت و طاقت نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تیرا یہ کہنا کہ پیغمبری کی طاقت و قدرت مجھ میں نہیں یہی تیرا جنون ہے کیونکہ تُو نے نہ ابھی مجھ سے پُوچھا کہ کیوں دعوائے نبوّت کرتے ہو اور نہ کوئی دلیل طلب کی جس سے میں عاجز ہوا ہوتا۔ حارث نے کہا ہاں یہ تم نے سچ کہا۔ اب میں تم سے معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ پھر ایک بہت بڑے درخت کی طرف اشارہ کیا جس کی جڑیں زمین کی

گہرائیوں میں پہنچی ہوئی تھیں اور کہا اس کو اپنے پاس بلاؤ۔ اگر وُہ آجائے تو میں سمجھوں گا کہ تم خدا کے رسُول ہو اور تمہاری رسالت کی گواہی دوں گا، ورنہ تم کو دیوانہ سمجھوں گا جیساکہ میں نے سُنا ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے درخت کی طرف اشارہ کیا کہ آ۔ اشارہ کرتے ہی وُہ درخت حرکت میں آیا اور زمین کو چیرتا پھاڑتا حضرتؐ کے پاس آیا اور ٹھہر گیا۔ اور بزبانِ فصیح بولا کہ میں حاضر ہوں کیا حکم ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا تو گواہی دے خدا کی وحدانیت کے بعد میری رسالت کی اور علیؑ کی امامت کی اور یہ کہ وُہ میرا افتخار ہے میری عزّت ہے قوّتِ بازو ہے۔ اگر خدا مجھ کو اور اس کو نہ پیدا کرنا چاہتا تو کچھ پیدا نہ کرتا۔ درخت نے باوازِ بلند کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ اے محمّد صلے اللہ علیک وآلک وسلم آپؐ خدا کے بندہ اور اُس کے رسُولؐ ہیں۔ اُس نے آپؐ کو حق و راستی کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ آپؐ خدا کے فرمانبرداروں کو جنّت کی خوشخبری دیں اور اُس کے نافرمانوں کو اُس کے عذاب سے ڈرائیں۔ اور اُس کے حکم سے اس کی جانب خلق کو دعوت دیں اور راہِ ہدایت کے چراغ ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ آپؐ کے چچا کے بیٹے اور دین میں آپؐ کے بھائی ہیں اور دینِ حق میں اُن کا حصہ سب سے زیادہ ہے اور اسلام میں سب سے زیادہ بلند ہیں وُہ آپؐ کے معتمد اور آپؐ کی قوّت و عزّت کا سبب ہیں۔ آپؐ کے دوستوں کی مدد کرنے والے اور دشمنوں کو ہلاک و ذلیل کرنے والے ہیں اور آپؐ کی اُمت میں آپؐ کے علوم کا دروازہ ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ ان کے دوست جو اُن کے دشمنوں کے دُشمن ہیں اہلِ بہشت سے ہیں اور اُن کے دُشمن جو اُن کے دوستوں کے دشمن اور اُن کے دشمنوں کے دوست ہیں جہنمی ہیں۔ اُس وقت حضرتؐ نے حارث سے کہا کہ جو شخص ایسے معجزوں کے ساتھ پیغمبری کا دعوٰے کرتا ہے کیا وُہ دیوانہ ہے؟ حارث نے کہا نہیں خدا کی قسم یا رسُولؐ اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ پروردگارِ عالمین کے رسولؐ اور تمام خلق سے بہتر ہیں۔

چھٹا معجزہ۔ جب آنحضرتؐ خیبر سے مدینہ کی جانب واپس چلے ایک یہودی عورت نے جو بظاہر مسلمان تھی، آنحضرتؐ کی خدمت میں ایک بکری کا بریاں بچہ ہدیہ لائی جس میں زہر ملایا تھا۔ حضرتؐ نے پُوچھا یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا یا حضرتؐ جب آپؐ خیبر کی جانب جا رہے تھے مجھے آپؐ کے لیئے بہت اضطراب تھا کیونکہ وُہ سب بہت طاقت و قوت والے تھے۔ اس بکری کے بچے کو میں نے مثل اولاد کے پالا تھا۔ چونکہ میں جانتی تھی کہ آپ بُھنا ہوُا گوشت خاص طور سے دست کا گوشت زیادہ پسند کرتے ہیں لہٰذا میں نے خدا سے نذر کی تھی کہ اگر وُہ آپؐ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا تو اس بچہ کو ذبح کرکے اس کے دست کا گوشت آپ کو ہدیہ کرونگی۔ حضرتؐ کے ساتھ براء بن معرور اور علیؑ بن ابی طالبؑ بیٹھے تھے۔ حضرتؐ نے روٹی منگائی براء بن معرور نے ہاتھ بڑھایا اور ایک لقمہ اُس میں سے لے کر مُنہ میں رکھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے براء جنابِ سرورِ کائنات پر سبقت نہ کرو۔ چونکہ وُہ ایک دیہاتی شخص تھا اور تہذیب سے ناواقف تھا بولا کہ شائد آپ رسُولؐ خدا کو بخیل سمجھتے ہیں۔ جنابِ امیرؑ نے فرمایا میں ان کو بخیل نہیں سمجھتا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے لیئے مناسب یہ ہے کہ ہم، تو یا کوئی کسی قول یا فعل میں آنحضرتؐ پر سبقت نہ کریں۔ پھر براء نے کہا میں رسُولؐ خدا کو بخیل نہیں سمجھتا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میں اس لیئے نہیں کہتا لیکن سبب یہ ہے کہ یہ عورت یہودی

ہے اور ہم اُس کے حال سے واقف نہیں ہیں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے تم کھاؤ گے تو وُہ تمہاری سلامتی کے ضامن ہونگے اگر بغیر اجازت کھاؤ گے تو تم خود ذمہ دار ہو۔ لیکن براء اپنے کھانے میں مشغول رہا ناگاہ اُس دستِ برہ سے آواز آئی اُس نے بزبانِ فصیح کہا یا رسُولؐ اللہ مجھے نہ کھائیے کیونکہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔ اُسیوقت براء پر موت کے آثار نمایاں ہوئے اور گر کر مر گیا۔ پھر حضرتؐ نے اُس عورت کو بُلایا اور پُوچھا تُو نے ایسا کیوں کیا؟ اُس نے کہا آپ نے میرے باپ، شوہر، بھائی اور بیٹے کو قتل کیا ہے اس لیئے میں نے ایسا کیا یہ سوچ کر کہ اگر آپ بادشاہ ہیں تو میں اپنے انتقام لینے میں کامیاب ہو جاؤں گی اور اگر آپ پیغمبر ہیں تو فتح مکہ وغیرہ کا وعدہ جو آپ نے کیا ہے پُورا ہوگا اور خدا آپؐ کو اس زہر سے محفوظ رکھے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا تُو نے سچ کہا کہ خدا میری حفاظت کرے گا، لیکن تُو براء کے مرنے سے مغرور نہ ہو کیونکہ خدا نے اس کا امتحان لیا اور اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا تھا کیونکہ اُس نے خدا کے رسولؐ پر سبقت کی تھی۔ اگر وُہ اپنے رسُولؐ کے حکم سے کھاتا تو اس کو کوئی نقصان نہ ہوتا۔ پھر حضرتؐ نے اپنے دس اصحاب کو مثل ابوذر، مقداد، عمار، صہیب اور بلال رضوان اللہ علیہم کو بلایا۔ امیرالمومنینؑ تو موجود ہی تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پھر اپنا دستِ مبارک اُس بریاں گوشت پر رکھا اور بسم اللہ الشافی بسم اللہ الکافی بسم اللہ المعافی بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔ پڑھ کر اُس پر پھونکا اور فرمایا خدا کے نام سے شروع کرو اور کھاؤ۔ سب نے کھایا اور سیر ہوگئے پھر پانی پیا۔ اور اُس یہودیہ کو قید کر دیا۔ دوسرے روز بلایا اور فرمایا کہ تُو نے دیکھا ان لوگوں نے تیرا زہر آلود گوشت لایا ہوُا تیرے سامنے کھایا اور خدا نے اُس کے زہر کو دفع فرمایا۔ اُس عورت نے کہا کہ یا رسُول اللہ میں اب تک آپ کی نبوّت میں شک کرتی تھی۔ لیکن اب یقین ہو گیا کہ آپ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ پھر اُس نے کلمہ پڑھا اور صدقِ دل سے مسلمان ہو گئی؛ اور اُس کا اسلام بہتر ہوُا۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار جناب امام حسین علیہ السلام نے میرے جد علیؑ بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ جب براء بن معرور کا جنازہ لایا گیا تاکہ جناب رسُولؐ خدا اُس پر نماز پڑھیں تو حضرتؐ نے پُوچھا علیؑ بن ابی طالبؑ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا یا رسولؐ اللہ وُہ کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لیئے قبا کی جانب گئے ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ رُک گئے اور نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔ لوگوں نے سبب پُوچھا۔ فرمایا خدا نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ جب تک علیؑ نہ آجائیں اور اُس کی گستاخی نہ معاف کردیں جو اس نے اُن سے کی تھی میں نماز نہ پڑھوں۔ کسی نے کہا یا حضرتؐ وُہ بات تو اُس نے مزاحاً کہی تھی دل سے نہ کہی تھی کہ خدا اُس کا مؤاخذہ فرمائے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر دل سے کہی ہوتی تو خدا اُس کے تمام اعمالِ نیک حبط فرما لیتا اگر وُہ تحت الثریٰ سے عرش تک کے برابر سونا راہِ خدا میں خرچ کر دیتا تب بھی اُس کو کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ لیکن چونکہ وُہ مزاح تھی اور علیؑ نے اس کے لیئے مباح کر دیا تھا۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ علیؑ اُس سے آزردہ ہیں اور یہ کہ وُہ تمہارے سامنے اس کی گفتگو اس کے لیئے حلال کر دیں اور اُس کے لیئے استغفار کریں تاکہ براء

کا قرب و منزلت پیش خدا زیادہ ہو اور اُس کے درجے آخرت میں زیادہ بلند ہوں۔ اسی اثنا میں حضرت علیؑ تشریف لائے اور جنازۂ براء کے برابر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے براء خدا تجھ پر رحمت کرے بیشک تو بہت روزہ رکھنے والا اور بہت نمازیں پڑھنے والا تھا اور تو نے راہِ خدا میں وفات پائی ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ مُردوں میں سے کوئی نمازِ رسولؐ کے سبب مستغنی ہو سکتا تو براء بھی مستغنی ہو جاتا۔ بیشک براء علیؑ ابن ابیطالبؑ کی دُعا سے مستغنی ہوا۔ پھر حضرتؐ اُٹھے اور براء پر نماز پڑھی اور لوگوں نے ان کو دفن کیا۔ واپس آئے تو حضرتؐ نے براء کے وارثوں اور دوستوں سے فرمایا کہ تم لوگ بہ نسبت تعزیت کے تہنیت کے زیادہ سزاوار ہو کیونکہ تمہارے عزیز و دوست براء کے لیئے آسمانِ اوّل سے آسمان ہفتم تک قبے اور کرسی سے ساقِ عرش تک پردے لگائے گئے اور اس کو انہی قبوں اور پردوں میں اُوپر لے گئے اور بہشت میں اس کو داخل کیا، اور بہشت کے خزینہ دار اُس کے استقبال کے لیئے آئے، حوریں بالاخانوں سے دوڑیں اور اُس کی والہ و شیدا ہوئیں۔ اور کہا کیا کہنا ہے اسے روحِ براء تیرا کہ تیری نمازِ جنازہ کیلئے سیّدِ انبیاء نے سیدِ اوصیاء کا انتظار کیا یہاں تک کہ وُہ آئے اور اُنہوں نے تجھ پر رحم فرمایا اور تیری لیئے استغفار کی۔ بیشک حاملانِ عرش نے ہم کو خبر دی ہے کہ پروردگارِ عالم نے تیرے حق میں فرمایا کہ اے میرے بندے تو میری راہ میں مرا ہے اگر تیرے گناہ سنگریزوں اور خاک کے ذرّوں اور بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں اور حیوانات کے بالوں اور اُن کی سانسوں اور ان کی حرکات و سکنات کی تعداد کے برابر بھی ہوں گے تو میں علیؑ کی دُعا کے سبب بخش دُوں گا۔ پھر حضرت سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اے بندگانِ خدا علیؑ کی دُعائیں لینے کی کوشش کرو اور ان کی بددُعا سے بچو کیونکہ وُہ جس کے لیئے بددُعا کر دیں گے وُہ ہلاک ہو گا ہرچند مخلوقاتِ خدا کے برابر اس کی نیکیاں ہوں اسیطرح علیؑ جس کے لیئے دُعا کر دیں وُہ سعادتمند ہو گا خواہ اس کے گناہ مخلوقاتِ الٰہی کے برابر ہوں۔

ساتواں معجزہ۔ ایک روز جناب رسولؐ خدا بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک چرواہا کانپتا ہوا آیا۔ حضرتؐ نے دُور ہی سے دیکھ کر فرمایا کہ اس شخص کا قصہ عجیب و غریب ہے۔ جب وُہ حضرتؐ کے قریب آیا آنحضرتؐ نے پُوچھا کہ تیرے خوف کا کیا سبب ہے چرواہے نے کہا یا رسولؐ اللہ میرا معاملہ عجیب ہے۔ میں اپنی گوسفندوں کے درمیان کھڑا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے حملہ کیا اور ایک برہ کو پکڑ لیا۔ میں نے ایک پتھر گوپھن میں رکھ کر اُس بھیڑیئے کو مارا اور برہ اُس سے چھین لیا۔ پھر وُہ دُوسری جانب سے آیا اور ایک گوسفند کو پکڑا میں نے اس کو بھی گوپھن کے ذریعہ چھین لیا یہاں تک کہ چاروں طرف سے اُس نے حملہ کیا اور میں نے اُسی طرح اُس کو مارا۔ پھر وُہ پانچویں مرتبہ اپنی مادہ سمیت آیا اور چاہا کہ حملہ کرے اور میں نے اُن دونوں کو پتھر سے مارا آخر وُہ اپنی دُم پر بیٹھ گیا اور بولا کہ تجھ کو شرم نہیں آتی کہ تو میری روزی سے جو خدا نے مقرر کی ہے مانع ہوتا ہے، کیا مجھے غذا کی ضرورت نہیں ہے؟ میں نے کہا کس قدر تعجب کی بات ہے کہ بھیڑیا آدمیوں کی زبان میں گفتگو کرتا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو اس سے زیادہ عجیب امر سے آگاہ کروں۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کے رسولؐ مدینہ کے دو

پہاڑوں کے درمیان لوگوں کو گزشتہ و آیندہ حالات کی اطلاع دیتے ہیں۔ اور یہودی باوجودیکہ جانتے ہیں کہ وُہ سچے ہیں اور اُن کے اوصاف خدا کی کتابوں میں پڑھ چکے ہیں کہ وُہ سب سچوں سے زیادہ سچے اور تمام فاضلین سے زیادہ فضیلت والے ہیں مگر ان کی تکذیب کرتے اور انکار کرتے ہیں۔ وُہ اس وقت مدینہ میں ہیں۔ اُن کے پاس ہر درد کی دوا اور شفا ہے۔ اے چرواہے اُن پر ایمان لا تاکہ تو عذابِ خدا سے ایمن ہو جائے اور مسلمان ہو اور ان کی اطاعت کر تاکہ خدا کے ہمیشہ ہمیشہ کے عقاب سے محفوظ ہو جائے اُس وقت میں نے اُس بھیڑیئے سے کہا کہ تیری باتوں سے مجھ کو تعجب ہے اور اب تجھے روکنے سے شرم کرتا ہوں۔ تو جس گوسفند کو پسند کرے لے جا اور کھالے میں نہ منع کروں گا۔ بھیڑیئے نے کہا، اے بندۂ خدا اپنے پروردگار کی حمد کر کہ تجھ کو ان لوگوں میں قرار دیا ہے جو خدا کی نشانیوں سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور اُس کے حکم کو مانتے ہیں۔ لیکن بدترین اشقیا وُہ ہے جو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے آثار و علامات اُن کے بھائی علیؑ کی حقیقت کے بارے میں مشاہدہ کرتا ہے اور جو کچھ آنحضرتؐ اُن کے فضائل خدا کی جانب سے اظہار کرتے ہیں دیکھتا ہے اور اُن کے علم، عمل، زہد اور عبادت کی زیادتی کو جانتا ہے۔ اور اُن کی شجاعت اور ان کا محمدؐ کی مدد اس طرح کرنا کہ کسی نے کسی کی مدد نہ کی ہو گی سمجھتا ہے اور سنتا ہے کہ جناب رسولؐ خدا ان کی محبت اور اُن کے دوستوں سے دوستی اور اُن کے دشمنوں سے بیزاری کا حکم دیتے ہیں اور آگاہ کرتے ہیں کہ خدا اُن کے مخالفوں کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا باوجود اُن کے ان مراتب کے ان کی مخالفت کرتا ہے اور ان کے حق سے انکار کرتا ہے اور اُن پر ظلم روا رکھتا ہے اور اُن کے دُشمنوں سے دوستی اور ان کے دوستوں سے دشمنی کرتا ہے۔ اور یہ تمام باتیں سب سے زیادہ عجیب ہیں۔ چرواہا کہتا ہے کہ میں نے کہا اے بھیڑیئے کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے اُس نے کہا اس سے بھی عظیم تر ہو گا۔ بہت جلد وُہ دن آنے والا ہے کہ لوگ اس کو اور اس کے فرزندوں کو قتل کریں گے اور اُن کے اہلحرم کو قید کریں گے۔ اور ان اعمال قبیحہ کے ساتھ مسلمان ہونے کا دعوےٰ کریں گے۔ اس سے زیادہ عجیب و عجیز اور غریب تر کوئی امر نہ ہو گا۔ اسی سبب سے خداوند عالم نے مقدر و مقرر فرما دیا ہے کہ ہم بھیڑیئے جہنم میں اُن کو چیریں پھاڑیں گے اور اُن پر عذاب کرنا ہماری خوشی و لذت کا سبب ہو گا اور ان کی تکلیفیں ہمارے سرور و شادمانی کا باعث ہوں گی۔ میں نے کہا اگر دوسروں کی بھیڑیں میرے پاس امانت نہ ہوتیں تو البتہ میں اسی وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تاکہ آپؐ سے ملاقات کروں۔ بھیڑیئے نے کہا اے بندۂ خدا حضرتؐ کی خدمت میں جا اور بھیڑوں کو مجھ پر چھوڑ دے۔ میں ان کو چراؤں گا۔ میں نے کہا مجھے تیری امانتداری پر کیونکر بھروسا ہو۔ اُس نے کہا وُہ خدا جس نے مجھے تیری ہدایت کے لیئے گویا کیا انکی حفاظت پر مجھے قوی اور امین بنائے گا۔ کیا تو محمدؐ پر ایمان نہیں لایا اور تو نے ان کی اطاعت نہیں کی؟ اُن معاملات میں جو کچھ وُہ خدا کی جانب سے اپنے بھائی علیؑ کے بارے میں خبر دیتے ہیں۔ لہٰذا تو جا میں تیری طرف سے گوسفندوں کی حفاظت کرتا ہوں۔ اور خداوند عالم اور ملائکہ میری حفاظت کریں گے اس لیئے کہ ولئ خدا علیؑ کے دوست کی خدمت کر رہا ہوں۔ غرض یا رسولؐ اللہ اپنے گوسفندوں کو اُن دونوں بھیڑیوں

کے سپرد کرکے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اُس وقت حضرتؐ نے اپنے اصحاب کی جانب دیکھا کہ بعض اس کی تصدیق کرنے میں شاد و خرم ہیں اور بعض اس گفتگو کو غلط سمجھتے ہوئے اور اس میں شک کرتے ہوئے مُنہ بنائے ہوئے ہیں۔ اور منافقین پوشیدہ طور سے آپس میں کہنے لگے کہ محمدؐ نے اس مرد سے سازش کی ہے تاکہ کمزور اور جاہلوں کو فریب دے۔ چونکہ آنحضرتؐ وحیٔ الٰہی کے ذریعہ ان کی باتوں پر مطلع ہوگئے تو مُسکرائے اور فرمایا اگر تم نے چرواہے کی بات پر شک کیا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وُہ سچا ہے اور عالمِ ارواح میں جو میرے ساتھ تھا اس کو بھی یقین ہے اور وُہ آیندہ بھی دار القرار میں نہر ہائے حیات میں میرے ساتھ ہوگا اور نیک لوگوں کو بہشت میں لے جانے میں میرے پیچھے پیچھے ہوگا۔ اُس کا نور میرے نور کے ساتھ اصلاب پاکیزہ اور ارحام طیبہ میں اور میرے ساتھ مدارج عالیہ و فضل میں سیر کرتا رہا۔ اور خلعتہائے علم و حلم و عقل جو مجھے پہنائے گئے وُہ سب اُسے بھی پہنائے گئے۔ وُہ میرے نور کا جُزو ہے۔ اکتساب فضائل و مناقب میں میرا مثل ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالب جو صدیق اکبر اور ساقیٔ حوض کوثر ہے، اور فاروقِ اعظم و سیّدِ اکرم ہے۔ اس کی محبت اور عداوت حلالی و حرامی کی کسوٹی ہے اور اس کی ولایت مومنوں کا وعدہ اور ذخیرہ ہے۔ میرے دین کا قائم کرنے والا، میرے علوم کا سکھانے والا۔ لڑائیوں میں جری ہے دُشمنوں کے لئے شیر ہے اسلام و ایمان میں سابق ہے اور حصولِ خوشنودیٔ خدا میں سب سے آگے ہے۔ ظلم و سرکشی کی جڑوں کا اُکھیڑنے والا، اپنی شافی حجتوں کے ذریعہ اہلِ بہتان کے عذرات کو قطع کرنے والا ہے۔ خدا نے اس کو میرے کان، آنکھ اور ہاتھ کے مثل بنایا ہے اور اس کو میرا معین و مددگار قرار دیا ہے۔ جبکہ وُہ میرا موافق ہے تو میں دوسروں کی مخالفت کی پروا نہیں کرتا۔ اور جب وُہ میری مدد کرنے والا ہے تو دوسروں کی آزار رسانی کا مجھے اندیشہ نہیں۔ اور جب وُہ میری ہمنوائی کرتا ہے تو دوسروں کی روگردانی کا مجھے غم نہیں۔ خدا اُس سے اور اُس کے دوستوں سے بہشت کی زینت فرمائے گا اور اس کے دشمنوں سے جہنم کو بھر دے گا۔ میری اُمّت میں کسی کو اُس کے مرتبہ کی خواہش جائز نہیں۔ چونکہ چرواہے کے بیان سے اس کا چہرہ نورِ ایمان سے منور اور روشن ہو رہا ہے دوسروں کے مُنہ بگاڑنے کی مجھے کیا پروا ہے۔ اور چونکہ اُس کی محبت میرے لئے خالص ہے دوسروں کے مُنہ پھیرنے کا مجھے کیا غم۔ وُہ جس کے بارے میں میں نے یہ بیان کیا ہے علی بن ابی طالب ہے کہ اگر جمیع اہلِ آسمان و زمین کافر ہو جائیں بیشک خدا اس دین کی تنہا اُسی سے مدد کرے گا۔ اور اگر تمام خلقِ خدا دشمن ہو جائے، وُہ تنہا سب کے مقابلہ کھڑا ہوگا اور دینِ پروردگار کی اعانت اور طریق ابلیس لعین کے باطل کرنے میں اپنی جان کی بازی لگا دے گا۔ اے منافقو اور شک کرنے والو آؤ اس چرواہے کے گلّے کو چل کر دیکھیں۔ تم اپنی آنکھوں سے اُن دونوں بھیڑیوں کو دیکھو تاکہ اُس کی گفتگو کی صداقت تم پر ثابت ہو جائے۔ غرض آنحضرتؐ مہاجرین و انصار کے گروہ کے ساتھ اُس چرواہے کے ہمراہ چلے۔ جب اُس مقام پر پہنچے، دونوں بھیڑیوں کو دیکھا کہ گلّے کے گرد گھوم رہے ہیں اور اُن بھیڑوں بکریوں کی حفاظت کر رہے ہیں، تو حضرتؐ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر ظاہر کر دوں کہ ان دونوں بھیڑیوں کی گفتگو سے ان کی غرض سوائے

اس کے کچھ نہ تھی کہ میری فضیلت ظاہر کریں۔ لوگوں نے کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا میرے گرد حلقہ کر لو تاکہ بھیڑیئے مجھے نہ دیکھیں۔ اُن لوگوں نے حضرتؐ کو گھیر لیا تو حضرتؐ نے چرواہے سے فرمایا کہ اُس بھیڑیئے سے کہے کہ جس محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا تم نے ذکر کیا ہے اس جماعت میں کون ہیں۔ یہ سُنتے ہی بھیڑیئے آئے اور راستہ کشادہ کرکے حلقہ میں داخل ہوئے اور حضرتؐ کے پاس پہنچے تو کہا السّلام علیک یا رسُولؐ اللہ اے بہترین خلقِ خدا۔ پھر پیشانیوں کو حضرتؐ کے قدموں پر ملنے لگے۔ اور عرض کی ہم لوگوں کو آپؐ کی طرف دعوت دینے والے ہیں، اور ہم نے اس چرواہے کو آپؐ کے بارے میں اطلاع دی ہے اور اس کو آپؐ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ پھر حضرتؐ منافقوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کافروں اور منافقوں کے لیئے اور کوئی عذر نہیں رہا۔ اب تم لوگوں کو میرے بارے میں چرواہے کی سچائی کا یقین ہوا۔ کیا چاہتے ہو کہ علیؑ کے بارے میں اس کی صداقت بھی معلوم کرو۔ انہوں نے کہا ہاں یا رسولؐ اللہ۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا علیؑ کے گرد حلقہ کر لو۔ لوگوں نے علیؑ کو بھی گھیر لیا۔ تو حضرتؐ نے بھیڑیوں سے فرمایا جس طرح تم نے میرا نشان بتایا علیؑ کو بھی پہچان کر دکھاؤ تاکہ یہ گروہ سمجھے کہ جو کچھ تم نے اُن کی شان میں بیان کیا ہے حق ہے۔ تو وُہ بھیڑیئے آئے اور لوگوں کے حلقہ کو توڑ کر جناب امیرؑ کے پاس پہنچے اور حضرتؑ کے قریب خاک پر اپنے مُنہ رکھ کر بولے السّلام علیک اے کرم و سخا کے معدن اور عقل و ذکا کے مخزن اور صحیفہ ہائے سابقہ کے جاننے والے اور محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصی۔ السّلام علیک اے وُہ کہ آپؑ کے دوستوں کو خدا نے سعادت مند گردانا اور آپؑ کے دشمنوں کو ابدی بدنصیب قرار دیا، اور آپ کو اولادِ محمدؐ کا سردار بنایا۔ السّلام علیک اے وُہ کہ اگر اہلِ زمین اُسیطرح آپ کو دوست رکھیں جس طرح اہلِ آسمان دوست رکھتے ہیں، بلاشبہ نیک اور بلند مرتبہ ہو جائیں۔ اے وُہ ذات کہ اگر کوئی زمین سے عرش تک راہِ خدا میں صرف کر دے اگر ایک ذرّہ آپؑ کی طرف سے اُس کے دل میں بغض ہو تو سوائے قہرِ خدا اور عذابِ ابدی کے کچھ نہ پائے۔ اُس وقت صحابہ کو بہت تعجب ہوا اور کہنے لگے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ حیوانات بھی علیؑ کے اس قدر محب اور مطیع ہیں۔ جناب سرورِ عالم نے فرمایا تم نے ایک حیوان کی اطاعت دیکھی اور تعجب کرتے ہو اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا اگر ان کی عزّت و منزلت تمام حیوانات، دریا و صحرا اور فرشتگانِ زمین و آسمان اور ملائکۂ کرسی و عرش اعلےٰ کے نزدیک دیکھو۔ واللہ میں نے سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک آسمان پر علیؑ کی صورت دیکھی جس کو خدا نے فرشتوں کے شوقِ زیارت کے سبب سے خلق فرمایا ہے میں نے دیکھا کہ فرشتے اُس شبیہ کے نزدیک ان دونوں بھیڑیوں سے زیادہ تذلل اور عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور کیونکر اُن کے لیئے فرشتے اور صاحبانِ عقل اظہارِ عجز و انکساری نہ کریں جبکہ خداوند علی اعلےٰ نے اپنی ذاتِ مقدس کی قسم کھائی ہے کہ جو شخص بھی علیؑ کے نزدیک بال برابر بھی تواضع کرے گا ایک لاکھ سال کی راہ کے برابر بہشت میں اُس کا درجہ بلند فرمائے گا اور یہ تواضع جو تم دیکھ رہے ہو علیؑ کی جلالتِ قدر کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

آٹھواں معجزہ:۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ میں تشریف لائے خطبہ و موعظہ فرماتے وقت

ایک درختِ خرما کے تنہ سے پُشت لگا لیا کرتے تھے جو مسجد میں تھا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسُولؐ اللہ لوگ زیادہ ہو گئے ہیں اور سب چاہتے ہیں کہ خطبہ کے وقت حضورؐ کو دیکھیں۔ اگر اجازت ہو تو آپؐ کے لیئے ایک منبر تیار کریں جس کے کئی زینے ہوں تاکہ وقتِ خطبہ اُس منبر پر آپؐ تشریف فرما ہوں اور ہر شخص آپؐ کو دیکھ سکے۔ حضرتؐ نے ان کو اجازت دے دی۔ منبر تیار ہوُا۔ جمعہ کے روز حضرتؐ مسجد میں تشریف لائے اُس ستونِ خرما سے گزر کر منبر پر تشریف لے گئے تو وُہ ستون اس طرح فریاد و نالہ کرنے لگا جیسے ماں اپنے بچے کے لیئے روتی ہے جو مر گیا ہو۔ اُس کے رونے سے تمام اہلِ مسجد رونے لگے۔ یہ دیکھ کر وُہ پیغمبرؐ رؤف و رحیم منبر سے نیچے آئے اور اُس ستونِ خرما کو پیار سے لپٹا لیا۔ اُس پر ہاتھ پھیرا تو اس کو تسکین ہوئی۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے تیری حقارت و ذلّت کے اظہار کے لیئے ایسا نہیں کیا بلکہ چاہا کہ خدا کے بندوں کی اصلاح کامل تر ہو جائے۔ تیری قدر و منزلت کبھی زائل نہ ہو گی کیونکہ تو تکیہ گاہ محمدؐ رہا ہے یہ سُنکر اُس کا نالہ اور اُس کی گریہ و زاری بند ہوئی۔ پھر حضرتؐ رونق افروزِ منبر ہوئے اور فرمایا کہ اے مسلمانو! یہ ستونِ چوبین رسولؐ ربّ العالمین کی جدائی سے فریاد و نالہ کرنے لگا۔ لیکن بندوں میں ایسے بھی ستمگار ہیں جو رسُولؐ خدا کی دُوری اور نزدیکی سے پروا نہیں کرتے اگر میں اس تنہ کو گود میں نہ لیتا اور اُس پر ہاتھ نہ پھیرتا وُہ روزِ قیامت تک ساکت نہ ہوتا۔ یقیناً خدا کے بعض بندے اور اس کی بعض کنیزیں ہیں جو مفارقت رسولؐ خدا و علیؑ مرتضٰے سے اس ستون کے مثل نالہ و فریاد کرتے ہیں۔ اور مومن کے لیئے یہی کافی ہے کہ اُس کا دل محمدؐ و علیؑ اور ان کی پاکیزہ ذریت کی محبت میں اُلجھا رہے۔ سیّدؐ المرسلین کی جدائی میں اس ستون چوبین کا اضطراب تم نے دیکھا اور جب میں نے اُس کو لپٹا لیا تو کس طرح ساکت ہو گیا۔ لوگوں نے کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھے سچائی کے ساتھ خلق کی جانب بھیجا ہے کہ محبّان و معتقدان محمدؐ و آلِ محمدؐ علیہم السّلام اور اُن کے دشمنوں سے بیزاری چاہنے والوں کے اشتیاق میں بہشت کے خزینہ داروں، حوروں، غلمانوں، بہشت کے قصور اور باغوں کا نالہ اس ستون کے نالہ و فریاد اور اشتیاق سے کہیں زیادہ ہے اور شیعیانِ علیؑ کا محمدؐ و آلؑ محمدؐ پر درُود بھیجنا، نمازِ نافلہ پڑھنا، روزہ رکھنا اور صدقہ دینا اُن کو تسکین دیتا ہے اور شیعیان علیؑ کے آپس میں ایک دُوسرے کی مدد اور احسان کرنے کی خبر اُن کی تسلی و تشفّی کا باعث ہوتی ہے اور وُہ آپس میں کہتے ہیں کہ جلدی مت کرو کہ تمہارا مالک اس سبب سے دیر سے تمہارے پاس آئے گا کہ برادر مومن کے ساتھ نیکی کرنے کی وجہ سے بہشت میں اُس کے درجات اور بلند ہوں اور سب سے زیادہ اُن کی تشفّی و تسکین کا باعث یہ ہوتا ہے کہ حق تعالےٰ اُن کو آگاہ فرماتا ہے کہ تمہارے ساکنین یعنی شیعیان محمدؐ و آلِ محمدؐ دشمنوں اور ناصبوں کے دستِ ظلم میں گرفتار ہیں۔ ان کے مظالم کے سبب سے سخت تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں اُن کے ساتھ تقیہ میں بسر کر رہے ہیں اور ان کی سختیوں پر صبر کر رہے ہیں۔ اس وقت وُہ کہتے ہیں ہم بھی اُن کی مفارقت پر صبر کرتے ہیں جس طرح وُہ اپنے بزرگوں اور پیشواؤں کے حق میں نامناسب باتیں سُنکر صبر کرتے ہیں اور اپنے غصّہ کو برداشت کرتے ہیں۔ اور

اظہارِ حق سے باز رہتے ہیں جس وقت کہ اُس گروہ کے مظالم دیکھتے ہیں جس کے دفع پر قادر نہیں ہوتے۔ اس وقت ہمارا پروردگار ان کو ندا دیتا ہے کہ اے میرے جنت کے ساکنو اور اے میری رحمت کے خزینہ دارو! تمہارے شوہروں مالکوں اور دوستوں کو تمہارے پاس لانے میں میں نے بخل کے سبب تاخیر نہیں کی ہے بلکہ اس لیئے کہ وُہ میری رحمت و کرامت میں سے اپنا حصّہ اپنے برادرانِ مومن کیساتھ نیکی و احسان کر کے کامل کر لیں اور کمزوروں کی فریاد رسی اور مظلوموں کی دادرسی اور تقیہ کے ساتھ فاسقوں اور کافروں کے ظلم پر صبر کے ذریعہ حاصل کر لیں۔ جب وُہ ان اعمالِ حسنہ کے سبب میری عظیم کرامتوں اور رحمتوں کے مستحق ہو جائیں تو اُن کو تمہاری طرف بہترین احوال میں منتقل کر دوں گا لہٰذا تم کو خوشخبری ہو۔ جب یہ ندا ان کو پہنچتی ہے تو اُن کا نالہ و گریہ ساکن ہو جاتا ہے۔

نواں معجزہ۔ جس وقت پیغمبرؐ نے مدینہ میں اسلام کی اشاعت کی عبداللہ بن ابی کو آنحضرتؐ کے ساتھ شدید حسد ہوُا تو اُس نے ایک مکر یہ کیا کہ اپنے گھر میں کنوّاں کھودا اور اُس کے اندر نیزے تلواریں چھُریاں زہر میں بجھا کر نصب کر دیں اور اُس کنویں پر فرش بچھایا اور آنحضرتؐ کو دعوت میں اپنے گھر بلایا تاکہ حضرتؐ اُس فرش پر بیٹھیں اور کنویں میں گر جائیں؛ اور ایک گروہ کو ننگی تلواریں دے کر حجرہ میں چھپایا تاکہ جب آنحضرتؐ کنویں میں گر جائیں تو علیؑ اور آنحضرتؐ کے اصحاب کو جو آپؐ کے ہمراہ ہوں قتل کر دیں اور کھانا بھی ایسا تیار کیا تھا جس میں سراسر زہر ہی ملا ہوُا تھا تاکہ اگر وُہ تدبیر کارآمد نہ ہو تو کھانے سے ہلاک ہو جائیں۔ اُدھر آنحضرتؐ پر جبریلؑ نازل ہوئے اور اُس کی تدبیریں تمام حضرتؐ سے بیان کر دیں اور کہا حق تعالےٰ آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ جس جگہ وُہ کہے وہیں بیٹھیئے گا اور ہر وُہ طعام جو وُہ لائے اُن میں سے کھائیے گا۔ تاکہ آپؐ کے معجزات اور آثار اس پر ظاہر ہوں اور جنہوں نے آپؐ کے قتل کی سازش کی ہے ان میں سے اکثر ہلاک ہوں۔ غرض حضرتؐ اُس منافق کے گھر تشریف لے گئے، اور اُسی کنویں کے فرش پر بیٹھے اور صحابہ آپؐ کے گرد بیٹھے، اور کوئی بقدرتِ خدا اُس میں نہ گرا۔ یہ دیکھ کر ابن ابی کو حیرت ہوئی۔ جب اُس نے غور سے دیکھا تو کنویں پر کی زمین آنحضرتؐ کے اعجاز سے سخت ہو گئی ہے۔ غرض زہر آلود غذائیں حضرتؐ کے سامنے لائی گئیں۔ جب حضرتؐ نے چاہا کہ اُن کھانوں کی طرف ہاتھ بڑھائیں تو علی علیہ السّلام سے فرمایا کہ وُہ تعویذ نافع ان کھانوں پر پڑھو جناب امیرؑ نے یہ دُعا پڑھی:-

بِسم اللّٰہ الشافی بسم اللّٰہ الکافی بسم اللّٰہ المعافی بسم اللّٰہ الذی لا یضر مع اسمہ شیئٌ ولا دآء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔

پھر حضرتؐ نے اور جناب امیرؑ اور اصحاب آنحضرتؐ نے وُہ کھانے سیر ہو کر کھائے اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔ عبداللہ ابن ابی نے جو دیکھا کہ کھانے سے اُن پر کچھ اثر نہیں ہوُا تو کہا کہ غلطی سے ان کھانوں میں زہر نہیں ملایا گیا۔ یہ سمجھ کر اپنے خاص دوستوں کو باقی ماندہ کھانا کھلایا۔ اور دختر عبداللہ بن ابی جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کھانوں میں یہ حرکتیں کی تھیں آئی اور یہ دیکھ کر کہ کنویں پر کی زمین سخت ہو گئی ہے اُسی پر بیٹھی اور من حفر بئراً لاخیہ وقع فیہ (جس نے اپنے بھائی کے لیئے کنواں کھودا وُہ خود اس میں گرا) کے مطابق اُس کنویں

میں گر گئی اور واصل جہنم ہوئی اور نالہ و فریاد کی آوازیں بلند ہوئیں۔ عبداللہ بن ابی نے اس گروہ کو اس لڑکی کی شادی میں طلب کیا تھا۔ عبداللہ نے اپنے گھر والوں کو تاکید کی کہ یہ حال کسی سے نہ کہیں ورنہ وُہ رُسوا ہوگا۔ پھر اُس کے اصحاب نے جو کھانے کھائے تو سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ غرض جب عبداللہ بن ابی حضرتؐ کی خدمت میں آیا تو آپؐ نے اس کی لڑکی اور اُس کے دوستوں کے مرنے کا سبب پوچھا۔ اُس نے کہا لڑکی کوٹھے پر سے گر پڑی، اور اُن لوگوں نے کھانا زیادہ کھا لیا اس سبب سے ہلاک ہو گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ وُہ سب کیونکر ہلاک ہوئے۔

دسواں معجزہ۔ ایک روز آنحضرتؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ فرمایا کہ اس وقت تو شہد اور روغن سے تیار کیا حریرہ کھانا چاہتا ہوں۔ حضرت علیؑ نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں جو حضرتؐ چاہتے ہیں۔ پھر حضرتؐ نے جناب ابوبکرؓ سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو عرض کی برہ کی بریاں تہی گاہ۔ اور حضرت عمرؓ و عثمانؓ سے پوچھا تو وُہ بولے کہ برہ کا سینہ بھنا ہُوا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا آج کون مومن رسولؐ خدا اور اُن کے اصحاب کی ضیافت کرتا ہے؟ عبداللہ بن ابی نے سوچا کہ آج محمدؐ اور ان کے اصحاب کے بارے میں مکر و فریب کروں گا اور لوگوں کو ان کے شر سے نجات دلاؤں گا۔ یہ سوچ کر کھڑا ہو گیا اور بولا یا رسولؐ اللہ آپ لوگوں نے جن چیزوں کی خواہش کی ہے وُہ سب میرے یہاں مہیا ہے۔ میں آپ لوگوں کی ضیافت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اپنے گھر گیا اور حریرہ اور بکری کے بچہ کا گوشت پکایا اور ہر ایک میں بہت زیادہ زہر ملا دیا۔ پھر حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کی چلیئے سب سامان تیار ہے۔ حضرتؐ نے پوچھا کن لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر چلوں؟ اس نے کہا علیؑ، سلمانؓ، مقدادؓ، ابوذر اور عمار کو ساتھ لے لیجئے۔ تو حضرتؐ نے کہا ابوبکر و عمر و عثمان و طلحہ نہ چلیں؟ اُس نے کہا نہیں کیونکہ یہ لوگ نفاق میں اُس کے شریک تھے۔ وُہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ لوگ ہلاک ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا میں مہاجر و انصار کے گروہ کے بغیر دعوت نہیں کھایا کرتا۔ عبداللہ نے کہا یا رسولؐ اللہ کھانا کم ہے۔ پانچ آدمیوں سے زیادہ کے لیئے کافی نہیں ہو سکتا۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے جناب عیسےٰؑ پر خوان نازل کیا جس میں چند مچھلیاں اور چند روٹیاں تھیں۔ لیکن اُس نے اس میں اس قدر برکت عطا فرمائی، کہ چار ہزار تین سات سو افراد نے کھایا اور سیر ہو گئے۔ اُس نے کہا بہتر ہے لے چلیئے آپؐ کو اختیار ہے حضرتؐ نے اعلان فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار آؤ عبداللہ بن ابی کی ضیافت میں شرکت کرو۔ یہ سُنکر ستر ہزار آٹھ سو صحابہ آنحضرتؐ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اُس منافق نے اپنے ساتھیوں سے کہا اب کیا کروں؟ میں تو محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کے چند مخصوص رفیقوں کے ساتھ ہلاک کرنا چاہتا تھا سب کو مار ڈالنے کا قصد نہیں رکھتا۔ پھر منافقوں کو حکم دیا کہ سب ہتھیار سے آراستہ ہو جائیں تاکہ جب آنحضرتؐ زہر سے ہلاک ہو جائیں اور آپؐ کے اصحاب اُن کا انتقام لینا چاہیں تو اُن سے جنگ کی جا سکے۔ غرض جب حضرتؐ اس کے گھر پہنچے تو اس نے ایک چھوٹے مکان کی طرف اشارہ کیا اور کہا یا رسولؐ اللہ آپ، علیؑ، سلمانؓ، مقداد اور عمار اس مکان میں تشریف رکھیں اور باقی اصحاب تمام دوسرے حجروں اور گھر کے صحن اور گلی میں ٹھہریں گے۔ جو لوگ کھانا کھا لیں گے واپس چلے جائیں گے، ان کی جگہ پر دوسرے لوگ بیٹھ جائینگے

حضرتؐ نے فرمایا جو ذات کھانے میں برکت عطا کر سکتی ہے وُہ مکان تنگ کو بھی کشادہ کر سکتی ہے لہٰذا آپؐ نے سبکو اپنے ساتھ لیا اور اُس مکان میں داخل ہو گئے۔ اصحاب آپؐ کے گرد حلقہ کرکے بیٹھے یہانتک کہ تمام اشخاص اُس میں بیٹھ گئے۔ عبداللہ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ حضرتؐ نے فرمایا کھانا لاؤ۔ اُس نے برۂ بریاں اور حریرہ لاکر سامنے رکھ دیا اور کہا یا رسولؐ اللہ پہلے آپؐ اور علیؑ کھائیں پھر آپؐ کے مخصوص اصحاب کھائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا نے میرے اور علیؑ کے درمیان مطلق جُدائی نہیں رکھی ہے۔ مجھ کو اور اس کو ایک نُور سے پیدا کیا اور ہمارے نور کو اہل زمین و آسمان اور اہل حجب و اہل بہشت پر پیش کیا اور ہمارے واسطے عہد و پیمان لیا کہ ہمارے دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دشمن رہیں گے۔ جنکو ہم دوست رکھیں گے وُہ بھی دوست رکھیں گے جن لوگوں کو ہم دشمن رکھیں گے وُہ بھی دُشمن رکھیں گے۔ ہمیشہ میرا اور علیؑ کا ارادہ ایک رہا ہے۔ جو میں نے چاہا علیؑ نے بھی چاہا۔ مجھے اُس سے خوشی و مسرت ہوتی ہے جس سے علیؑ شاد ہوتے ہیں اور مجھ کو اس بات سے اذیت و تکلیف پہنچتی ہے جس بات سے علیؑ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اے عبداللہ علیؑ میرے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ عبداللہ نے کہا ایسا ہی ہوگا بہتر ہے۔ اور دل میں کہا کہ علیؑ جس قدر جلد ہلاک ہو جائیں میرے حق میں بہتر ہے تاکہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد وُہ ہم لوگوں پر تلوار کھینچ کر حملہ آور نہ ہوں کیونکہ ہم اُن سے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے ہیں۔ غرض جناب رسولؐ خدا اور امیرالمومنینؑ نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کھانا گھر کے بیچ میں رکھ دو کہ سب لوگ کھائیں۔ عبداللہ نے کہا، یا رسولؐ اللہ ہر ایک کا ہاتھ کیونکر کھانے تک پہنچے گا؟ حضرتؐ نے فرمایا جس خدا نے گھر میں کشادگی پیدا کر دی وہی اُن کو لمبا کر دے گا۔ غرض تمام صحابہ نے ہاتھ بڑھایا اور طعام کھا کر سیر ہوئے اور ہڈیاں خوان میں چھوڑ دیں۔ پھر جناب رسولؐ خدا نے اپنا رومال اُس پر ڈھانک دیا اور فرمایا اے علیؑ اس حریرہ کو اس پر انڈیل دو تاکہ سب لوگ کھائیں۔ پھر وُہ حریرہ بھی سب نے کھایا۔ اور کہا یا رسولؐ اللہ ہم چاہتے ہیں کہ اس کے بعد دُودھ بھی پئیں۔ تو حضرتؐ نے فرمایا کہ تمہارا پیغمبرؐ خدا کے نزدیک جناب عیسےٰؑ سے زیادہ بلند مرتبہ ہے۔ جس طرح خدا نے عیسےٰؑ کے واسطے مردوں کو زندہ کیا تمہارے پیغمبرؐ کے لیئے بھی زندہ کرے گا۔ پھر آنحضرتؐ نے اپنا رومال اُن ہڈیوں پر پھیلا دیا اور دُعا کی کہ پالنے والے جس طرح تُو نے اس جانور میں برکت عطا کی اور ہم سبکو اس کے گوشت سے سیر کیا اُسیطرح پھر اس میں برکت عطا فرما۔ اور ایسا کر کہ ہم سب اس کے دودھ سے بھی سیر ہوں۔ ساتھ ہی اس دُعا کے بقدرت الٰہی اُن ہڈیوں پر گوشت پیدا ہُوا اور وُہ بکری حرکت میں آئی اور زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور اُس کا تھن دُودھ سے بھر گیا حضرتؐ نے فرمایا مشک اور مٹکے لاؤ۔ لوگ جیسے جیسے مشک وغیرہ لاتے رہے دودھ سے بھرتا جاتا تھا یہانتک کہ تمام لوگ اُس دُودھ سے سیر ہو گئے۔ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میری اُمت گمراہ ہو جائے گی اور اس کو بنی اسرائیل کے گوسالہ کے مانند پوجنے لگے گی تو بیشک میں اس کو زندہ چھوڑ دیتا تاکہ زمین پر چلے پھرے اور گھاس چرے۔ پھر فرمایا کہ خداوندا اس کو مثل سابق ہڈیاں

کر دے۔ اُس کے بعد آنحضرتؐ مع اصحاب کے اُس منافق کے گھر سے واپس آئے۔ صحابہ آپس میں مکان کے کشادہ ہونے اور تھوڑے کھانے میں زیادتی و برکت ہونے اور اُس کے زہر کے دفع ہونے کا تذکرہ کر رہے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے اِس حال کے مشاہدہ سے یاد آ گئیں وُہ نعمتیں جو خداوند عالم بہشت کے باغوں میں شیعوں کے درجات اور جنتِ عدن و جنتِ فردوس میں زیادہ سے زیادہ عطا فرمائے گا مثل حُور و قصور اور بہتر سے بہتر نعمتیں جن کے مقابلہ میں تمام دُنیا اور اس کی نعمتیں صحرا کی ریت کے مثل ہونگی۔ اور بیشتر ایسا ہوگا کہ ایک مومن کا بہشت میں مکان ہوگا جو اپنے مفلس برادر مومن کے لیئے دنیا میں تواضع و انکساری کرتا ہے اور اُس کو عزیز رکھتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے اور اس کو نہیں چھوڑتا کہ دوسروں کے آگے سوال کر کے اپنی عزت ضائع کرے تو خداوند عالم اُس کی منزل کو اسی طرح جیسا کہ تم نے اس مکان کو وسیع و کشادہ ہوتے ہوئے دیکھا اُس کے اعمال حسنہ اور قوت ایمان کے مطابق وسیع و کشادہ کر دے۔ وُہ جس قدر اپنے برادر مومن کے ساتھ احسان زیادہ کرے گا اسی قدر اُس کی منزل میں وسعت اور اُس کی نعمتوں میں زیادتی ہوگی اور اس زہر آلود طعام کی مثال مومن کے لیئے دنیا میں صبر کرنا اور تقیہ کے ساتھ مخالفوں کی ایذا رسانی پر اپنے غیظ و غضب کے گھونٹ پینا ہے کیونکہ خداوند عالم اُن زہر آلود گھونٹوں کو عقبےٰ کی راحت اور بہشت میں بے انتہا نعمتوں کے حصول کا سبب قرار دیتا ہے اور جنت میں اُن سے خطاب کرے گا کہ تم کو یہ لذتیں اور راحتیں اُن آزار و تکلیف کے سبب مبارک ہوں جو تم کو دنیا میں مخالفوں سے پہنچیں اور تم نے تقیہ کیا اور صبر کیا اس لیئے یہ نعمتیں خدا نے تم کو کرامت فرمائیں

سولھواں[16] باب

اُن معجزات کا بیان جو اجرام سماویہ اور بلند آثار سے متعلق ہیں اور ان کی چند قسمیں ہیں

پہلا معجزہ چاند کا ٹکڑے ہونا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (پ ۲۷ آیات ۱ و ۲ سورۃ القمر) یعنی قیامت نزدیک آ گئی اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا۔ اور اگر وُہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کھلا ہوا عظیم سحر ہے۔ مفسران خاصہ و عامہ کہتے ہیں کہ یہ آیتیں اُس وقت نازل ہوئیں جبکہ قریش نے آنحضرتؐ سے معجزہ طلب کیا اور حضرتؐ نے چاند کی طرف اشارہ فرمایا اور وُہ دو ٹکڑے ہوگیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ چودہ[14] منافقین جنہوں نے چاہا تھا کہ عقبہ میں حضرتؐ کو ہلاک کریں حضرتؐ کے پاس ذی الحجہ کی چودھویں شب کو آئے اور کہا کہ ہر پیغمبر کا کوئی نمایاں اور واضح معجزہ ہوتا ہے۔ آج ہم آپؐ سے ایک بڑا معجزہ چاہتے ہیں۔ حضرتؐ نے پُوچھا وُہ کیا؟ وُہ بولے اگر آپؐ خدا کے نزدیک گرامی قدر ہیں تو چاند کو حکم دیجئے کہ دو ٹکڑے ہو جائے۔ اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی خداوند عالم درود و سلام کے بعد ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے تمام چیزوں کو آپؐ کا مطیع و فرمانبردار بنایا ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چاند کو حکم دیا کہ دو ٹکڑے ہو جا۔ وُہ فوراً دو ٹکڑے ہوگیا۔ یہ دیکھتے ہی آنحضرتؐ سجدہ میں جُھک گئے۔ اور ہمارے شیعہ بھی سجدہ میں گر پڑے۔ جب آنحضرتؐ نے سجدہ سے سر اُٹھایا تو منافقین نے کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اب حکم دیجئے کہ چاند اپنی حالت پر ہو جائے۔ حضرتؐ نے حکم دیا وُہ پھر مکمل چاند ہوگیا۔ پھر اُن سبھوں نے کہا کہ اب حکم دیجئے کہ ایک طرف سے شق ہو جائے اور دُوسری طرف سے اپنی حالت پر باقی رہے حضرتؐ نے حکم فرمایا تو ایسا ہی ہوا۔ حضرتؐ نے اور شیعوں نے پھر سجدۂ شکر ادا کیا۔ منافقوں نے کہا کہ اچھا ہمارے جو لوگ سفر میں ہیں شام و یمن سے واپس آئیں تو ہم اُن سے پوچھیں گے۔ اگر انہوں نے بھی چاند کو اسیطرح ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے تو ہم باور کریں گے ورنہ سمجھیں گے کہ آپؐ نے جادو کیا ہے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل کیں۔ عامہ نے چاند کے ٹکڑے ہونے کی حدیث بہت سے صحابہ سے روایت کی ہے جیسے ابن مسعود، انس، حذیفہ، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس اور جبیر بن مطعم اور سب ہی نے بیان کیا ہے کہ شق قمر مکہ میں واقع ہوا۔ جبیر کہتے ہیں کہ جب قریش کے اعزا سفر سے واپس آئے اور اُن سے لوگوں نے پوچھا تو ان سب نے کہا کہ ہم نے بھی اُسی رات دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہوگیا تھا اور پھر باہم مل گیا۔ ابن مسعود کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے کوہ حرا کو دیکھا کہ وُہ چاند کے دونوں ٹکڑوں کے بیچ میں تھا۔ ضحاک کہتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا کہ یہ جادو ہے۔ دوسرے شہروں میں آدمی بھیج کر دریافت کرنا چاہیئے تو لوگوں نے معلوم کر کے بتایا کہ تمام دوسرے شہروں کے لوگوں نے بھی اُس رات چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو کفار کہنے لگے کہ یہ ایسا جادو تھا کہ تمام شہروں میں پھیل گیا

دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ ایک رات آنحضرتؐ حجر اسمٰعیلؑ کے پاس بیٹھے تھے اور کفار قریش اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے کہ محمدؐ کے معاملہ نے تو ہم کو عاجز کر دیا ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اُن کے بارے میں ہم کیا کہیں۔ بعض بولے کہ جادو آسمان میں کام نہیں کرتا۔ آؤ چلیں اُن سے کہیں کہ کوئی آسمانی معجزہ دکھاؤ۔ غرضکہ وُہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور کہا اے محمدؐ یہ معجزات جو آپ ہم کو دکھاتے ہیں اگر جادو نہیں ہیں تو کوئی علامت آسمانی دکھائیے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جادو آسمان میں اثر نہیں کرتا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس چاند کو دیکھتے ہو چودھویں رات کا ہے۔ اگر تم کہو تو ہم تم کو چاند کا معجزہ دکھائیں۔ وُہ بولے ہاں دکھاؤ۔ حضرتؐ نے اپنی معجز نما انگشت سے چاند کی طرف اشارہ کیا وُہ فوراً دو ٹکڑے ہوگیا۔ ایک حصہ کعبہ پر آیا اور ایک حصہ کوہ ابوقبیس پر گرا۔ یہ دیکھ کر اُنہوں نے کہا ان ٹکڑوں کو

بدستور ملا دیجئے۔ حضرتؐ نے پھر اشارہ کیا وُہ دونوں ٹکڑے اپنے مقام سے ہوا میں اُڑے اور ایک دُوسرے سے مل گئے اور اپنی جگہ پر چاند جاکر ٹھہر گیا۔ جب اُن کفار نے یہ معجزہ دیکھا کہنے لگے کہ چلو محمدؐ کا جادو آسمان وزمین میں یکساں جاری ہے۔ دُوسری روایت میں ہے کہ چاند عصر سے شام تک کے درمیان دو ٹکڑے رہا اور کفار دیکھ رہے تھے اور کہتے تھے کہ یہ قائم رہنے والا جادُو ہے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے بسند معتبر روایت ہے کہ آنحضرتؐ کے اعجاز سے چاند دو ٹکڑے ہوُا اور حضرتؐ نے فرمایا کہ گواہ رہنا۔

دُوسرا معجزہ: آفتاب کا پلٹنا: علمائے خاصہ وعامہ نے بہت سی سندوں کے ساتھ اسماء بنت عُمَیس وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولؐ خدا نے جناب امیرؑ کو کسی کام سے بھیجا۔ نمازِ عصر کا وقت آیا، آپؐ نے نماز ادا کی۔ حضرت علیؑ نے نمازِ عصر نہیں پڑھی تھی۔ جب آئے تو رسُولؐ خدا اپنا سر حضرت علیؑ کی گود میں رکھ کر لیٹ گئے۔ اسی اثنا میں حضرتؐ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی۔ حضرتؐ نے اپنا سر ایک کپڑے سے لپیٹ لیا اور وحی سُننے لگے یہانتک کہ آفتاب غروب ہونے کے قریب پہنچ گیا۔ جب وحی کا سلسلہ ختم ہوُا تو حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تم نے نماز پڑھ لی؟ عرض کی نہیں یارسُولؐ اللہ میں نہیں پڑھ سکا کیونکہ آپؐ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ اس وقت پیغمبرِ خدا نے دعا کی پالنے والے علیؑ تیری اور تیرے پیغمبرؐ کی اطاعت میں تھے لہذا آفتاب کو واپس بھیج دے۔ اسماء کہتی ہیں کہ مَیں نے دیکھا خدا کی قسم آفتاب مغرب سے پلٹا اور اتنا بلند ہوُا کہ اُس کی شعاعیں زمین پہ پہنچیں یہانتک کہ عصر کی فضیلت کا وقت آگیا۔ حضرت علیؑ نے نماز ادا کی، اس کے بعد آفتاب غروب ہوُا۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں معجزاتِ جناب امیرؑ کے باب میں مذکور ہوں گی انشأ اللہ تعالیٰ۔

دوسری روایت میں منقول ہے کہ جب سرورؐ کائنات نے معراج کا حال بیان کیا اور فرمایا کہ میں نے قریش کے قافلہ کو رات فلاں منزل میں دیکھا، لوگوں نے پوچھا کہ وُہ قافلہ کس روز یہاں آئے گا فرمایا چہارشنبہ (بُدھ) کے دن۔ جب وُہ دن آیا قریش کی یہ آرزو تھی کہ آنحضرتؐ کا کذب ظاہر ہو۔ وُہ دن تمام ہونے کے قریب پہنچا اور قافلہ نہیں آیا، تو حضرتؐ نے دُعا کی تو خدا نے آفتاب کو مغرب کے نزدیک ایک ساعت غروب ہونے سے روک دیا یہانتک کہ قافلہ آگیا اور آنحضرتؐ کی سچّائی ظاہر ہوگئی اُس کے بعد آفتاب غروب ہوُا۔

تیسرا معجزہ۔ ستاروں کا ٹوٹنا اور بہت سے شہاب کا گرنا جیسا کہ مذکور ہوُا کہ حضرتؐ کی ولادت کی علامتوں میں سے تھا اور شیاطین کا آسمانوں پر جانا بند ہوُا۔

چوتھا معجزہ۔ خاصہ وعامہ نے روایت کی ہے کہ جب عرب کے قبیلوں نے آپس میں حضرتؐ کی ایذا رسانی پہ اتفاق کیا تو حضرتؐ نے بددُعا کی کہ خداوندا قبائل مضر پر سخت عذاب کر، اور اُن میں قحط پیدا کردے جیسا کہ جناب یُوسفؑ کے زمانہ میں تھا۔ اُس کے بعد سات سال تک اُن کے شہروں میں بارش نہیں ہوئی۔ مدینہ میں قحط رُونما ہوُا۔ ایک اعرابی حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور فریاد کی کہ ہمارے درخت

خشک ہوگئے، گھاس اُگنا بند ہوگئی، حیوانوں کے تھنوں میں اور عورتوں کے پستانوں میں دُودھ باقی نہ رہے اور ہمارے جانور ہلاک ہوگئے۔ اس وقت حضرتؐ منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد وثنا بجا لائے اور بارش کی دُعا کی۔ اُسیوقت پانی برسنا شروع ہوُا اور ایک ہفتہ تک برابر برستا رہا، اور اس قدر برسا کہ اہل مدینہ شکایت کے لیئے حاضر ہوئے اور عرض کی یارسولؐ اللہ ہم کو خوف ہے کہ ہم ڈوب جائیں گے اور ہمارے مکانات منہدم ہوجائیں گے تو حضرتؐ نے آسمان کی جانب اشارہ فرمایا اور کہا اللّٰھم حوالینا ولا علینا (خداوندا ہمارے گردونواح میں بارش ہو اور اب یہاں پانی نہ برسے) حضرتؐ جدھر جدھر اشارہ فرماتے بادل اُسی اُسی جانب روانہ ہوتے جاتے تھے پھر مدینہ میں ایک قطرہ بارش نہیں ہوئی بلکہ اُس کے گردونواح میں سیلاب کی طرح پانی اُمنڈتا رہا یہانتک کہ ایک مہینہ تک نالیوں سے پانی جاری رہا۔ اُس وقت حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر حضرت ابوطالب اِس وقت زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں روشن ہوجاتیں۔

پانچواں معجزہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر قبل بعثت اور بعد بعثت ابر کا سایا کرنا، جیسا کہ پہلے ابواب میں بیان ہوچکا ہے جبکہ آپؐ ابوطالبؑ کے ساتھ شام کی جانب گئے اور راستہ میں بحیرا راہب وغیرہ نے مشاہدہ کیا اور اس کے بعد بھی انشاء اللہ مذکور ہوگا اور یہ آپؐ کے متواترات معجزات میں سے ہے۔

چھٹا معجزہ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے خوان وطعام اور میوہ جات کا آنا۔ چنانچہ بسند معتبر حضرت ام سلمہ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ امام حسن وحسین علیہما السلام آپ کے ساتھ تھے۔ معصومہؑ نے حریرہ تیار کیا تھا وُہ حضرتؐ کے لیئے لائی تھیں۔ حضرتؐ نے امیرالمومنین کو بُلایا۔ امام حسنؑ کو داہنے زانو پر اور امام حسینؑ کو بائیں زانو پر اور جناب فاطمہؑ وحضرت علیؑ کو اپنے آگے اور پیچھے بٹھایا اور عبائے خیبری اُن پر اُڑھا دیا اور تین مرتبہ فرمایا خداوندا یہ میرے اہلبیتؑ ہیں لہذا ان سے شک وگناہ کو دُور رکھ اور ان کو پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے۔ جناب ام سلمہ کہتی ہیں مَیں چوکھٹ پر کھڑی تھی مَیں نے عرض کی یارسُولؐ اللہ مَیں بھی ان میں سے ہوں فرمایا نہیں لیکن تمہارا انجام بخیر ہوگا۔ اسی اثنا میں جبریلؑ نازل ہوئے اور ایک طبق بہشت کے انار وانگور سے بھرا ہوُا لائے۔ حضرتؐ نے انار وانگور ہاتھوں میں لیئے تو وُہ تسبیح خدا کرنے لگے۔ پھر حضرتؐ نے اُن میں سے تناول فرمایا، اور اُس میں سے حسنؑ وحسینؑ کو دیا پھر میووں نے سُبحان اللہ کہا اور حسنین علیہم السلام نے کھایا پھر علیؑ کے ہاتھ میں دیا۔ میووں نے تسبیح کی آپؑ نے بھی کھایا۔ اسی وقت صحابہ میں سے ایک صاحب آئے اور چاہا کہ اُس میں سے انگور کھائیں۔ جبریلؑ نے کہا ان میووں میں سے سوائے پیغمبرؐ یا وصئ رسولؐ یا فرزندِ رسولؐ کے اور کوئی نہیں کھا سکتا۔

اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسُولؐ خدا نے جناب علیؑ کو کسی کام کے لیئے بھیجا تھا۔ جب وُہ واپس آئے تو آنحضرتؐ میرے حُجرے میں تھے۔ علیؑ کو دیکھ کر آنحضرتؐ اُٹھے اور اور ان کا استقبال کیا اور ان کی گردن میں باہیں ڈالے ہوئے اپنے ساتھ صحن خانہ میں لائے ناگاہ ایک

ابر نے اُن دونوں بزرگواروں کو ڈھانک لیا اور وُہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ جب وُہ ابر برطرف ہؤا میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کے ہاتھ میں سفید انگوروں کا ایک گچھا ہے جس میں سے حضرتؐ تناول فرما رہے ہیں اور علیؑ کو بھی دیتے ہیں وُہ بھی کھا رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسُولؐ اللہ آپؐ کھاتے ہیں، علیؑ کو دیتے ہیں اور مجھے نہیں دیتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بہشت کے پھلوں میں سے ہے اس کو سوائے پیغمبر اور وصیٔ پیغمبر کے کوئی نہیں کھا سکتا۔

بسند ہائے معتبر خاصہ و عامہ نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسُولؐ خدا سوار ہو کر ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ فلاں مقام پر جاؤ وہاں علیؑ بیٹھے ہوں گے اور سنگریزوں کے ساتھ تسبیح خدا کر رہے ہیں ان کو میرا سلام کہنا اور اس خچر پر سوار کر کے میرے پاس لے آؤ۔ انس کہتے ہیں میں اُس مقام پر گیا اور علیؑ کو سوار کر کے حضرتؐ کے پاس لایا۔ جب اُنہوں نے آنحضرتؐ کو دیکھا، عرض کی السّلام علیک یا رسولؐ اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا وعلیک السّلام یا ابا الحسن۔ بیٹھو۔ اس مقام پر ستّر انبیا بیٹھے ہیں اور میں سب سے بہتر ہوں۔ اسیطرح اُن کے ساتھ اُن کے اوصیا بھی بیٹھے ہیں اور تم اُن سب سے افضل ہو۔ انس کہتے ہیں اسی حال میں مَیں نے ایک ابر کو دیکھا کہ ان کے سروں کے قریب آیا۔ آنحضرتؐ نے ہاتھ بڑھا کر اُس ابر میں سے انگور کا ایک خوشہ نکالا اور اپنے اور علیؑ کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا اے میرے بھائی کھاؤ کہ یہ خدا کی جانب سے میرے اور تمہارے واسطے ہدیہ ہے انس نے کہا یا رسولؐ اللہ علیؑ آپؐ کے بھائی ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیونکہ خدا نے آدمؑ کی خلقت سے تین ہزار سال پہلے عرش کے نیچے پانی خلق فرمایا اور اس کو سبز موتی میں رکھا اور اتنے عرصہ تک کہ اُس کا علم خدا ہی کو ہے یہاں تک کہ آدمؑ کو پیدا کیا پھر اُس پانی کو صلب آدمؑ میں جاری کیا پھر وہاں سے صلب شیثؑ میں منتقل کیا اسیطرح ایک صلب سے دوسرے صلب میں عبدالمطلبؑ کے صلب تک برابر منتقل کرتا رہا، وہاں اُس کے دو حصّے کیئے۔ ایک حصّہ کو عبداللہ کے صلب میں اور دوسرے کو ابو طالبؑ کے صلب میں قرار دیا۔ میں ایک حصّہ سے ہوں اور علیؑ دوسرے جزو سے۔ لہٰذا علیؑ دُنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں۔ اسی کی جانب خدا نے اشارہ کیا ہے اس آیت میں کہ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا (پ۱۹۔ آیت ۵۴۔ سُورۃ الفرقان) یعنی وُہ خدا وُہ ہے جس نے پانی سے ایک بشر کو پیدا کیا اور اس کو صاحب نسب اور دامادی سے سرفراز کیا اور تمہارا پروردگار قادر و توانا ہے۔" اور دوسری روایت میں ہے کہ انس نے کہا کہ اُس ابر سے کچھ کھانے کی چیز بھی کھائی اور پینے کی چیز بھی پی، اور وُہ ابر پھر اُوپر چلا گیا۔ اور حضرتؐ نے فرمایا کہ اس ابر سے تین سو تیرہ انبیا اور اتنے ہی اُن کے اوصیا نے کھانے پینے کی چیزیں تناول کیں۔ ان پیغمبروں میں سب سے زیادہ میں اور علیؑ تمام اوصیا سے زیادہ خدا کے نزدیک گرامی قدر ہیں۔ دوسری معتبر حدیث میں حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ ہریسہ سے تم کو رغبت چاہیئے کیونکہ وُہ چالیس روز کی قوت عبادت بخشتا ہے۔ اور وُہ اُس خوان میں داخل تھا جو آسمان سے جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے آیا تھا[1]

ساتواں معجزہ۔ انس سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے کسیکو عرب کے فرعونوں میں سے ایک فرعون کے پاس بھیجا تاکہ اس کو خدا کی وحدانیت کی دعوت دے۔ جب اُس کو آنحضرتؐ کا پیغام پہنچایا تو اُس نے کہا وُہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو سونے کا ہے یا چاندی کا یا لوہے کا۔ وُہ شخص حضرتؐ کے پاس واپس آیا اور اُس کا جواب عرض کیا۔ پھر دوبارہ حضرتؐ نے اُس کے پاس آدمی بھیجا اُس نے اُس کو اسلام کی دعوت دی اُس نے انکار کیا۔ اور آنحضرتؐ کے قاصد سے مصروف گفتگو تھا کہ ایک ابر ظاہر ہؤا۔ اُس میں سے بجلی نکلی جس نے اُس کے کاسۂ سر کو جلا دیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَن يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ (آیت ۱۳ سورۃ رعد پ۱۳) (وہی آسمان سے بجلیوں کو بھیجتا ہے پھر اُسے جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے۔ اور یہ لوگ خدا کے بارے میں بے کار جھگڑتے ہیں حالانکہ وُہ بڑا سخت قوت والا ہے)۔

آٹھواں معجزہ۔ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السّلام میں ہے کہ ایک روز جناب رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہل ملعون سے فرمایا خدا تجھ کو اس لیئے عذاب سے بچائے ہوئے ہے کہ وُہ جانتا ہے کہ تیرے صلب میں وُہ ذریت ہے جو مسلمان ہوگی یعنی عکرمہ۔ اور مسلمانوں کے درمیان ولایت کا مسئلہ درپیش ہوگا۔ اگر اُس میں وُہ خدا کی اطاعت کرے گا تو نجات پائے گا۔ اسیطرح تمام قریش کا حال ہے کہ خدا بعضوں کو مہلت دیتا ہے اس لیئے کہ جانتا ہے کہ مسلمان ہو جائیں گے۔ اور بعضوں کے بارے میں یہ ہے کہ ان کی اولاد جو پیدا ہونے والی ہے مسلمان ہوگی۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ آسمان کی جانب نظر کرو۔ انہوں نے نگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ایک آگ نازل ہوئی جو اُن کے سروں کے قریب آکر رُک گئی جس کی گرمی اُن کو محسوس ہوئی اور وُہ کانپنے لگے۔ حضرتؐ نے فرمایا ڈرو نہیں ابھی یہ آگ تم کو نہیں جلائے گی۔ اس کو تو خدا نے تمہاری عبرت کے لیئے بھیجا ہے۔ پھر ان لوگوں نے دیکھا کہ ان کی پُشت سے ایک نُور جدا ہؤا جس نے اُس آگ کو واپس کر دیا۔ یہاں تک کہ آسمان تک پہنچا دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا بعض نور اُن کے ہیں جن کے بارے میں خدا جانتا ہے کہ وُہ مسلمان ہوں گے۔ اور بعض نُور اُن کی اولاد کے ہیں جو اُن سے پیدا ہوں گی اور مسلمان ہوں گی۔

---

[1] ۲۲۴ کا حاشیہ لہ مؤلف فرماتے ہیں کہ احادیث نزولِ مائدہ بہت ہیں۔ انشاءاللہ ابواب فضائل جناب امیرالمومنینؑ، فاطمہؑ و حسنینؑ میں مذکور ہوں گی۔ ۱۲

سترہواں باب

جمادات و نباتات سے متعلق آنحضرتؐ کے معجزات اور وہ کئی طرح کے ہیں

محدثان خاصہ و عامہ نے حضرت صادقؑ اور جابر بن عبد اللہ انصاری وغیرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ مکہ کے دروں سے جب گزرتے تھے تو ہر سنگریزہ اور درخت حضرتؐ کی تعظیم کے لیئے جھک جاتا اور کہتا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

دُوسرا معجزہ۔ بسندِ معتبر روایت ہے کہ فاطمہؑ بنت اسد فرماتی ہیں کہ جب حضرت عبد المطلبؑ کی وفات کے آثار ظاہر ہوئے اپنے فرزندوں سے کہا کہ تم میں کون محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حفاظت و کفالت کرے گا؟ وُہ بولے کہ محمدؐ خود نہایت دانا اور سمجھ دار ہیں جس کو وُہ خود پسند کریں اُسی کی کفالت میں اُن کو دیجئے۔ عبد المطلبؑ نے فرمایا اے محمدؐ تمہارا دادا سفرِ آخرت کے لیئے آمادہ ہے تم اپنے کس چچا اور چچی کی کفالت میں رہنا چاہتے ہو۔ حضرتؐ نے اپنے سب چچا کے چہرے پر نگاہ ڈالی اور ابو طالبؑ کے پاس چلے گئے۔ جناب عبد المطلبؑ نے فرمایا ابو طالب! میں تمہاری امانت و دیانت سے واقف ہوں تم کو محمدؐ کے لیئے مثل میرے ہونا چاہیئے۔ غرض حضرت ابو طالبؑ آنحضرتؐ کو اپنے گھر لائے فاطمہ بنت اسد کہتی ہیں کہ مَیں ان کی خدمت میں مشغول ہوئی۔ وُہ مجھ کو ماں کہتے تھے۔ ہمارے گھر میں خرمے کے چند درخت تھے۔ پہلی فصل رطب کی تھی۔ حضرتؐ کے ہمسن چالیس لڑکے تھے جو روزانہ رطب چُن لیتے تھے جو درختوں سے گرے ہوتے اور ایک دوسرے سے چھینتے، آپس میں لڑتے، لیکن میں نے کبھی آنحضرتؐ کو کسی لڑکے سے رطب چھینتے ہوئے نہیں دیکھا۔ مَیں خود حضرتؐ کے لیئے کچھ رطب چُن کر رکھ لیتی اور کبھی میری کنیز چُن لیا کرتی۔ ایک روز اتفاق سے ہم دونوں رطب چُننا بھول گئے۔ حضرتؐ سو رہے تھے اور لڑکے آئے اور سارے رطب چُن لے گئے۔ میں شرم کی وجہ سے لیٹ گئی اور اپنا مُنہ چھپا لیا۔ حضرتؐ بیدار ہوئے تو باغ میں گئے وہاں ایک رطب بھی نہ ملا۔ واپس چلے آئے۔ میری کنیز نے حضرتؐ سے معذرت چاہی کہ آج میں رطب چُننا بھول گئی۔ حضرتؐ یہ سُنکر پھر باغ میں گئے اور ایک درخت سے خطاب فرمایا کہ مَیں بھُوکا ہوں۔ مَیں نے دیکھا کہ وُہ درخت خوش نصیب جُھک گیا گویا اپنا سر حضرتؐ کے پائے مبارک پر رکھ دیا اور اپنی شاخیں نزدیک کر دیں۔ جس قدر خواہش تھی حضرتؐ نے اُس میں سے رطب کھائے۔ اُس درخت نے اپنی قدر و منزلت کے سبب خوشی میں سر آسمان پر کھینچا۔ جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں کہ مجھے یہ حال دیکھ کر بہت تعجب ہُوا۔ حضرت ابو طالبؑ آئے تو میں نے خلافِ معمول

دروازہ دوڑ کر کھولا اور جو کچھ دیکھا تھا اُن سے بیان کیا۔ ابو طالبؑ نے کہا یہ انوکھی باتیں اس مظہر العجائب سے دیکھ کر تعجب نہ کرو، کیونکہ وُہ پیغمبرؐ ہوگا۔ اور تمہارے بطن سے زمانۂ پیری میں ایک فرزند پیدا ہوگا جو اُس کے مثل ہوگا اور اس کا وزیر و وصی ہوگا۔ اس کے بیسؔ سال بعد حضرت امیر المؤمنینؑ پیدا ہوئے۔

تیسرا معجزہ۔ بسند ہائے معتبر عمار یاسر سے منقول ہے کہ میں ایک سفر میں آنحضرتؐ کے ہمراہ تھا اور ایک جنگل میں ہم نے منزل کی جس میں درخت بہت کم تھے۔ جب حضرتؐ نے رفعِ حاجت کا ارادہ کیا اِدھر اُدھر نگاہ کی بہت دُور دو درخت نظر آئے۔ مجھ سے فرمایا کہ اے عمار ان درختوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ رسولؐ خدا تم کو حکم دیتے ہیں کہ ایک دُوسرے سے متصل ہو جاؤ تاکہ تمہاری آڑ میں حضرتؐ رفعِ حاجت فرمائیں۔ جناب عمار گئے اور حضرتؐ کا پیغام درختوں کو پہنچایا تو وُہ ایک دوسرے کی طرف دَوڑے اور باہم مل کر ایک ہو گئے۔ حضرتؐ فارغ ہو چکے تو فرمایا اب اپنی جگہوں پر واپس چلے جاؤ۔ وُہ دونوں درخت بہت جلد واپس چلے گئے۔ بسند ہائے معتبر امیر المؤمنین اور حضرت صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ حضرتؐ نے درختوں کو خود حکم دیا اور وُہ ایک دُوسرے کے ساتھ متصل ہو گئے۔ جب حضرتؐ رفعِ حاجت کر چکے تو فرمایا کہ واپس اپنی جگہوں پر چلے جاؤ اور وُہ چلے گئے۔ بعض صحابہ وہاں گئے تاکہ حضرتؐ کا براز دیکھیں، وہاں ان کو کچھ نظر نہ آیا۔

چوتھا معجزہ۔ بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ خاصہ و عامہ نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے ہجرت فرمائی اور مدینہ میں آکر ایک مسجد تعمیر کی، محراب کے پاس ایک پرانا خُرمے کا خشک درخت تھا۔ جب حضرتؐ خطبہ فرماتے تو اُس درخت سے ٹیک لگا لیا کرتے۔ کچھ دنوں کے بعد ایک رُومی شخص آیا اُس نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ اجازت دیں تو میں آپؐ کے واسطے ایک منبر تیار کر دوں جس پر بیٹھ کر آپ خطبہ پڑھا کریں۔ حضرتؐ نے اجازت دے دی۔ اُس نے تین زینے کا ایک منبر بنایا۔ حضرتؐ تیسرے زینہ پر بیٹھ کر خطبہ پڑھا کرتے۔ پہلی مرتبہ جب اُس منبر پر خطبہ کے لیئے تشریف لائے اُس درخت سے فریاد و زاری کی آواز آنے لگی جیسے اُونٹنی اپنے بچہ کے لیئے چلاتی ہے۔ تو حضرتؐ منبر سے نیچے اُترے اور درخت کو سینہ سے لپٹا لیا تو وُہ خاموش ہُوا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر میں اس کو گود میں نہ لیتا تو قیامت تک فریاد و فغان کرتا رہتا۔ اُس کو حنّانہ کہتے تھے۔ وُہ حضرتؐ کے بعد باقی تھا یہاں تک کہ بنی اُمیہ نے مسجد کو خراب کیا اور از سر نو اُس کی تعمیر کی اور اُس درخت کو کاٹ ڈالا۔ دُوسری روایت میں ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ اُس درخت کو جڑ سے نکال کر منبر کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ خاموش ہو جا اگر تو چاہے تو تجھ کو بہشت کا درخت قرار دوں تاکہ وہاں صالحین تیرے پھل کھائیں، اور اگر چاہے تو دُنیا میں تجھ کو پہلی حالت پر پھیر دوں کہ تو تر و تازہ ہو جائے اور تجھ میں پھل پیدا ہونے لگیں؛ درخت نے آخرت اختیار کی۔ ایک دُوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ جب وُہ درخت گریہ و زاری کرنے لگا اور حضرتؐ منبر پر تشریف فرما تھے حضرتؐ نے اُس کو اپنے پاس بُلایا وُہ زمین کو چیرتا پھاڑتا حضرتؐ کے پاس منبر تک پہنچا۔ حضرتؐ نے اُس کو لپٹا لیا اور اس کو تسکین و دلاسا دیا۔

اُس وقت اُس سے ایسے لڑکے کے رونے کی سی آواز آرہی تھی جبکہ اُس کو لوگ چُپ کراتے ہوں۔ اور یہ معجزہ متواتر ہے اب اُس درخت کی جگہ واضح ہے اس کو اسطوانہ حنّانہ کہتے ہیں۔

پانچواں معجزہ۔ نہج البلاغۃ وغیرہ میں حضرت امیرؑ المؤمنین سے منقول ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضرتؐ کے پاس تھا۔ اشرافِ قریش آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمدؐ تم ایسا بڑا دعوےٰ کرتے ہو کہ تمہارے باپ دادا نے کبھی نہیں کیا۔ ہم تم سے ایک بات چاہتے ہیں اگر تم نے اس کو پورا کر دیا تو ہم سمجھیں گے کہ تم پیغمبر ہو ورنہ جادوگر اور جھوٹا مانیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا چاہتے ہو؟ وُہ بولے اس درخت کو بلاؤ کہ جڑ اور ریشہ سمیت اُکھڑ کر آئے اور تمہارے پاس آکر کھڑا ہو جائے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا ہر چیز پر قادر ہے تا اگر وُہ ایسا کر دکھلائے تو تم ایمان لاؤگے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا میں تمہارا سوال پورا کرتا ہوں اور جانتا ہوں کہ تم ایمان نہ لاؤگے۔ اور تم میں سے ایک گروہ جنگِ بدر میں قتل کیا جائے گا اور چاہِ بدر میں ڈال دیا جائے گا اور کچھ لوگ مجھ پر لشکر کشی کریں گے اور مجھ سے جنگ کریں گے۔ پھر فرمایا کہ اے درخت اگر تو خدا اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اور مجھ کو خدا کا رسولؐ جانتا ہے تو بحکمِ خدا اپنے مقام سے مع اپنی جڑوں اُکھڑ کر میرے پاس آکر کھڑا ہو جا۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ اُسی خدا کی قسم جس نے آنحضرتؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے وُہ درخت اپنی جڑوں سمیت اپنے مقام سے اُکھڑ کر تیزی سے نہایت سخت آواز مثل پرندوں کے پروں کی آواز کے ساتھ دوڑتا ہوا آیا اور حضرتؐ کے پاس کھڑا ہو گیا اور آنحضرتؐ پر سایہ کیا اور اپنی بلند شاخیں میرے اور حضرتؐ کے سر پر پھیلا دیں۔ مَیں حضرتؐ کی داہنی جانب کھڑا تھا۔ جب ان لوگوں نے یہ معجزہ دیکھا نخوت و غرور کے ساتھ بولے کہ اس کو اب حکم دیجئے کہ واپس جائے اور دو حصّے ہو کر ایک حصّہ آئے اور ایک حصّہ وہیں کھڑا رہے حضرتؐ نے اس کو حکم دیا تو وُہ واپس گیا اور اُس میں سے نصف علیحدہ ہو کر نہایت شدّت کی آواز کے ساتھ دوڑتا ہوا حضرتؐ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ اب اس نصف کو حکم دیجئے کہ اپنے نصف جزو سے جاکر مل جائے۔ حضرتؐ نے اس کو حکم دیا اور اُس نے فوراً تعمیل کی۔ اُس وقت مَیں نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ سب سے پہلا شخص جو ایمان لایا میں ہوں اور سب سے پہلا شخص جو اقرار کرتا ہے میں ہوں کہ جو کچھ درخت نے کیا بحکمِ خدا کیا ہے اور آپؐ کی رسالت کی تصدیق و تعظیم کے لئے ہے۔ اُس وقت تمام کافروں نے کہا کہ (معاذ اللہ) ہم کہتے ہیں کہ تم ساحرِ کذّاب ہو اور عجیب فنِ سحر جانتے ہو۔ اور تمہاری تصدیق وہی کر سکتا ہے جو مثل اس شخص کے ہو جو تمہارے پہلو میں کھڑا ہے۔ یہ معجزہ بھی متواترات سے ہے اور بہت طریقوں سے مذکور ہے۔

چھٹا معجزہ۔ بسند ہائے معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا مجھے کوئی معجزہ دکھائیے۔ حضرتؐ کے سامنے دو درخت تھے جو ایک دوسرے سے دُور تھے۔ حضرتؐ نے اُن سے خطاب فرمایا کہ یکجا ہو جاؤ وُہ اپنی جگہ سے حرکت میں آئے اور ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ پھر فرمایا کہ علیحدہ ہو جاؤ تو وُہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے۔ یہ دیکھ کر وُہ شخص ایمان لایا۔

ساتواں معجزہ۔ بسند معتبر حضرت عباسؓ سے منقول ہے کہ جناب ابو طالبؑ نے جناب رسولؐ خدا سے کہا کہ اے برادر زادے خدا نے تم کو رسولؐ بنا کر بھیجا ہے؟ فرمایا ہاں۔ ابو طالبؑ نے کہا تو مجھے کوئی معجزہ دکھائیے؛ اسی درخت کو بلائیے۔ حضرتؐ نے اس کو پکارا وُہ حضرتؐ کے پاس آیا اور سجدہ کیا اور واپس گیا۔ ابو طالبؑ نے کہا مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ سچّے ہیں۔ اے علیؑ اپنے پسر عم کے پہلو میں نماز پڑھو۔

آٹھواں معجزہ۔ تفسیر امام حسن عسکریؑ میں منقول ہے کہ جب یہودیوں اور آلِ محمدؐ کے دشمنوں کے بارے میں یہ آیت ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً۔ (پ۱ آیۃ۷۴ سورۃ بقرہ) نازل ہوئی (یعنی اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے جیسے کہ پتھر بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت) تو ان اشقیا نے کہا اے محمدؐ تم دعوےٰ کرتے ہو کہ ہمارے دلوں میں فقیروں کے ساتھ مواسات اور کمزوروں کی اعانت اور راہِ خدا میں مال خرچ کرنے کا جذبہ نہیں ہے اور پتھر بھی ہمارے دلوں سے زیادہ نرم ہیں اور ہم سے زیادہ حق کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو یہ پہاڑ ہمارے نزدیک ہیں آؤ ان میں سے ایک کے پاس چلیں۔ اگر یہ گواہی دیں کہ تم سچّے ہو تو ہم تمہاری اطاعت کریں گے۔ اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں یا جواب نہ دیں تو ہم سمجھیں گے کہ تم دروغ گو ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا بہتر ہے۔ جس پہاڑ کو تم منتخب کرو اُس کے پاس چلیں۔ اُنہوں نے ایک پہاڑ جو آبادی سے باہر تھا انتخاب کیا اور حضرتؐ کو اس کے قریب لے گئے۔ حضرتؐ نے اُس پہاڑ سے خطاب فرمایا کہ میں تجھ کو محمدؐ اور اُن کی آل کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں خدا نے جن بزرگوں کے ناموں کی برکت سے عرش کو اُن آٹھ فرشتوں کے کاندھوں پر ہلکا کر دیا اُس کے بعد جبکہ وُہ فرشتے گروہِ ملائکہ کے ساتھ جنکی تعداد سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اُس کو حرکت نہ دے سکے تھے اور تجھ کو محمدؐ اور ان کی آلِ طیبین کا واسطہ جنکے ناموں کے ذکر کے سبب سے خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی اور اُن کے انوار کا وسیلہ اختیار کرنے کے باعث حضرت ادریسؑ کو بہشت میں مقامِ بلند عطا کیا کہ محمدؐ کے لئے جو کچھ خدا نے تجھ کو اُن کی تصدیق کے بارے میں سپرد فرمایا ہے اور ان یہودیوں کے دلوں کی قساوت و سختی کے لئے گواہی دیتا ہے۔ یہ سُنکر پہاڑ کو زلزلہ ہوا اور اُس میں سے پانی جاری ہو گیا۔ پھر باآوازِ بلند اُس نے ندا کی کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ربّ العالمین کے رسول اور اولین و آخرین کے سردار ہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ ان یہودیوں کے دل جیسا کہ آپؐ نے بیان فرمایا پتھر سے زیادہ سخت ہیں کیونکہ پتھر سے تو کبھی چشمے جاری ہو جاتے ہیں لیکن ان کے دلوں سے کچھ نہیں نکل سکتا اور گواہی دیتا ہوں کہ یہ سب جھوٹے ہیں اُن باتوں میں جس میں آپ کو پروردگارِ عالم پر افتراء کی نسبت دیتے ہیں۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے کوہ! میں چاہتا ہوں کہ تُو بیان کر کیا خدا نے تجھ کو میری اطاعت کا حکم دیا ہے۔ تجھ کو محمدؐ اور اُن کی آلِ طاہرہ کی عزت کی قسم جنکی برکت سے خدا نے نوحؑ کو کربِ عظیم سے نجات دی ابراہیمؑ کے لئے آگ کو گلزار بنا دیا اور ان کو اُس میں تختِ مزین اور فرشہائے نرم

پر مشتمل فرمایا جنکو اُس بادشاہ جبار (نمرود) نے اپنی سلطنت میں نہ دیکھا اور نہ دوسرے بادشاہوں نے دیکھا اور سُنا تھا۔ اور اُس تخت کے گرد خدا نے طرح طرح کے خوشنما درخت اُگا دیئے اور قسم قسم کے گل و ریاحین اور میوے پیدا کر دیئے جن میں سے ہر ایک کی سال میں ایک مرتبہ فصل آتی ہے پہاڑ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ آپؐ نے بیان فرمایا سچ ہے' اور گواہی دیتا ہوں کہ اگر آپؐ خدا سے چاہیں کہ دُنیا کے تمام مَردوں کو بندر اور سور بنا دے تو خدا ضرور بنا دے گا' اور اگر آپؐ خدا سے سوال کریں تو سب کو فرشتہ بنا دے' اور دُعا کریں تو خدا آگ کو برف اور برف کو آگ بنا دے اور اگر آپؐ دُعا کریں تو خدا زمین کو آسمان اور آسمان کو زمین بنا دے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا نے آسمانوں' زمینوں' پہاڑوں' دریاؤں اور میدانوں کو آپؐ کا فرمانبردار بنایا ہے بلکہ تمام مخلوقات آپؐ کے تابع ہیں آپؐ جو حکم دیں گے وُہ تعمیل کریں گے۔ ان معجزات کے دیکھنے کے بعد اُس یہودیوں کے گروہ نے کہا اے محمدؐ تم ہمارے ساتھ فریب کرتے ہو' اور اُس پہاڑ کے پیچھے اپنے اصحاب میں سے کچھ کو بٹھا رکھا ہے۔ وُہ باتیں کرتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ پہاڑ گفتگو کر رہا ہے۔ اگر سچے ہو تو پہاڑ سے دُور ہو کر اس کو حکم دو کہ جڑ سے اُکھڑ کر تمہارے پاس آئے۔ پھر کمر سے دو حصّہ ہو کر نیچے کا حصّہ اُوپر اور اُوپر کا حصّہ نیچے ہو جائے تب ہم سمجھیں گے کہ تم نے کچھ فریب نہیں کیا ہے۔ اور یہ خدا کی جانب سے ہے جیسا کہ تم دعوےٰ کرتے ہو۔ اُس وقت حضرتؐ نے ایک پتھر کی جانب اشارہ کیا جو پانچ رطل وزنی تھا اور فرمایا اے پتھر میرے پاس آ۔ وُہ حضرتؐ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ حضرتؐ نے اُس یہودی سے کہا کہ یہ پتھر اُٹھا کر اپنے کان تک لے جا تاکہ یہ پتھر وہی شہادت دے جو پہاڑ نے دی ہے۔ اُس نے ایسا ہی کیا تو پتھر بقدرت خدا گویا ہوا اور جو کچھ تمام پہاڑ سے آواز آئی تھی وہی آواز اس پتھر سے بھی سنائی دی۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا اس پتھر کے پیچھے بھی کوئی آدمی ہے جو تجھ سے باتیں کر رہا ہے۔ اُس نے کہا نہیں لیکن جو کچھ میں نے طلب کیا ہے وُہ کر دکھاؤ۔ حضرتؐ اُن پر حجت تمام کرنے کے لیئے پہاڑ سے دُور ہوئے اور میدان میں جا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے پہاڑ بجاہ و حق محمدؐ و آلِ محمدؐ اور خدا کے خاص بندوں کے ان کا توسل کرنے کے سبب سے خدا نے قوم عاد پر ایک سرد ہوا بھیجی جو لوگوں کو زمین سے اُٹھا کر بلند کرتی تھی۔ اور اُس نے جبریلؑ کو حکم دیا کہ قوم صالحؑ پہ نعرہ لگائیں جس سے وُہ سب ہلاک ہو گئے' اپنے مقام سے بحکم خدا میرے پاس اس جگہ تک آ' اور اپنا ہاتھ حضرتؐ نے زمین پہ رکھ کر اشارہ کیا۔ یہ سُنتے ہی پہاڑ باذن خدا حرکت میں آیا اور نہایت تیزی سے گھوڑے کے مانند جہاں تک حضرتؐ نے نشان دیا تھا آیا اور کھڑا ہو گیا۔ اور بولا میں سُنتا ہوں اور آپؐ کا مطیع و فرمانبردار ہوں یا رسولؐ اللہ ان دشمنانِ دین کی خاک ہر ناک رگڑی جائے۔ آپؐ جو حکم دیں میں اُس کی اطاعت کرونگا حضرتؐ نے فرمایا یہ لوگ کہتے ہیں کہ زمین سے اُکھڑ کر دو حصّے ہو جا۔ نیچے کا نصف حصّہ اُوپر اور اُوپر کا نیچے آئے۔ اُس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ کا حکم ہے کہ اَیسا ہو جاؤں؟ فرمایا ہاں۔ بیان کرتے ہیں' کہ اُس پہاڑ نے اُن دُشمنوں سے کہا جو کچھ تم نے دیکھا ہے کیا وُہ مُوسیٰؑ کے معجزات سے کم ہے؟ کیا تم

سمجھتے ہو کہ اُن معجزاتِ مُوسیٰؑ پر ایمان لائے ہو یہ سُنکر یہودیوں نے ایک دُوسرے کو دیکھا اور کہا اب گریز کا موقع ہی نہیں۔ بعضوں نے کہا یہ شخص قسمت والا ہے اور قسمت والے جو ارادہ کرتے ہیں ان کے لیئے پُورا ہوتا ہے۔ پھر پہاڑ نے ان کو ندا کی کہ اے دُشمنانِ خدا جو کچھ تم نے کہا اُس سے مُوسیٰؑ کی نبوت کو تم نے باطل کر دیا کیونکہ مُوسیٰؑ کا منکر ہی کہہ سکتا ہے کہ ان کے معجزات قسمت کے سبب سے تھے۔

نواں معجزہ۔ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ کافرانِ قریش جو آنحضرتؐ سے مخالفت کرتے تھے کہتے تھے کہ آؤ ہُبل (ایک بڑا بُت) کے پاس چلیں اور اس کو منصف قرار دیں۔ تاکہ وُہ ہماری سچائی اور تمہارے کذب کی گواہی دے۔ غرض وُہ سب ہُبل کے پاس آئے۔ جب آنحضرتؐ اُس کے پاس پہنچے وُہ بت آنحضرتؐ کی تعظیم کے لیئے مُنہ کے بل گر پڑا اور آپ کی رسالت اور آپؐ کے بھائی علیؑ کی امامت کی اور اُن کے فرزندوں کے لیئے خلافت اور وراثت کی گواہی دی۔

دسواں معجزہ:۔ اُسی تفسیر میں مذکور ہے کہ جب کفارِ قریش نے جناب رسولؐ خدا کو شعب ابیطالبؑ میں محصور کر دیا اور شعب کے دروازہ پر ایک جماعت کو تعینات کر دیا کہ کوئی آنحضرتؐ اور آپؐ کے ہمراہیوں کے لیئے کچھ سامان غذا نہ لے جا سکے اور درّہ سے باہر بھی کسی کو نہ آنے دیں کہ کچھ سامان کھانے کے لیئے لا سکے؛ اُس وقت خدا نے آنحضرتؐ اور آپؐ کے اعزا اور رفقا کے لیئے من و سلویٰ سے بہتر غذا عطا کی جو بنی اسرائیل کے لیئے نازل فرمائی تھی اور آنحضرتؐ کی دُعا کی برکت سے آپؐ کے ہمراہی میوہ و حلوا وغیرہ جو کچھ طلب کرتے تھے وُہ مہیا ہوتا تھا اور بہترین لباس ان کو ملتا تھا۔ جب ان لوگوں نے کہا کہ اب تو ہم اس درّہ سے دلتنگ ہو چکے ہیں تو حضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے داہنے اور بائیں اشارہ کیا اور پہاڑوں سے فرمایا کہ دُور ہو جاؤ تو وُہ دور ہو گئے اور درّہ کے درمیان ایک وسیع میدان ظاہر ہو گیا جس کے دونوں کنارے نظر نہیں آتے تھے۔ پھر حضرتؐ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ درختوں اور میووں اور پھولوں کے قسم سے جو کچھ خدا نے تم کو سپرد کیا ہے ظاہر کرو' تو وُہ تمام صحرا سبزہ و گل و ریاحین اور قسم قسم کے درختوں اور گوناگوں میووں سے بھر گیا' اور تمام باغوں سے بہتر ہو گیا۔

گیارھواں معجزہ۔ حدیث حسن میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک پتھر کو درمیان راہ رکھ دیا تاکہ پانی اپنی جگہ سے واپس کر دے اور بڑھنے نہ دے۔ وُہ پتھر آجتک باقی ہے اور اتنی مدت میں کسی کا پیر اُس پتھر سے نہیں ٹکرایا اور نہ کسی جانور کو کچھ تکلیف پہنچی۔

بارھواں معجزہ۔ روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک مسلمان کا کوئی کام اس شرط پر کیا تھا کہ اُس کے لیئے وُہ مسلمان ایک نخلستان تیار کرے گا جس میں طرح طرح کے خرمے کے درخت ہوں۔ آنحضرتؐ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ اُتنے بیج منگائیے جتنے درختوں کی شرط کی گئی تھی۔ پھر ایک ایک بیج حضرتؐ اپنے دہن اقدس میں رکھ کر امیرالمومنینؑ کو دیتے جاتے وُہ اس کو زمین میں دبا دیتے جب دوسرا بیج بوتے تو پہلا بیج درخت بن جاتا جب تیسرا بیج بوتے تو پہلا درخت بار آور

ہو جاتا یہاں تک کہ ایک ساعت میں تمام باغ تیار ہوگیا اور درختوں میں زرد و سُرخ، سیاہ و سفید خرمے پیدا ہو گئے۔ پھر وُہ باغ اُس یہودی کے حوالے کر دیا گیا۔ ایسی ہی مثال حضرت سلمانؓ کے حالات میں مذکور ہوگی انشاء اللہ۔

تیرھواں معجزہ۔ حدیث معتبر میں مذکور ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا حضرت علیؑ کے ساتھ ایک نخلستان سے گزر رہے تھے کہ ایک درخت نے دوسرے سے کہا کہ یہ رسولؐ خدا ہیں اور وُہ اُن کے وصیؑ ہیں۔ اسی سبب سے اُن کے خرموں کو صیحانی کہتے ہیں کیونکہ اُن درختوں نے رسالت و وصایت کی گواہی دی تھی۔

چودھواں معجزہ۔ جابر انصاریؓ سے منقول ہے کہ ہم جنگ احزاب میں خندق کھود رہے تھے خندق کے گرد ایک سر بلند ٹیلا واقع تھا۔ ہم نے آنحضرتؐ کی خدمت میں جاکر عرض کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا فکر نہ کرو بہت جلد ایک عجیب امر دیکھو گے۔ جب رات ہوئی تو اُس ٹیلے سے آوازیں آنے لگیں اور چند اشعار سُنائی دیئے جن کا مضمون یہ تھا کہ ٹیلے کو جڑ سے کھود کر بہت دُور پھینک آؤ اور محمدؐ رشید کی اعانت کرو اور ان کے اور اُن کے چچازاد بھائی کے مددگار رہو۔ لیکن وہاں کوئی نظر نہ آتا تھا۔ جب صبح ہوئی تو وہاں ٹیلہ کا نشان تک نہ تھا۔

پندرھواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا ایک مرتبہ ایک سُوکھے درخت سے اپنی پیٹھ لگا کر کھڑے ہوگئے۔ وُہ اُسیوقت سر سبز ہوگیا اور اُس میں پھل لگ گئے۔

سولھواں معجزہ۔ پھر روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ جحفہ میں ایک چھوٹے درخت کے نیچے ٹھہرے۔ آپؐ کے اصحاب آپؐ کے گرد تھے جن پر سایہ نہ تھا اور دُھوپ تیز تھی۔ اور یہ بات آنحضرتؐ پر گراں تھی کہ خود سایہ میں ہوں اور وُہ دُھوپ میں: ناگاہ وُہ درخت بحکم خدا بلند ہُوا اور اس کی شاخیں پھیل گئیں اور تمام اصحاب پر اُس کا سایا ہوگیا۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا (پ ۱۹، آیت ۴۵ سورۃ الفرقان) کیا تم نے اپنے پروردگار کا لطف و کرم نہیں دیکھا کہ اُس نے کس طرح سایہ کو پھیلا دیا اور اگر وُہ چاہتا تو اس کو ساکن کر دیتا۔

سترھواں معجزہ۔ عیاشی نے سعید بن جبیرؓ سے روایت کی ہے کہ کفار قریش نے کعبہ میں تین سو ساٹھ بُت نصب کیئے تھے ہر قبیلہ کا ایک دو بُت تھا۔ جب آیت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ھُو نازل ہوئی تو وُہ تمام بُت سجدہ میں گر پڑے۔

اٹھارھواں معجزہ۔ ابن بابویہ وغیرہ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے ایک مرتبہ آنحضرتؐ طواف کر رہے تھے جب رکن غربی کی جانب پہنچے اور اُس سے آگے بڑھے وُہ رکن گویا ہُوا کہ یارسول اللہ کیا میں آپؐ کے پروردگار کے گھر کے ارکان میں سے نہیں ہوں کیوں آپؐ نے مجھ پر ہاتھ نہیں پھیرا؟ حضرتؐ اس کے پاس گئے اور فرمایا خاموش ہو تجھ پر سلامتی ہو میں تجھے ترک نہ کروں گا۔

اُنیسواں معجزہ۔ صفار، قطب راوندی اور ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا

ایک نخلستان میں تشریف لے گئے؛ خرمے کے تمام درختوں نے ہر طرف سے بولنا شروع کیا۔ اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اور استدعا کی کہ ہمارے خرمے نوش فرمائیے اور اپنے خوشے لٹکا دیئے۔ حضرتؐ نے ہر درخت میں سے کھایا۔ جب خرمائے عجوہ کے قریب پہنچے اُس کی شاخیں جھکیں اور آنحضرتؐ کو سجدہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا خداوندا اس میں برکت عطا فرما اور لوگوں کو اس سے نفع دے۔ اسی سبب سے روایت کرتے ہیں کہ عجوہ بہشت کا خرما ہے۔

بیسواں معجزہ۔ راوندی اور ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بنی عامر کے قبیلہ کا ایک دیہاتی حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ کس بات سے آپؐ کو خدا کا رسُول سمجھوں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اگر اس خرمے کے گچھے کو بلاؤں اور وُہ درخت کے اُوپر سے نیچے آجائے تو کیا تُو مجھ کو خدا کا رسُول تسلیم کرے گا؟ اُس نے کہا ہاں۔ آپؐ نے اُس خوشہ کو بُلایا وُہ درخت سے ٹوٹ کر زمین پر آیا اور اپنے کو کھینچتا ہوا آنحضرتؐ تک پہنچا اور سجدہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنی جگہ پر واپس جا۔ وُہ واپس جاکر اُسی طرح درخت میں لٹک گیا۔ یہ دیکھ کر اُس اعرابی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ اور ایمان لایا اور واپس یہ کہتا ہوا چلا کہ اے آل عامر ابن صعصعہ میں ہرگز آنحضرتؐ کی تکذیب نہ کروں گا۔

اکیسواں معجزہ۔ پھر اُنہی حضرات سے روایت کی گئی ہے کہ ایک مرد بنی ہاشم میں سے رکانہ نامی کافر تھا اور لوگوں کے قتل پر بڑا حریص تھا اور وادیٔ ضم میں گوسفند چرایا کرتا تھا۔ ایک روز آنحضرتؐ اُس وادی میں گئے۔ اُس نے حضرتؐ کو دیکھ کر کہا کہ اگر میرے اور تمہارے درمیان قرابت نہ ہوتی تو بیشک میں کچھ بات کیئے بغیر تم کو قتل کر دیتا۔ تم ہی وُہ ہو کہ ہمارے خداؤں کو گالی دیتے ہو۔ اس وقت اپنے خدا کو بلاؤ وُہ مجھ سے تم کو بچائے۔ آؤ مجھ سے کُشتی لڑو۔ اگر مجھ کو زیر کر دوگے تو دس گوسفند دوں گا۔ حضرتؐ نے اُس کو زمین سے اُٹھا کر پٹک دیا اور اُس کے سینہ پر سوار ہوگئے۔ رکانہ بولا یہ کام تمہارا نہ تھا بلکہ تمہارے خدا نے مجھ کو زیر کر دیا ہے۔ آؤ دوسری مرتبہ کُشتی لڑیں۔ اگر پھر تم نے مجھے زیر کر دیا تو دس گوسفند اور دوں گا۔ حضرتؐ نے دوسری مرتبہ بھی اس کو زیر کیا۔ پھر اُس نے دس گوسفند کی اور شرط کی، پھر حضرتؐ نے اس کو پٹک دیا۔ تب وُہ بولا کہ لات و عزیٰ کی خرابی ہو اُنہوں نے میری مدد نہ کی۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے تیری گوسفندیں نہیں چاہئیں لیکن میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور نہیں چاہتا کہ تُو جہنم میں جائے۔ اگر تو مسلمان ہو جائے گا تو عذاب الٰہی سے بے خوف ہو جائے گا۔ اُس نے کہا جبتک کوئی معجزہ نہ دکھاؤ گے مسلمان نہ ہوں گا۔ حضرتؐ نے فرمایا میں تجھ پر خدا کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ تُو عہد کرے کہ اگر معجزہ دیکھے گا تو ایمان لائے گا؟ اُس نے کہا ہاں ایمان لاؤں گا۔ ایک درخت حضرتؐ کے نزدیک تھا آپؐ نے اُس کو حکم دیا کہ اے درخت بحکم خدا میرے پاس آجا! یہ سُنتے ہی وُہ درخت آدھا آدھا ہوکر ایک حصہ اپنے تنے کے ساتھ آکر حضرتؐ کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ رُکانہ نے کہا بیشک یہ بڑا معجزہ ہے اب فرمائیے کہ یہ واپس جائے۔ حضرتؐ نے اس کو حکم دیا اور وُہ واپس چلا گیا اور اپنے نصف سے متصل ہوگیا۔ آپؐ نے فرمایا مسلمان ہوتا ہے؟ اُس نے کہا میں نہیں چاہتا کہ مدینہ کی عورتیں طعنہ دیں کہ میں آپؐ کے خوف سے

مسلمان ہوگیا۔ لیکن اپنی گوسفندیں لے لو۔ حضرتؐ نے فرمایا جب تو مسلمان نہیں ہوتا تو مجھے تیری بکریوں کی ضرورت نہیں ہے۔

بائیسواں معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب رسولؐ خدا صحابہ کے ساتھ جنگ مقنع بن جبیرہ کے لیئے روانہ ہوئے تو ایک اُونچے پہاڑ کے قریب پہنچے جس کو گھوڑے عبور کرنے سے عاجز تھے۔ حضرتؐ نے دُعا کی تو وُہ پہاڑ زمین کے برابر ہوگیا، اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور لشکر کے لیئے راستہ وسیع ہوگیا۔

تئیسواں معجزہ۔ ابن بابویہ، صفار اور راوندی رحمہم اللہ تعالےٰ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ مجھ کو جب آنحضرتؐ نے یمن کی جانب بھیجا تاکہ ان لوگوں کی اصلاح کردوں۔ میں نے عرض کی یارسولؐ اللہ وُہ بہت زیادہ اور سن رسیدہ لوگ ہیں اور میں کمسن ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا اے علی جب عقبۂ افیق کے اُوپر پہنچنا تو باواز بلند ندا کرنا کہ اے درختو، سنگریزو اور اے زمینو! محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کو سلام کہتے ہیں۔ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں روانہ ہوا اور جب عقبہ افیق پر پہنچا تو دیکھا کہ اہل یمن سب کے سب ننگی تلواریں لیئے نیزے سیدھے کیئے میری طرف چلے آرہے ہیں میں نے باواز بلند جو کچھ حضرتؐ نے فرمایا تھا ندا کی تو ہر درخت، کلوخ اور سنگریزہ جو اُس وادی میں تھے سب نے ایک ساتھ آواز بلند کی اور کہا خدا کے رسول محمدؐ پر اور آپؐ پر سلام ہو۔ جب اہل یمن نے انکی آوازیں سُنیں سب کانپ گئے۔ اُنکے پیر لڑکھڑانے لگے۔ اُنہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور مطیع و فرمانبرداروں کی طرح میرے پاس آئے تو میں نے ان کی اصلاح کی۔

چوبیسواں معجزہ۔ علی بن ابراہیم نے روائیت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ بنی قریظہ کے قلعہ کے نیچے پہنچے تاکہ اُن کا محاصرہ کریں۔ اُن کے قلعہ کے گرد خرمے کے بہت سے درخت تھے۔ حضرتؐ نے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا دُور ہٹ جاؤ۔ یہ سُنتے ہی تمام درخت قلعہ کے نیچے سے ہٹ کر دُور میدان میں متفرق ہوگئے۔

پچیسواں معجزہ۔ شیخ طوسی اور قطب راوندی وغیرہ نے بسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میں اُس پتھر کو مکہ میں پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھ کو سلام کرتا تھا۔

چھبیسواں معجزہ۔ بسند معتبر شیخ طوسی نے سلمانؓ سے روایت کی ہے وُہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آنحضرتؐ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ علی بن ابی طالبؑ آئے اور ایک پتھر کا ٹکڑا جو آپؐ کے ہاتھ میں تھا جناب رسولؐ خدا کو دیا۔ ابھی وُہ حضرتؐ کے ہاتھ میں پہنچا نہیں تھا کہ بقدرتِ الٰہی گویا ہوا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَ بِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَلِیًّا (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اُس کے رسولؐ ہیں۔ میں خدا کی ربوبیت اور محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت پر راضی ہوا)۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے صبح کو یہ دُعاء پڑھے خدا کے خوف اور اُس کے عذاب سے امین ہوگا

ستائیسواں معجزہ۔ ابن بابویہ اور راوندی نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی جس کا نام سبحت تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں اپنے پروردگار کے بارے میں آپؐ سے دریافت کرتا ہوں کہ وُہ کہاں ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کا علم اور قدرت ہر مقام کو گھیرے ہوئے ہے لیکن وُہ خود کسی مکان میں نہیں ہے۔ اُس نے پُوچھا وُہ کس طرف ہے فرمایا کس طرح اُس کے کس طرف ہونے کا بیان کروں کیونکہ اُس نے ہر طرف کو پیدا کیا ہے اور وُہ کسی مخلوق سے متصف نہیں ہوسکتا۔ اُس نے پُوچھا کس طرح سمجھوں کہ آپؐ پیغمبر ہیں۔ اُسی وقت پتھر، ڈھیلے اور ہر چیز جو حضرتؐ کے آس پاس تھی سب نے فصیح زبان عربی میں کہا کہ یہ خدا کے رسولؐ ہیں۔ سبحت نے کہا اس سے زیادہ واضح کوئی امر میں نے نہیں دیکھا لہٰذا خدا کی وحدانیت اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں بیشک آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔

اٹھائیسواں معجزہ۔ بصائر الدرجات میں بسند معتبر روایت ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا سہل بن حنیف اور خالد بن ایوب انصاری کے ساتھ بنی نجار کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ ناگاہ ایک کنوئیں کے ایک پتھر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند آواز سے سلام کیا اور کہا آپؐ پر خدا کی جانب سے سلامتی ہو اپنے پروردگار سے میری شفاعت فرمائیے کہ مجھے جہنم کے پتھروں میں شامل نہ کرے جس سے کافروں پر عذاب کرے گا۔ حضرتؐ نے اپنے دست مبارک آسمان کی جانب بلند کیئے اور کہا خداوندا اس پتھر کو جہنم کے پتھروں میں مت قرار دے۔

اُنتیسواں معجزہ۔ شیخ طبرسی و قطب راوندی اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگِ طائف کے لیئے ایک صحرا سے گزر رہے تھے جس میں بیر کے بہت سے درخت تھے آنحضرتؐ اپنی سواری پر سوگئے تھے درمیان راہ میں ایک درخت تھا جب حضرتؐ اُس کے قریب پہنچے وُہ درخت بقدرتِ الٰہی بیچ سے دُو حصّہ ہو کر آدھا آدھا دونوں طرف جاکر کھڑا ہوگیا اور آجتک اُسی حال پر باقی ہے۔ لوگ اُس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس کو سدرۃ النبیؐ کہتے ہیں، اس کی حفاظت کرتے ہیں اور برکت حاصل کرتے ہیں اور اُس کی پتیاں بھیڑوں اور اونٹوں کی حفاظت کے لیئے انکی گردنوں میں لٹکاتے ہیں۔ اور یہ ایسا معجزہ ہے جس کا اثر آجتک باقی ہے۔

تیسواں معجزہ۔ راوندی نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی بعثت کی ابتدا تھی، عرب کا ایک گروہ ایک بُت کے پاس جمع تھا تاکہ اس کی پرستش کرے کہ بُت کے اندر سے آواز آئی۔ اُس نے بزبان فصیح کہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس آئے ہیں اور تم کو دینِ حق کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ سُنتے ہی وُہ سب منتشر ہوگئے اور اُن میں سے اکثر ایمان لائے۔

اکتیسواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک اندھیری رات میں بارش ہورہی تھی آنحضرتؐ نمازِ شب سے واپس آرہے تھے اور ایک بجلی آنحضرتؐ کے آگے آگے روشنی کررہی تھی۔ اسی اثناء میں آپؐ کی نظر قتادہ بن نعمان پر پڑی۔ آپؐ نے ان کو پہچان لیا۔ قتادہ نے کہا یا نبیؐ اللہ چاہتا ہوں کہ آپؐ کے

ساتھ نماز پڑھوں لیکن اندھیری رات میں آنا میرے لیئے دشوار ہے۔ حضرتؐ نے خرمہ کی ایک ٹہنی ان کو دے دی اور فرمایا کہ یہ دس رات تک تم کو روشنی دیا کرے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر آپؐ نے فرمایا تمہارے مکان کے ایک گوشہ میں ایک شیطان نے جگہ بنالی ہے تم اپنی تلوار سے اُس پر حملہ کرو تو وُہ بھاگ جائے گا۔ قتادہ جب اپنے گھر پہنچے تو گھر کے ایک گوشہ میں ایک سیاہی نظر آئی۔ جب اُس پر حملہ کیا تو وُہ دیوار سے اوپر چڑھ گیا اور بھاگ گیا۔

تبیسواں معجزہ۔ راوندی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک روز جبرئیلؑ آنحضرتؐ پہ نازل ہوئے اور آپؐ کو غمگین پایا۔ سبب پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا کافروں کے ظلم اور جھٹلانے سے رنجیدہ ہوں۔ عرض کی کیا آپؐ کو ایسی نشانی بتادوں جس سے آپؐ سمجھیں کہ خداوند عالم نے تمام اشیا کو آپؐ کا تابع فرمان قرار دیا ہے فرمایا ہاں۔ جبرئیلؑ نے عرض کی درخت کو اپنے پاس بلائیے گا تو وُہ آئے گا۔ آپؐ نے ایک کو اپنی طرف بلایا وہ فوراً حاضر خدمت ہو گیا۔ جب فرمایا کہ واپس جا تو وہ جا کر اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔

تینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے چند سندوں سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی کسی جگہ سے سفر کر کے آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے بہترین راہ کی جانب ہدایت کروں اُس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہہ: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اعرابی نے پُوچھا کیا کوئی آپؐ کا گواہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں ہے۔ اس درخت کے پاس جا کر کہو کہ تجھ کو اللہ کے رسُولؐ بلاتے ہیں۔ اُس اعرابی نے درخت سے جا کر کہا تو وُہ حرکت میں آیا اور زمین کو چیرتا ہوا آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ میری حقیت کی گواہی دے۔ درخت گویا ہوا اور آنحضرتؐ کی رسالت اور آپؐ کی حقیت کی گواہی دی۔ اعرابی نے کہا اب حکم دیجیئے کہ اپنے مقام پر واپس جائے۔ آپؐ نے اس کو حکم دیا اور وُہ اپنی جگہ پر بدستور جا کر کھڑا ہو گیا۔ اعرابی نے کہا اجازت دیجیئے کہ میں آپؐ کو سجدہ کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کے سوا کسی کے لیئے سجدہ جائز نہیں ورنہ میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔ غرض وُہ مسلمان ہو گیا اور آنحضرتؐ کے دست مبارک چوم کر عرض کی کہ مجھے اجازت دیجیئے کہ اپنے قبیلہ میں واپس جاؤں اور ان لوگوں کو بھی اسلام کی دعوت دوں اگر وُہ قبول کریں تو ان کو حضرتؐ کی خدمت میں لے کر آؤں ورنہ خود حاضر ہوں۔ حضرتؐ نے اجازت دی اور وُہ اپنے قبیلہ کی طرف چلا گیا۔

چونتیسواں معجزہ۔ سنگریزوں کا آنحضرتؐ کے ہاتھ میں تسبیح خدا کرنا۔ عامہ و خاصہ نے بطریق متواترہ روایت کی ہے کہ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ مکور عامری نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کوئی معجزہ طلب کیا۔ حضرتؐ نے نو کنکریاں اُٹھالیں۔ سب بآواز بلند تسبیح خدا پڑھنے لگیں۔ پھر زمین پر ان کو پھینک دیا تو وہ ساکت ہو گئیں۔ پھر اُٹھالیا پھر وُہ تسبیح پڑھنے لگیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ وُہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہتی تھیں۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضر موت کے بادشاہ حضرتؐ کی خدمت میں آئے اور پوچھا کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں۔ حضرتؐ نے ایک مٹھی کنکریاں اُٹھالیں اور فرمایا کہ یہ میری رسالت کی گواہی دیتی ہیں۔ بس وُہ کنکریاں گویا ہوئیں اور تسبیح خدا

پڑھنے لگیں اور حضرتؐ کی رسالت پر گواہی بھی دی۔ اور انس سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مٹھی کنکریاں ہاتھ میں اُٹھالیں جو تسبیح خدا کرنے لگیں۔ پھر حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دے دیں وُہ اُن کے ہاتھ میں بدستور تسبیح کرتی تھیں۔ جب ہم نے اپنے ہاتھ میں ان کو لے لیا تو وُہ ساکت ہو گئیں۔

پینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے ابو اسید سے روایت کی ہے کہ جناب رسُولؐ خدا نے ایک روز اپنے چچا جناب عباسؓ سے کہا کہ آپ اپنے لڑکوں سمیت کل اپنے گھر پر موجود رہیئے گا مجھے کچھ کام ہے دوسرے روز صبح کو آپؐ ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور ان لوگوں کو اپنے پاس بلایا اور ان کے لیئے دُعا کی تو آمین کی آواز اُن کے در و دیوار سے بلند ہوئی۔

چھتیسواں معجزہ۔ کلینی، راوندی اور ابن شہر آشوب نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا اور لوگوں نے اس کی قبر کھودنا شروع کی مگر بہت کوشش کی اور قبر نہ کھُد سکی۔ تو لوگ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ شخص خوش اخلاق تھا اس کی قبر کھودنے میں دشواری نہ ہونا چاہیئے۔ پھر خود تشریف لے گئے اور ایک پیالہ میں پانی منگوایا اور اپنا دست مبارک اُس میں داخل کیا اور قبر کی زمین پر چھڑک دیا۔ حضرتؐ کے اعجاز سے وُہ زمین مانند بالو کے نرم ہو گئی۔ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے دُعا کی تو قبر آسانی سے کھود لی گئی۔

سینتیسواں معجزہ۔ راوندی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کسی جنگ کے لیئے مدینہ سے باہر گئے ہوئے تھے۔ واپسی میں ایک منزل پر قیام پذیر تھے اور صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے کھانا نوش فرمارہے تھے کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا یا رسولؐ اللہ چلیئے۔ حضرتؐ سوار ہو کر جبرئیلؑ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ زمین کپڑے کے مانند لپیٹی گئی اور حضرتؐ فدک میں پہنچے۔ جب اہل فدک نے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی سمجھے کہ دشمن سر پر آگئے اور شہر کے دروازوں کو بند کر کے کنجیاں ایک بوڑھی عورت کو جو شہر کے باہر رہتی تھی دے دیں۔ اور خود پہاڑوں پر بھاگ گئے۔ جبرئیلؑ اُس عورت کے پاس آئے اور اُس سے کنجیاں لے لیں۔ شہر کے دروازوں کو کھولا۔ حضرتؐ اُن کے تمام شہروں اور مکانوں میں گھومے پھرے۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا رسولؐ اللہ خدا نے یہ سب آپ کے لیئے مخصوص کیا اور آپؐ کو عطا فرمایا ہے۔ اس میں کسی اور کا حصہ نہیں ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى رپ۲۸ آیت ۷ سورۃ حشر) یعنی خدا نے جو کچھ قریوں اور شہروں والوں کا مال اپنے رسولؐ کو دیا ہے وُہ صرف خدا و رسولؐ اور رسولؐ کے رشتہ داروں کے لیئے ہے۔ پھر فرماتا ہے فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ رپ۲۸ آیت ۶ سورۃ حشر)۔ تم نے اُس پر اونٹوں اور گھوڑوں کو نہیں دوڑایا تھا (یعنی اُن سے جنگ نہیں کی تھی) لیکن خدا اپنے پیغمبروں کو جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ کیونکہ فدک کے فتح کرنے میں مسلمانوں نے جنگ کی تھی نہ حضرتؐ کے ساتھ تھے بلکہ خدا نے بغیر لڑے بھڑے پیغمبرؐ کو عطا فرمایا تھا۔

جبرئیلؑ نے آنحضرتؐ کو ان کے گھروں اور باغوں میں گھمایا پھرایا، پھر دروازوں کو بند کرکے ان کی کنجیاں حضرتؐ کے حوالے کیں۔ حضرتؐ نے ان کو تلوار کے نیام میں رکھ دیا اور تلوار کو اُونٹ پر سامان کے ساتھ لٹکا دیا اور سوار ہوکر واپس ہوئے۔ زمین پھر اسیطرح لپیٹ گئی اور حضرتؐ اپنے اصحاب کے پاس پہنچ گئے ابھی وُہ لوگ اُس مجلس سے اُٹھے نہ تھے۔ اور فرمایا کہ میں فدک کی جانب گیا تھا خدا نے فدک مجھے عطا فرمایا ہے یہ سُنکر منافقوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور آنکھوں سے اشارہ کیا کہ (معاذ اللہ) حضرتؐ غلط بیان کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے نیام سے کنجیاں نکال کر دکھائیں اور فرمایا کہ یہ فدک کے قلعوں کی کنجیاں ہیں۔ پھر وہاں سے روانہ ہوکر مدینہ آئے اور سب سے پہلے جناب فاطمہؑ کے گھر گئے اور فرمایا خدا نے فدک تمہارے باپ کو عطا فرمایا ہے جس میں مسلمانوں کا حصہ نہیں۔ مجھے اختیار ہے میں جو چاہوں کروں۔ تمہاری والدہ خدیجہ کا مہر میرے ذمہ ہے لہٰذا میں اُس کے عوض فدک تم کو بخشتا ہوں۔ تم اُس کی مالک ہو تمہارے بعد تمہاری اولاد مالک ہوتی رہے گی۔ پھر حضرتؐ نے ایک چمڑا منگایا اور امیرالمومنینؑ کو بلایا اور فرمایا لکھو کہ باغ فدک رسولؐ خدا کی جانب سے فاطمہؑ کے لئے بخشش ہے۔ اور اس پر علیؑ اور اُم ایمن کو گواہ فرمایا کہ اُم ایمن بہشت کی ایک خاتون ہیں۔ پھر اہل فدک آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ طے کیا کہ ہر سال چوبیس ہزار دینار (اشرفی) حضرتؐ کو دیا کریں گے جو اس زمانہ کے سکوں کے حساب سے تین ہزار چھ سو تومان ہوتے ہیں۔

اڑتیسواں معجزہ۔ راوندی نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا جب جنگ حنین سے واپس ہوکر جعرانہ میں ٹھہرے اور صحابہ میں مال غنیمت تقسیم فرمایا، وُہ حضرتؐ کے پیچھے پیچھے دوڑتے تھے اور مانگتے جاتے تھے۔ حضرتؐ اُن کو دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ آنحضرتؐ اُن کے پاس سے ہٹتے ہٹتے ایک درخت کے پاس پہنچے اور پُشت درخت سے لگا دی۔ لیکن صحابہ نے پھر ہجوم کیا یہاں تک کہ حضرتؐ کی پیٹھ زخمی ہوگئی اور آپؐ کی چادر درخت سے لپٹ کر رہ گئی۔ آنحضرتؐ دُوسرے درخت کی طرف چلے گئے اور فرمایا کہ میری چادر دے دو۔ خدا کی قسم اگر مکہ اور یمن کے درختوں کی تعداد کے برابر میرے پاس گوسفندیں ہوتیں تو سب تم لوگوں پر تقسیم کردیتا۔ تم مجھ کو بخیل و کنجوس کبھی نہ پاؤگے۔ غرض ماہ ذیقعدہ میں جعرانہ سے روانہ ہوئے اور حضرتؐ کی پشت مبارک کی برکت سے وُہ درخت کبھی خشک نہ ہوا اور ہمیشہ ہر فصل میں اُس سے تروتازہ پھل حاصل ہوا کرتا تھا۔

انتالیسواں معجزہ۔ ابن شہرآشوب اور ابن مسعود وغیرہ نے روایت کی ہے کہ لوگ جب حضرتؐ کے ساتھ کھانا کھاتے تو طعام سے آواز تسبیح آتی تھی۔

چالیسواں معجزہ۔ ابن شہرآشوب نے روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ خدا مدینہ میں ایک مسجد تعمیر کر رہے تھے آپؐ نے مکہ سے ایک درخت کو بُلایا وُہ زمین کو چیرتا ہوا آنحضرتؐ کے پاس آکر کھڑا ہوگیا اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دی۔

اکتالیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن طفیل کو بھیجا کہ اپنی قوم کی ہدایت کرے۔ اور فرمایا کہ تمہاری قوم کے نزدیک تمہاری سچائی کی دلیل یہ ہوگی کہ تمہارے تازیانہ کی

نوک سے رات دن ایک نُور چمکتا رہے گا۔ عبداللہ نے اُسی علامت کے ذریعہ اپنی قوم کی ہدایت کی۔ دیگر روایت ہے کہ قریش نے طفیل بن عمرو سے کہا کہ جب مسجد الحرام میں تُو جایا کرے تو اپنے کانوں میں رُوئی بھر لیا کر تاکہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قرآن پڑھنا تُو نہ سُنے ایسا نہ ہو کہ تو بھی اُن کے فریب میں آجائے غرض وُہ جب کعبہ میں جاتا تھا تو جس قدر رُوئی کانوں میں زیادہ بھرتا تھا اسیقدر آنحضرتؐ کی آواز زیادہ سنائی دیتی تھی۔ اسی معجزہ سے وُہ مسلمان ہوگیا اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں اگر آپؐ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائیں تو میں اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دوں۔ حضرتؐ نے دُعا کی کہ خداوندا اس کو کوئی علامت عطا فرما۔ غرض جب وُہ اپنی قوم کی جانب واپس گیا اُس کے تازیانہ سے ایک نُور قندیل کے مانند ظاہر ہوتا تھا۔

بیالیسواں معجزہ۔ خاصہ وعامہ نے روایت کی ہے کہ جنگ احزاب میں آنحضرتؐ نے صحابہ کے درمیان خندق کھودنا تقسیم فرمایا کہ ہر چالیس ہاتھ دس آدمی کھودیں۔ سلمانؓ اور حذیفہؓ کے حصّہ میں جو زمین آئی، اُس کے نیچے پتھر نکلا جس پر پھاوڑہ اثر نہیں کرتا تھا۔ سلمانؓ نے آنحضرتؐ سے عرض کی۔ آنحضرتؐ مسجد احزاب سے باہر آئے اور پھاوڑہ لے کر تین بار پتھر پر مارا۔ ہر مرتبہ ایک تیسرا حصّہ پتھر سے جدا ہوتا اور برق سی چمکتی، جس سے تمام دُنیا روشن ہوجاتی اور حضرتؐ اللہ اکبر فرماتے صحابہ بھی اللہ اکبر کہتے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ پہلی روشنی میں یمن کے قصر نظر آئے اور خدا نے اُن سب کو مجھے عطا فرمایا۔ دوسری مرتبہ شام کے قصر دکھائی دیئے اور خدا نے اُن سب کو مجھے کرامت فرمایا۔ اور تیسری بار مدائن کے قصر میں نے دیکھے اور خدا نے بادشاہان عجم کے ملک مجھے بخشے۔ اُس کے بعد خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (پ۱۰ آیت ۳۳ سورۃ توبہ) "خدا اُس کے دین کو تمام دینوں پر غالب کردے گا اگرچہ مشرکین کراہت کریں۔" دوسری روایت میں ہے کہ جب وُہ زمین سخت ظاہر ہوئی اور کُدال کا اُس پر اثر نہ ہوا تو حضرتؐ نے ایک پیالہ میں پانی منگوایا اور اپنے معجز نما آب دہن کو اُس میں ڈالا اور اپنے ہاتھ سے اُس زمین پر چھڑک دیا۔ تو آنحضرتؐ کے اعجاز سے اس قدر نرم ہوگئی کہ جب کُدال اُس پر مارتے وُہ اندر گھس جاتا تھا۔

تینتالیسواں معجزہ۔ ابن شہرآشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جنگ بدر میں عکاسہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضرتؐ نے ایک لکڑی اُن کے ہاتھ میں دے دی کہ اس سے جنگ کرو۔ جب عکاسہ کے ہاتھ میں وُہ لکڑی پہنچی تلوار بن گئی، وہ ہمیشہ اُسی سے جنگ کیا کرتے تھے۔

چوالیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ جنگ اُحد میں عبداللہ بن جحش کو حضرتؐ نے ایک لکڑی دی اور ابو دجانہ کو خرمے کی ایک شاخ عطا فرمائی۔ وُہ دونوں شمشیر قاطع بن گئیں۔ وُہ لوگ اُسی سے جنگ کیا کرتے تھے۔

پینتالیسواں معجزہ۔ روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز آنحضرتؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ ایک مُٹھی کنکریاں لاؤ۔ حضرتؐ نے اُن کو بتوں کی جانب پھینک دیا اور فرمایا جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (پ۱۵ آیت ۸۱ سورۃ بنی اسرائیل) "حق آیا اور باطل مٹا۔ اور باطل مٹنے ہی والا ہے۔" تو وُہ تمام بت زمین پر گر پڑے۔ اہل مکہ نے کہا کہ ہم نے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بڑھ کر کوئی جادوگر نہیں دیکھا۔

چھیالیسواں معجزہ:۔ روایت ہے کہ کسی نے ایک کمان حضرتؐ کو ہدیہ کی جس پر ایک عقاب کی صورت بنی ہوئی تھی۔ حضرتؐ نے اُس پر ہاتھ پھیرا وُہ شکل مِٹ گئی۔

سینتالیسواں معجزہ۔ تفسیر امام میں مذکور ہے۔ عمار یاسر کہتے ہیں کہ ایک روز میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوًا اُس وقت جبکہ آنحضرتؐ کی رسالت میں شک رکھتا تھا؛ اور کہا یا رسولؐ اللہ میں آپؐ کی تصدیق نہیں کرسکتا کیونکہ میرے دل میں شک ہے۔ کیا کوئی ایسا معجزہ ہے جس سے میرا شک دُور ہو جائے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب گھر واپس جائے تو ہر درخت اور پتھر سے میری بابت دریافت کرنا۔ میں گھر آیا تو ہر درخت اور پتھر سے پوچھتا تھا کہ محمدؐ کا دعوٰے ہے کہ تو اُنکی رسالت کی گواہی دیتا ہے تو وُہ گویا ہوتا اور کہتا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کے رسولؐ ہیں۔

اڑتالیسواں معجزہ۔ تفسیر امامؑ میں مذکور ہے کہ ایک روز ایک مردِ مومن آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوًا۔ حضرتؐ نے اُس سے پُوچھا کہ اپنے دل کو اپنے برادرانِ مومن کی طرف سے کیسا پاتے ہو جو محبت محمدؐ و علیؑ اور اُن کے دشمنوں کی عداوت میں تمہارے موافق ہیں۔ اُس نے عرض کی میں اُن کو مثل اپنی جان کے عزیز رکھتا ہوں۔ جن باتوں سے اُن کو تکلیف ہوتی ہے مجھے بھی ہوتی ہے اور جس سے اُن کو خوشی ہوتی ہے مجھے بھی ہوتی ہے؛ اور جو کچھ اُن کو غمگین کرتا ہے مجھے بھی غمگین کرتا ہے۔ یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا پھر تو تم خدا کے دوست ہو لہٰذا دُنیا کی بلاؤں اور تکلیفوں کی پروا نہ کرو۔ خدا اس کے عوض تم کو اتنی نعمتیں عطا فرمائے گا کہ خلق میں کسیکو ایسا نفع حاصل نہ ہؤا ہوگا سوائے اس کے جو تمہاری طرح ہو۔ لہٰذا اس حالِ نیک پر راضی و خوش رہو۔ اُن فرزندوں، غلاموں، کنیزوں اور دولت کے عوض جو دوسروں کو حاصل ہیں کیونکہ تم اس حال میں تمام امیروں سے زیادہ غنی ہو لہٰذا اپنے تمام اوقات کو محمدؐ و آلِ محمد علیہم الصّلوٰۃ والسّلام پر درُود بھیجکر زندہ رکھو۔ یہ سُنکر وُہ مردِ مومن خوش ہوگیا اور ہمیشہ محمدؐ و آلِ محمد علیہم الصّلوٰۃ والسّلام پر درُود بھیجا کرتا تھا۔ ایک روز دو مشہور منافقین غاصبانِ حقوقِ آلِ محمدؐ سے اُس کی ملاقات ہوئی۔ منافق اول نے کہا اے فلاں شخص تجھ کو محمدؐ نے بھُوک اور پیاس کا خوب توشہ دیا۔ دُوسرے نے کہا محمدؐ نے آرزوئے باطل اور جھُوٹے وعدوں سے جنسے ہمیشہ دوسروں کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے (معاذ اللہ) اچھا توشہ تیرے ساتھ کیا ہے۔ دوسرے روز پھر بازار میں اُن دونوں سے ملاقات ہوگئی۔ اُنہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس بیوقوف سے مذاق کرنا چاہیئے۔ یہ طے کرکے اُس مومن کے پاس آئے۔ دوسرے نے کہا آج لوگ اس بازار میں تجارت کررہے ہیں اور فائدہ اُٹھا رہے ہیں تُو نے کون سی تجارت کی ہے؟ اُس غریب نے کہا میرے پاس مال تو نہیں ہے جس سے تجارت کروں البتہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درُود بھیجا کرتا ہوں۔ اُس نے کہا بدنصیبی اور محرومی کا اچھا فائدہ تُو نے حاصل کیا ہے۔ جب گھر جائے گا تو بھُوک کا دسترخوان تیرے لیئے بچھایا جائے گا اور بدنصیبی اور حرماں کے طرح طرح کے کھانے اور شربت و پانی وغیرہ اس پر چنے جائیں گے اور فرشتے جو محمدؐ کے لیئے بھوک پیاس اور ذلت لایا کرتے ہیں تیرے دسترخوان کے گرد حاضر ہوں گے۔ اُس مومن نے کہا خدا کی قسم ایسا نہیں ہے بلکہ حضرتؐ خدا کے رسولؐ ہیں اور جو شخص اُنپر ایمان لاتا ہے وُہ حق پسند اور سعادتمند

میں سے ہے اور بہت جلد خداوند عالم ان کو بلند مرتبہ کردے گا کشادگیٔ روزی وغیرہ کے سبب جیسی اُن کے لیئے مصلحت سمجھے گا۔ پھر ان کے لیئے راحت ہی راحت ہے۔ اسی اثناء میں ایک شخص ایک سڑی ہوئی مچھلی لیئے ہوئے آیا۔ اُن دونوں منافقوں نے طعن وطنز کیا کہ اس مچھلی کو اس مرد کے ہاتھ فروخت کردے یہ رسولؐ کے صحابیوں میں سے ہے۔ ماہی فروش نے کہا کہ اس کو کوئی نہیں خریدتا ہے آپ ہی خرید لیجئے۔ اس مومن نے کہا میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اُن دونوں منافقوں نے کہا خرید لو قیمت تو رسُولؐ دے دیں گے۔ اُس شخص نے مچھلی لے لی اور ماہی فروش حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ حضرتؐ نے حالات سُنکر اُسامہ سے کہا کہ ایک درم اس مچھلی والے کو دے دو۔ وُہ یہ قیمت پاکر بہت خوش ہؤا اور کہا کہ یہ درم تو کئی مچھلیوں کی قیمت ہے۔ غرض وُہ تو چلا گیا ادھر اُس مومن نے اُن لوگوں کے سامنے مچھلی کا پیٹ چاک کیا۔ اُس میں سے دو گوہر آبدار برآمد ہوئے جنکی قیمت دو لاکھ درہم تھی۔ یہ دیکھ کر وُہ دونوں منافق بہت رنجیدہ ہوئے اور مچھلی والے کے پیچھے دَوڑے اور جاکر اُس سے کہا کہ مچھلی کے پیٹ سے دو قیمتی موتی نکلے ہیں۔ تُو نے مچھلی فروخت کی ہے موتی نہیں فروخت کیئے تھے۔ واپس چل کر اپنے دونوں موتی اُس سے لے لے۔ مچھلی والے نے آکر اُس سے دونوں موتی لے لیئے۔ وُہ اُس کے ہاتھ میں پہنچتے ہی بچھو بن گئے اور اُس کے ہاتھ میں ڈنک مارنے لگے۔ مچھلی والا چلانے لگا اور اُن کو پھینک دیا۔ دونوں منافقوں نے کہا کہ یہ امر محمدؐ کے جادو سے بعید نہیں ہے۔ پھر اُس مومن نے اُسی مچھلی کے شکم سے دو موتی اور پائے۔ پھر اُن دونوں منافقین نے مچھلی والے سے کہا کہ یہ موتی بھی تیرے ہی ہیں لے لے۔ جب اُس نے اُن موتیوں کو اُٹھانے کا ارادہ کیا وُہ دونوں موتی سانپ بن گئے اور اس پر حملہ آور ہوئے۔ ماہی فروش نے کہا کہ بھائی یہ تم ہی لے لو میں نہیں لینا چاہتا۔ غرض اُس مومن نے اُن دونوں بچھوؤں اور دونوں سانپوں کو اُٹھا لیا وُہ سب باعجازِ آنحضرتؐ قیمتی موتی ہوگئے۔ وُہ دونوں منافقین آپس میں کہنے لگے کہ کسی کو ہم نے محمدؐ سے زیادہ جادو میں ماہر نہیں دیکھا۔ اس مومن نے کہا اے دشمنانِ خدا اگر یہ جادو ہے تو بہشت و دوزخ بھی جادو ہے۔ اے خدا کے دشمنو! اُس خدا پر ایمان لاؤ جس نے تم پر اپنی نعمتیں پوری کی ہیں اور اپنے عجائباتِ قدرت تم کو دکھلائے ہیں۔ پھر وُہ چاروں موتی لے کر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوًا جنکو اُن تاجرانِ عرب نے چار لاکھ درم میں خرید لیا جو مدینہ میں تجارت کی غرض سے آئے تھے۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ خدا نے تجھ کو یہ نعمت اُس تعظیم و تکریم کی وجہ سے عطا فرمائی ہے جو تُو محمدؐ رسُول اللہ اور اُن کے بھائی اور وصی علیؑ کی کرتا ہے۔ کیا میں تجھے ایسی فائدہ مند تجارت نہ بتا دوں جس میں تو یہ تمام مال لگا دے اُس نے کہا یا رسُولؐ اللہ ضرور بتائیے۔ فرمایا ان کو بہشت کے درختوں کے بیج قرار دے اور اپنے برادرانِ مومنین پر صرف کردے کیونکہ بعض اُن میں سے عقیدہ و اخلاص میں تیرے مانند ہیں اور بعض تجھ سے بھی پست ہیں اور بعض بلند بھی ہیں۔ اُن پر جو کچھ تُو صرف کرے گا ہر حبہ کو خدا بڑھاتا رہے گا یہاں تک کہ کوہِ ابوقبیس، اُحد، ثور اور ثبیر کے پہاڑوں کے برابر ہزار پہاڑ بنادے گا اور خدا ان کے عوض بہشت میں تیرے لیئے قصر تعمیر فرمائے گا، جنکے کنگرے یاقوت کے ہوں گے۔ اور سونے کے قصر بنائے گا جنکے کنگرے زبرجد کے ہوں گے۔ اتنے میں

ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میرے پاس تو کچھ نہیں میں کیا راہِ خدا میں صرف کروں میرے واسطے کیا ثواب ہوگا۔ فرمایا تیرے لیئے ہماری خالص محبت و شفاعت کافی ہے۔ تجھ کو ہماری دوستی، ہمارے دشمنوں کے ساتھ دُشمنی بہشت کے بلند درجوں میں پہنچائے گی۔

اُنچاسواں معجزہ۔ سُراقہ بن مالک کا قصہ ہے جو متواتر ہے اور شعرا نے اپنے اشعار میں بھی نظم فرمایا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت کی کُفار نے سُراقہ کو آنحضرتؐ کے تعاقب میں بھیجا۔ جب وُہ آنحضرتؐ کے قریب پہنچا آپؐ کی دُعا سے اُس کے گھوڑے کا پاؤں زمین میں دُھنس گیا۔ اُس نے آنحضرتؐ سے استدعا کی کہ خدا سے دُعا فرمائیں کہ اس کو نجات بخشے۔ پھر اُس نے حضرتؐ کی دُعا سے نجات پائی، پھر دوبارہ اُس نے حضرتؐ کا ارادہ کیا پھر اُس کے گھوڑے کے پیر زمین میں پھنس گئے اسیطرح تین مرتبہ ہوا۔ آخر حضرتؐ سے اُس نے اپنے لیئے امان لی اور واپس گیا۔ اس کی تفصیل ہجرت کے حالات میں مذکور ہوگی۔

پچاسواں معجزہ۔ حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خرمے کے بیج اپنے دہن مبارک میں رکھ کر چوستے پھر زمین میں بو دیتے تھے، وُہ اسیوقت درخت بنکر بار آور ہو جاتے تھے۔

اٹھارواں باب

اُن معجزات کا بیان جو شیر خوار بچوں اور حیوانات میں ظاہر ہوئے

پہلا معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک مشرکہ عورت اپنی زبان سے آنحضرتؐ کو بہت اذیت دیتی تھی۔ ایک روز دو مہینے کے بچّہ کو لیئے ہوئے آنحضرتؐ کے سامنے سے جا رہی تھی جب حضرتؐ کے قریب پہنچی وُہ بچّہ بقدرتِ الٰہی گویا ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ۔ اُس کی ماں کو بہت تعجب ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا بچّے تجھے کیونکر معلوم ہوا کہ میں خدا کا رسول اور محمدؐ بن عبداللہ ہوں؟ اُس نے کہا مجھے میرے پروردگار نے اور رُوح الامین نے تعلیم دی۔ حضرتؐ نے پوچھا رُوح الامین کون ہیں؟ لڑکے نے کہا جبریلؑ ہیں جو اس وقت آپؐ کے سر کے قریب ہوا میں کھڑے ہیں اور آپ کو دیکھ رہے ہیں۔ حضرتؐ نے پوچھا اے بچّے تیرا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا میرا نام عبدالعزّیٰ رکھا گیا ہے حالانکہ میں عزّیٰ پر ایمان نہیں رکھتا۔ یا رسُولؐ اللہ آپ میرا کوئی اور نام رکھ دیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا تیرا نام میں نے عبداللہ رکھا۔ عرض کی یا رسُولؐ اللہ دُعا کیجیئے کہ خدا مجھے بہشت میں آپؐ کے خادموں میں قرار دے۔ آپؐ نے اُس کے لیئے دُعا کی۔ اُس نے کہا جو شخص آپؐ پر ایمان لایا وُہ سعادتمند ہوا اور جس نے انکار کیا بدبخت و شقی ہوا۔ یہ کہہ کر ایک نعرہ مارا اور برحمتِ الٰہی واصل ہو گیا۔

دوسرا معجزہ۔ کلینیؒ، راوندی اور ابن بابویہ وغیرہ نے بسندِ معتبر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے روایت کی ہے کہ یمن کے پیچھے ایک وادی ہے کہ اُس کو برہوت کہتے ہیں جس میں کالے سانپ اور اُلو کے سوا کوئی جانور نہیں ہوتا۔ اُس وادی میں ایک کنواں ہے جس کو بلہوت کہتے ہیں۔ ہر لحظہ مشرکوں اور کافروں کی رُوحیں اُس کنوئیں پہلے جاتی جاتی ہیں اور ان کو جہنم کی صدید (یعنی خون اور پیپ ملا ہوا گرم پانی) پلایا جاتا ہے۔ اُس وادی کے پیچھے چند گروہ ہیں جنکو ذریح کہتے ہیں۔ جب جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے ایک بچھڑے نے اُن کے درمیان اپنی دُم زمین پر ماری اور بآواز بلند چلایا کہ اے ذریح کی اولاد ایک مرد تہامہ میں آیا ہے اور لوگوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی دعوت دیتا ہے۔ اور دُوسری روایت کے مطابق اُس نے کہا کہ اے آلِ ذریح میں تم کو عملِ نیک کی جانب دعوت دیتا ہوں ایک پُکارنے والا بزبانِ فصیح کہہ رہا ہے کہ کوئی خدا نہیں سوائے اُس خدا کے جو عالمین کا پروردگار ہے اور محمدؐ خدا کے رسُول پیغمبروں میں سب سے بہتر ہیں اور اُن کے وصی علیؑ بہترین اوصیا ہیں۔ اُس قوم نے کہا خدا نے کسی امرِ عظیم کے سبب اس بچھڑے کو گویا کیا ہے۔ پھر اُس بچھڑے نے دوبارہ اسیطرح آواز لگائی تو اُن لوگوں نے ایک کشتی تیار کی اور سات اشخاص کو اُس میں سوار کیا اور کھانے کے لیئے جو کچھ خدا نے اُن کے دل میں ڈال دیا ہمراہ کر دیا۔ کشتی کا بادبان بلند کر کے دریا میں کشتی چھوڑ دی۔ اس کشتی کو بامرِ خدا بغیر ناخدا کے ہوا نے جدہ میں پہنچا دیا۔ جب وُہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے، قبل اس کے کہ وُہ کچھ کہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے آلِ ذریح بچھڑے نے تم کو دعوت دی ہے اُنہوں نے کہا ہاں یا رسُولؐ اللہ اپنا دین اور کتاب پیش کیجیئے۔ تو حضرتؐ نے اُن کو دینِ اسلام، قرآن، واجبات، سُنن اور شرائع دین کی تعلیم دی اور بنی ہاشم میں سے ایک شخص کو اُن کا حاکم بنا کر اُن کے ساتھ بھیج دیا وُہ آج تک دینِ حق پر قائم ہیں اور اُن میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

تیسرا معجزہ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ دیر کا ایک بچّہ جس کو لوگ گونگا سمجھتے تھے آنحضرتؐ کے پاس لایا گیا آپؐ نے اُس سے پُوچھا کہ میں کون ہوں۔ اُس نے کہا آپؐ خدا کے رسُولؐ ہیں۔ اُس کے بعد سے بولنے لگا۔

چوتھا معجزہ۔ روایت ہے کہ عمرو بن منتشر نے آنحضرتؐ سے شکایت کی کہ ہماری وادی میں ایک سانپ رہتا ہے جس کا دفع کرنا ہمارے لیئے دُشوار ہے۔ اگر اُس کو آپ دفع کر دیں اور اُس وادی میں خرمے کے جو درخت خشک ہو گئے ہیں ان کو سبز و بار آور کر دیں تو ہم ایمان لائیں گے۔ حضرتؐ ان کیساتھ اُس وادی میں گئے۔ وُہ سانپ نکلا شترِ مست کے مانند چلا رہا تھا اور زمین پر سینہ کے بل چل رہا تھا جب اُس کی نگاہ آنحضرتؐ پر پڑی وُہ اپنی دُم پر کھڑا ہو گیا اور حضرتؐ کو سلام کیا۔ آپؐ نے اس کو حکم دیا کہ اس وادی سے نکل جائے۔ پھر حضرتؐ اُن خشک درختوں کے پاس آئے اور اپنا دستِ مبارک اُن پر پھیرا۔ وُہ اسیوقت بلند ہو گئے اور اُن میں پھل لگ گئے اور اُن کے نیچے پانی کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔

پانچواں معجزہ۔ روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں ایک بچّہ کو کپڑے میں لپیٹ کر حضرتؐ کے پاس لائے کہ آپؐ اُس کے واسطے دُعا فرمائیں۔ حضرتؐ نے اُس کو اپنے ہاتھوں پر لے کر فرمایا میں کون ہوں اُس نے کہا